اسلم راہی کی

عمران سیریز



www.urdufanz.com

عمران سیریز کا نیا ناول

ایکسٹو کا قتل

لائبریری

مصنف

اسلم راہی ایم۔ اے

ناشر

حفیظ سنز

چوک اردو بازار۔ لاہور

AHMAD BOOK STALL

www.Urdufanz.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

ناشر ۔ ۔ ۔ حفیظ سنز لاہور
تعداد ۔ ۔ ۔ ۔ گیارہ سو ۱۱۰۰
مطبع ۔ ۔ ۔ شفقت اللہ جنرل پرنٹرز ۸۹ اردو بازار لاہور
بار اول ۔ ۔ ۔ ۔ مارچ ۱۹۷۸ء
قیمت ۔ ۔ ۔ [redacted] روپے

اس ناول کے واقعات و کردار و مقامات فرضی ہیں

ایم۔ حنیف لائبریری
لائبریری
www.Urdufanz.com

سنیچر کی رات نو بجے دانش منزل کے کانفرنس روم سے ملحق ایک ساؤنڈ پروف کمرے میں سیکرٹ سروس کے سب ارکان بیٹھے سرگوشی کے انداز میں باتیں کر رہے تھے۔ دائیں طرف ایک ہی صوفہ پر عمران اور عرفان اکٹھے بیٹھے تھے اور ان کے بائیں طرف جولیا اور ریٹا تھیں۔ باقی ارکان ان کے سامنے طرف بیٹھے ہوئے تھے۔ سب اپنی اپنی باتوں میں مشغول تھے کہ کمرے کی سامنے کی دیوار پر ریڈ بلب بڑی تیزی سے سپارک کرنے لگا۔

سب خاموش اور ہمہ تن گوش ہو گئے تھے۔ اس کے ساتھ ہی ایکسٹو کی بھرائی ہوئی کھولتی اور قہر آلود آواز سنائی دی۔

تم سب لوگوں کو اچانک اس لئے یہاں بلایا گیا ہے کہ ہماری سیکرٹ سروس کو ایک سخت ترین خطرے کا سامنا ہے۔ ایشیا کی ایک آزاد بندرگاہ جو ایک یورپی ملک کی نوآبادی ہے اس کی ایک دہشت پسند تنظیم نے ہماری حکومت کو وارننگ دی ہے کہ وہ آج رات کے دس بجے

میکسٹو اور ریڈنا ٹیگر کو قتل کر دیں گے۔ پہلے انہوں نے ہماری حکومت کو ایک خط لکھا جس میں انہوں نے وارننگ دی تھی کہ انہوں نے اس کا پتہ لگا لیا ہے کہ تمہارے ملک کا میکسٹو اور ریڈنا ٹیگر کون ہیں لہٰذا اگر تم اس راز کو راز رکھنا چاہتے ہو تو ہمیں لاکھوں ڈالر کی بھاری رقم ہمیں ادا کر دو۔ جب ہماری حکومت نے انکار کر دیا تو اب انہوں نے دوسرا خط لکھا ہے جس میں میکسٹو اور ریڈنا ٹیگر کو قتل کرنے کی دھمکی دی گئی ہے۔

سیکرٹ سروس کے سب ارکان یہ سن کر اداس ہو گئے تھے کیونکہ میکسٹو اور ریڈنا ٹیگر کی شخصیت کے باوجود ان دونوں کے کاموں کے باعث ان سے محبت بھی کرتے تھے۔ عمران اور عرفان کے سر بھی جھک گئے

میکسٹو کی چونکا دینے والی آواز پھر سنائی دی۔

اس دہشت پسند تنظیم نے اس سے قبل دنیا کے ایک سب سے طاقتور ملک کی سیکرٹ سروس کے سربراہ اور اس کے اسسٹنٹ کو بھی وارننگ دے کر قتل کر دیا ہے۔ میں خود یہاں سے قتل کی وہ واردات دیکھنے گیا تھا۔ ان دونوں کے قتل کے لئے تاریخ اور وقت مقرر کیا گیا تھا۔ دونوں کی حفاظت پر سخت پہرہ تھا۔ اس کے باوجود اس گروہ نے اپنے مقررہ وقت پر ان دونوں کو قتل کر دیا تھا۔

کل صبح ملک کے ہر اخبار میں میکسٹو اور ریڈنا ٹیگر کے قتل کی خبر چھپ جائے گی۔ اس سے تم لوگ دل برداشتہ نہ ہونا۔ معمول کے مطابق اپنا اپنا کام کرتے رہو۔ بلکہ پہلے سے بھی زیادہ ہوشیار رہو۔ ہو سکتا ہے وہ تم میں سے بھی کسی پر ہاتھ ڈال لیں۔ یہ ساری کاروائی دشمن کو اندھیرے میں رکھنے کی ایک کوشش ہے انشاء اللہ اندھیرے کی آڑ میں ہم اس دہشت پسند تنظیم پر جوابی

کاروائی کریں گے۔ اس سلسلے میں دنیا کی وہ سب سے بڑی طاقت جس کی سیکرٹ سروس کے سربراہ اور اسسٹنٹ کو قتل کر دیا گیا تھا وہ حکومت بھی ہم سے تعاون کر رہی ہے۔ ہم جو ٹیم اس دہشت پسند گروہ کے خلاف بھیجیں گے اس میں اس ملک کا ایک کرنل اور ایک کیپٹن شامل ہوگا۔ جو ہماری ٹیم کے تحت کام کریں گے۔ اس کے علاوہ اس حکومت نے ہماری ٹیم کی رہنمائی کے لئے اپنے دو ماہر سائنسدان بھی مہیا کئے ہیں۔ عنقریب یہ مہم شروع کی جائے گی۔

اگلے حکم تک ہر ایک ممبر اپنی رہائش میں رہے گا میں کسی وقت بھی ان کو روانگی کا آرڈر دے سکتا ہوں۔ ان دنوں میں تم سے ہر ایک پر کڑی نظر رکھوں گا۔ اس طرح میں تم سب کے کام کی نگرانی بھی کر سکوں گا اور ساتھ ہی ساتھ تم لوگوں کی حفاظت بھی کروں گا۔

سو جو لوگ اس مہم پر روانہ ہوں گے۔ ان میں عمران، صفدر، جولیا، ٹائیگر، جوزف اور صالحہ شامل ہیں۔ ان کے علاوہ باقی سارے کارکن فارغ ہو جائیں اور کانفرنس روم سے باہر چلے جائیں۔ میرے اگلے حکم تک کوئی بھی رکن دانش منزل سے باہر نہیں نکلے گا۔

عمران، صفدر، جولیا، ٹائیگر اور صالحہ کے علاوہ سارے کارکن اس کمرے سے نکل کر کانفرنس روم میں چلے گئے۔ میکسٹو کی بھاری آواز پھر سنائی دی۔

عمران تمہارے لئے یہ بہت سخت مہم ہوگی۔ جولیا کو اپنے دائیں ہاتھ کے طور پر استعمال کرو۔ تمہاری منزل بڑی دور ہوگی۔ [illegible] جو اس مہم میں ہمارے ساتھ تعاون کر رہی ہے اس نے ہم کو [illegible]

کے لئے ایک ایکسپورٹ بیورو بندرگاہ کے علاقے میں کھولا ہے ہانگ کانگ کے ایئرپورٹ پر اسی سپر پاور کے کرنل جیری اور کیپٹن بورڈن تم سب کا استقبال کریں گے۔ ان کے ساتھ ایک لڑکی بھی ہوگی جس کا نام کیلی ہے وہ ان کی سیکرٹ سروس کی کیپٹن ہے اور وہاں آفس میں ٹائپسٹ کے طور پر کام کرے گی۔

عمران! وہاں تمہیں اپنے آپ کو بدلنا ہوگا۔ اگر اسی طرح لوگوں سے اوٹ پٹانگ مذاق کرتے رہے تو وہ لوگ تمہیں پہچان جائیں گے کیونکہ وہ تمہارا اور عرفان کا بڑی گہری نگاہوں سے مطالعہ کر چکے ہیں۔ وہاں سنجیدہ رہو۔ تم وہاں اس ایکسپورٹ بیورو کے مینیجنگ ڈائریکٹر ہوگے اور جولیا تمہاری سیکرٹری ہوگی۔

عرفان! تم آفس کے جنرل مینیجر ہوگے اور ایڈنا تمہاری سیکرٹری ہوگی۔ تمہارا کام سب سے مشکل ہوگا۔ کیونکہ ہر شخص ڈائریکٹ تم سے ڈیلنگ کرے گا۔ کرنل جیری آفس کا مینیجر ہوگا اور اس کے تحت صفدر اور کیپٹن بورڈن سیل اسسٹنٹ ہوں گے اور ان دونوں کے ساتھ کیلی ٹائپسٹ ہوگی۔ جوزف آفس کا چپراسی ہوگا۔ وہاں تم دونوں جولیا اور ایڈنا کا خیال رکھنا اور اپنے کھانے پینے احتیاط برتنا کیونکہ وہ عجیب طریقوں سے اپنے دشمن کو ہلاک کرتے ہیں۔ یہ بھی سنا گیا ہے کہ اپنے دشمن پر وہ ایٹمی ذرات سے بھی حملہ کرتے ہیں جنہیں وہ مخصوص طریقے سے حرکت میں لاتے ہیں۔ ان چیزوں سے بچاؤ کے لئے ساری ٹیم کو ایک ایسا لباس مہیا کیا جا رہا ہے جس سے کم از کم دس فٹ کے فاصلے پر ہر جاندار اور بے جان ذرات ختم ہو جاتے ہیں۔ اسی کپڑے کا ایک پردہ آج ہم نے

دانش منزل کے بیرونی گیٹ پر بھی لٹکا دیا ہے۔ تاکہ ہمیں ختم کرنے کے لئے اگر وہ اپنے ایٹمی ذرات سے کام لیں تو ہم انہیں ناکام بنا سکیں اور ایسے ہی پردے ہانگ کانگ میں تمہارے آفس میں بھی استعمال کئے جا رہے ہیں۔

ایکسٹو چند لمحے رکا پھر عمران سے مخاطب ہوا

عمران اپنے دائیں ہاتھ کی الماری کھولو۔ اس میں تم سب کے لئے خاص لباس رکھے ہیں۔ ہر ایک پر نام کی چٹ بھی لگی ہوئی ہے۔ تم سب ابھی یہ ڈریس پہننا شروع کر دو۔

عمران نے اٹھ کر الماری کھولی اور چیسٹر نما مختلف رنگوں کے دو اوور کوٹ ہر ایک کو تھما دیئے جو انہوں نے وہیں پہن لئے اور پہلے کی طرح اپنی سیٹوں پر بیٹھ گئے۔ دس بجنے میں اب صرف پانچ منٹ باقی رہ گئے تھے۔ اور انہوں نے عین دس بجے ایکسٹو اور ریڈ ٹائیگر کو ختم کرنے کا چیلنج دے رکھا تھا۔

کمرے کے اندر پانچ منٹ تک خاموشی رہی۔ پھر دانش منزل کے اندر دور کسی کمرے میں خطرے کی گھنٹیاں مدھم سروں میں بج اٹھیں۔ آواز یقیناً ایکسٹو کے کمرے کی طرف سے آئی تھی اور لگاتار آ رہی تھی۔ سب چونک پڑے۔ عمران اور عرفان اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے۔ گھنٹیوں کی آواز ابھی تک آ رہی تھیں۔ بالکل دھیمی دھیمی سی سائرن نما آوازیں۔

سیکرٹ سروس کے سب ارکان کچھ پریشان ہو گئے تھے۔ شاید سب یہی سمجھ رہے تھے کہ ایکسٹو اور ریڈ ٹائیگر پر حملہ ہو چکا ہے۔ اچانک خطرے کی گھنٹیاں بند ہو گئیں۔ اس کے ساتھ ہی کمرے کا سرخ بلب سپارک کرنے لگا اور ایکسٹو کی آواز سنائی دی۔

www.Urdufanz.com

دشمن کا اٹیک ختم ہو چکا ہے۔ ہم نے دانش منزل کے بیرونی
پردے کا رابطہ بڑی حساس ریڈیائی گھنٹیوں سے کر دیا تھا جن کی وجہ سے
ہمیں حملے کی اطلاع ہو گئی ہے۔ عمران اور عرفان! تم دونوں اٹھو اور دانش
منزل کے بیرونی دروازے پر جو پردہ ہے اس کے دس فٹ سامنے والے
حصے میں دیکھو وہاں کوئی غیر معمولی چیز ہے۔ خوردبین سے دیکھنا ہوگا ایسے
تم لوگوں کو کچھ نظر نہیں آئے گا۔ باقی سارا سٹاف کانفرنس روم میں چلا جائے۔

سب اٹھ کر اس کمرے سے باہر آ گئے۔ عمران اور عرفان بیرونی
دروازے کی طرف بڑھ گئے اور دوسرے کانفرنس روم میں چلے گئے۔ عمران
اور عرفان نے اپنے تھیلوں سے اپنی اپنی خوردبین نکالی اور دانش منزل کے
بیرونی دروازے سے نکل کر وہ اس دس فٹ کی مخصوص جگہ کا خوردبین
سے بغور معائنہ کرنے لگے۔

ایک جگہ دونوں ٹھٹھک کر رک گئے۔ وہاں پکے فرش پر
کچھ سرخ رنگ کے چھوٹے چھوٹے ذرات پڑے تھے۔ چھوٹے چھوٹے ذرات
خوردبین میں جب بڑے ہو کر دکھائی دیئے تو ان کی جسامت انسانوں جیسی ہو گئی
تھی ان میں سے ابھی تک کچھ تڑپ رہے تھے۔ اور ان میں سے مکھیوں جیسی
بھنبھناہٹ کی سی آوازیں سنائی دے رہی تھیں جیسے وہ تکلیف اور درد کی
شدت کے باعث واویلا کر رہے ہوں۔ تھوڑی دیر تک وہ سرخ رنگ کے
سب ذرات تڑپ تڑپ کر ختم ہو گئے۔

عمران اور عرفان دوبارہ اسی کمرے میں جا کر بیٹھ گئے۔ چند
لمحوں بعد ریڈ بلب نے پھر سپارک کیا۔ اور ساتھ ہی ایکسٹو کی کھولتی ہوئی
آواز سنائی دی۔

کیا تم دونوں کچھ تلاش کرنے میں کامیاب ہوئے ہو؟

عمران اپنی جگہ پر کھڑا ہوتا ہوا بولا

سر! دس فیٹ کی اس مخصوص جگہ میں ہم نے سرخ رنگ کے
کچھ ذرات دیکھے ہیں وہ تکلیف کے باعث تڑپ رہے تھے اور
جن سے مکھیوں کی سی آواز جیسی بھنبھناہٹ سنائی دے رہی تھی۔ ہمارے
دیکھتے ہی دیکھتے وہ سب ذرات دم توڑ گئے۔

ایکسٹو قدرے نرم ہو کر بولا۔

تو پھر سنو! جس دشمن سے تم دونوں کا سامنا ہوگا۔ وہ ایسے ذرات
اور اسی قسم کے اور حربے تمہارے خلاف استعمال کرے گا۔ تم لوگ سویرے
کو ہانگ کانگ روانہ ہو گے۔ میں نے کرنل جیری کو مکمل ہدایات جاری کر
دی ہیں تم وہاں جاتے ہی سارے اخبارات میں اپنے آفس کے افتتاحی
اشتہارات چھپوا دو۔ آفس کا نام انٹرکانٹ امپورٹ ایکسپورٹ بیورو ہوگا۔
دہشت پسندوں کا گروہ ایسے دفتروں پر کڑی نگاہ رکھتا ہے کہ نئے شہر
میں داخل ہونے والے ہر اجنبی اور ہر نئے ادارے سے ضرور کھٹکا
کرتا ہے۔ وہ ضرور تمہارے پاس بھی آئیں گے اور وہاں سے تم لوگ اپنی
مہم شروع کر سکتے ہو۔ اب تم دونوں کانفرنس روم میں جاؤ اور اپنی ٹیم
سے کہو سب لوگ روانگی کی تیاری کر لیں۔ باقی ارکان [illegible]
حکم تک سٹینڈ بائی کی پوزیشن میں رہیں گے۔

ایکسٹو خاموش ہو گیا۔ عمران اور عرفان اسی کمرے سے نکل کر
کانفرنس روم کی طرف چل دیئے جہاں سیکرٹ سروس کے دیگر ارکان پہلے
سے بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ دونوں بھی اندر داخل ہوئے اور کانفرنس روم

کا دروازہ ان کے پیچھے بغیر کسی آواز کے خود بخود بند ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد کانفرنس روم کا ریڈ بلب سپارک کرنے لگا اور چند لمحوں بعد ایکسٹو کی چنگھاڑتی ہوئی آواز سنائی دی۔

سیکرٹ سروس کا سارا اسٹاف آج رات دانش منزل میں ہی سوئے گا۔ دانش منزل کے اردگرد کی عمارتوں پر پولیس کا سخت پہرہ لگا دیا گیا ہے کیونکہ توقع ہے کہ وہ دہشت پسند گروہ آج یہاں ضرور حملہ آور ہو گا۔ عمارت کے اردگرد تاریکی بھی ہو گی تاکہ انہیں یہاں آنے میں آسانی رہے۔

عمران اور عرفان تم دونوں دانش منزل سے باہر کسی محفوظ جگہ چھپ کر پہرہ دو گے۔ اگر دہشت پسند گروہ کے افراد ہم پر حملہ آور بھی ہوئے تو بھی ان کے کچھ آدمی سرخ رنگ کے ان ذرات کے واپس نہ لوٹنے پر ان کا پتہ کرنے ضرور عمارت کے گرد منڈلائیں گے۔ ایسی صورت میں تم دونوں ان پر نگاہ رکھو اور انہیں ہر صورت میں گرفتار کر لو۔ اگر تم مناسب سمجھو تو صفدر، جوزف اور کچھ اور لوگوں کو بھی عمارت کے کسی محفوظ جگہ بٹھا دو تاکہ اگر ان کی تعداد زیادہ ہو تو یہ لوگ تم دونوں کی مدد کر سکیں۔ اس کے علاوہ تم دونوں کے فلیٹس کی حفاظت کے لئے بھی آج پولیس کا سخت پہرہ لگا دیا گیا ہے۔ ایک بات تم دونوں یاد رکھو اگر اس گروہ کا کوئی فرد دانش منزل کی طرف آیا اور تم لوگ اسے پکڑنے میں ناکام رہے تو یاد رکھو میں تم دونوں کے متعلق بڑی سنجیدگی سے کوئی اہم فیصلہ کرنے پر مجبور ہو نگا اور اگر تم دونوں نے اس مہم کو جس کی ابتدا کی جا رہی ہے کامیابی سے سر کیا تو میں سمجھوں گا کہ ریڈ ٹائیگر اور بلیک زیرو کے بعد تم دونوں ایسے ساتھی ہو جن پر میں مکمل طور پر اعتماد اور بھروسہ کر سکتا ہوں۔ اب تم اپنے اس رات کے

آپریشن کی تیاری کرو۔ میں نے طاہر سے کہہ دیا ہے وہ تم سب کے سونے کا بندوبست کرتا ہے۔

ایکسٹو جب خاموش ہو گیا تو عمران اور عرفان دونوں کھڑے ہو گئے عمران نے اشارے سے صفدر کو اپنے پاس بلایا اور اس کے کان میں کہا۔

جوزف کو ساتھ لیکر فوراً عمارت سے باہر آ جاؤ۔

صفدر کانفرنس روم سے نکل کر جوزف کے کمرے کی طرف چلا گیا۔ اتنے میں طاہر وہاں آیا اور وہ سیکرٹ سروس کے ارکان کو آرام کرنے کی خاطر کمرے الاٹ کرنے لگا۔ عمران اور عرفان دونوں دانش منزل سے باہر فٹ پاتھ پر آ کر کھڑے ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد صفدر بھی عمارت سے نکلا۔ اس کے پیچھے پیچھے جوزف بھی تھا جو مست ہاتھی کی طرح جھوم جھوم کر چل رہا تھا۔ عمران کے قریب آ کر جوزف نے جمائی لیتے ہوئے پوچھا

کیا ہو گیا ہے باس! یہ کیا چکر ہے؟

عمران نے اس کی گردن پکڑ کر زور سے ہلائی

زیادہ تو نہیں پی لی کلوتے!

جوزف نے اپنی چھاتی پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا

نہیں باس! میں پوری طرح ہوش میں ہوں۔ تم کہو کسی کی گردن دبوچ لوں

عمران نے عرفان کی طرف اشارہ کر دیا۔

اس کی گردن مروڑ دو طوطے کی طرح

جوزف نے اپنے سفید سفید دانت دکھائے

ہی۔ ہی۔ ہی۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے باس یہ تو چھوٹا باس ہے

کسی دشمن کی طرف اشارہ کرو۔

عمران نے اس کی گردن چھوڑ دی۔

"تو پھر دانش منزل کے دائیں کونے پر چلے جاؤ۔ وہاں زیرِ زمین ٹیلیفون کی کیبلوں کا مین ہول ہے۔ اس کا ڈھکن اٹھا کر اس میں بیٹھ جاؤ اور جب اس طرف سے کوئی دانش منزل کی طرف آئے تو مجھے سگنل کر دینا۔ صفدر تم بائیں جانب چلے جاؤ وہاں بھی ویسا ہی ایک مین ہول ہے اس میں بیٹھ جاؤ اور خطرے کی صورت میں سگنل کر دو۔" صفدر اور جوزف چپ چاپ عمارت کے دائیں بائیں جانب چل پڑے عمران اور عرفان نے دانش منزل کے بیرونی دروازے کے عین سامنے ٹیلیفون کیبلز کے ایک مین ہول کا ڈھکن اٹھایا اور دونوں اس مین ہول میں اتر کر کھڑے ہو گئے۔



عمران، عرفان، جوزف اور صفدر اسی طرح ٹیلیفون کی زیرِ زمین لائنوں کے مین ہول میں چھپ کر دانش منزل کی طرف بڑے غور سے دیکھ رہے تھے۔ رات گزرتی جا رہی تھی بڑی تیزی کے ساتھ چاروں طرف سکوت چھایا تھا۔ شہر کے کتے بھونک بھونک کر شاید تھک کر سو گئے تھے۔ دارالحکومت کی سڑکیں اب ویران ہو گئی تھیں اور اس اداس خاموشی کو کاٹ کھانے والی ویرانی اور گھمبیر سی وحشت نے شہر کو گھیر لیا تھا۔

آدھی رات کے وقت جب سناٹا ہر چیز کو اپنی گود میں سمیٹ رہا تھا عمران کو اپنے بازو پر ٹھک ہوا۔ اور یہ صفدر یا جوزف کی طرف سے اشارہ تھا کہ کوئی آ رہا ہے۔ عمران نے عرفان کے کان میں سرگوشی کی۔

"تیار ہو جاؤ کوئی آ رہا ہے"

عرفان نے بھی عمران کے کان میں سرگوشی کی

"شک ہوا ہے؟"

"ہاں"

دونوں نے اپنی مخصوص جیکٹیں پہن لیں اور اپنی آنکھیں مین ہول سے باہر نکال کر مخالف سمتوں کی طرف دیکھنے لگے۔ اچانک عرفان نے عمران کو ٹہوکا دیا۔

"اس طرف سے آ رہے ہیں۔"

عمران نے بھی ادھر دیکھا۔ دو انسانی ہیولے سیاہ دھبوں کی طرح تاریک سایوں میں شکار کرنے والے بھیڑیوں کی طرح آہستہ آہستہ دانش منزل کے دروازے پر آئے عمران اور عرفان دونوں مین ہول سے باہر نکل آئے۔ پھر عمران کی غضب ناک آواز رات کے سناٹے میں ارتعاش پیدا کر گئی۔

"دونوں جہاں ہو وہیں کھڑے رہو۔ بھاگنے کی کوشش کی تو قتل کر دیے جاؤ گے"

وہ دونوں [illegible] کی طرح جہاں تھے وہیں رک گئے [illegible] دونوں [illegible]

[illegible]

راستے روک کر کھڑے ہو گئے تھے۔ جوزف اور صفدر دونوں کے پاس اعشاریہ نین آٹھ کیلیبر کے ریوالور تھے جن کی مدد سے انہوں نے دونوں اجنبیوں کو ہینڈز اپ کر لیا اور انہیں ہانکتے ہوئے دوبارہ دانش منزل کے بیرونی گیٹ کے پاس لے آئے۔

عمران اور عرفان تقریباً بھاگتے ہوئے ان کے پاس آئے۔ عمران نے بڑے غور سے ان کی طرف دیکھ رہا تھا کیونکہ وہ دونوں بیمار مرغی کی طرح نڈھال ہوتے جا رہے تھے۔ عمران نے بڑی تیزی سے سرنج نکالی اور ان میں سے ایک کو انجکشن دیتے ہوئے اس نے کہا۔

یہ دونوں مر رہے ہیں۔ شاید انہوں نے کچھ کھا لیا ہے۔ پھر اس نے اس سے سوال کیا جسے انجکشن دیا گیا تھا۔

ہانگ کانگ میں تمہارے اڈے کہاں کہاں ہیں

اس نے رک رک کر جواب دیا۔

بندرگاہ کے علاقے میں کاسینو ہوٹل —— وہ رک گیا۔

عمران نے اس کا معائنہ کیا وہ مر چکا تھا۔ اس کے دوسرے ساتھی نے بھی چند لمبی لمبی سانسیں لیں اور وہ بھی چل بسا۔ عمران کچھ کہنے ہی والا تھا کہ اسے اپنے بازو پر سناٹ ہوا۔ اس نے جب رابطہ لیا تو کھولتی ہوئی آواز آئی۔

ایکسٹو!

عمران مؤدب ہو کر بولا، میں عمران ہوں سر!

عرفان، صفدر اور جوزف بھی ہمہ تن گوش ہو گئے تھے۔ ایکسٹو کی زہریلی آواز پھر سنائی دی۔

عمران! فوراً آپریشن روم میں رپورٹ کرو۔ اور عرفان سے کہو مجھ سے بات کرے۔

عمران نے اپنا بازو آگے بڑھاتے ہوئے عرفان سے کہا۔

بات کرو سر سے!

عرفان اپنا منہ عمران کی واچ ٹرانسمیٹر کے قریب لیجاتے ہوئے بولا۔

عرفان سر!

ایکسٹو تیز آواز میں دھاڑا!

فوراً کانفرنس روم میں رپورٹ کرو جب تک میں تم سے بات نہیں کرتا۔ وہیں بیٹھ کر میرا انتظار کرو۔

ٹھیک ہے سر!

عمران نے رابطہ ختم کرتے ہوئے صفدر سے کہا

تم دونوں لاشیں جوزف کے ساتھ مل کر ٹھکانے لگا دو۔ مجھے اور عرفان کو ایکسٹو نے اندر بلایا ہے

عمران اور عرفان دونوں دانش منزل میں داخل ہوئے۔ عرفان کانفرنس روم میں جا کر بیٹھ گیا۔ عمران سیدھا آپریشن روم میں داخل ہوا۔ اندر طاہر بیٹھا شاید اسی کا انتظار کر رہا تھا۔ جونہی عمران اندر داخل ہوا طاہر ایکدم کھڑا ہو گیا اور کرسی عمران کی طرف بڑھا دی۔

عمران کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا۔

اب بولو! کیا تکلیف ہو گئی ہے تمہیں؟

طاہر عمران کے سامنے [illegible] ہوئے بولا

ہانگ کانگ سے کرنل جیری کا پیغام ریسیو ہوا ہے —— عمران نے فوراً طاہر کی بات اچک لی

کیسا پیغام؟

www.urdufanz.com

بندرگاہ کے علاقے میں ہم نے جو میوزک اکسپورٹ بیورو کھولا تھا وہ بم سے
اڑا دیا گیا ہے۔

عمران نے کھا جانے والی نگاہوں سے طاہر کی طرف دیکھا

کالے صفر سے کبھی کوئی اچھی خبر بھی سنا دیا کرو۔ میں اور تمہارا ڈیڈ ہینگر و بھاگ
بھاگ کر مرے جاتے ہیں۔ ہر خطرے میں ہم دونوں آگے۔ ایک تم ہو بس کرسی پر
بیٹھے رہتے ہو۔ اور کھلے ہوئے سے جیسے بری بری خبریں ہمارے کانوں میں
ٹھونستے رہتے ہو۔ تمہیں کسی کیا ڈبے کا [illegible] سے تھا۔

طاہر ہنس رہا تھا اور کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ عمران نے پھر پوچھا

کرنل جیری اور کیپٹن بورڈن کا کیا بنا

دونوں بچ گئے ہیں۔ اور انہوں نے اپنی حکومت سے مل کر ایک متبادل انتظام
کیا ہے اور اپنا میک اپ بھی بدل لیا ہے

اب کہاں ہیں؟

بندرگاہ کے علاقے میں ان کے ملک کا ایک ایسا سرمایہ دار ہے جس کی سمندر
کے اندر لانچیں چلتی ہیں۔ انہوں نے اس کا آفس اور کاروبار وقتی طور پر ہمارے
حوالے کرنے کا فیصلہ کیا ہے تاکہ ہم مکمل کر اپنا اپریشن مکمل کر سکیں۔

عمران بڑی سنجیدگی سے بولا

کرنل جیری سے میری بات کراؤ۔

طاہر دوبارہ ٹرانسمیٹر پر آیا چند لمحوں تک وہ فریکوئنسی سیٹ کرتا رہا۔

پھر جوانوں کے درمیان [illegible] ایک آواز ابھری

کرنل جیری سپیکنگ

عمران بری طرح اچھل پڑا

ایکسٹو!

کرنل جیری کی آواز کپکپانے لگی

آرڈر سر!

کہاں سے بول رہے ہو؟

میں سر! میں ساورستا لانچ سروس کے آفس سے بول رہا ہوں اور بڑی بے چینی
سے آپ، ڈیڈ ہینگر، عمران اور عرفان صاحب کا انتظار کر رہا ہوں۔

کیا تم نے نئے آفس کا چارج سنبھال لیا ہے

یس سر!

کیپٹن بورڈن کہاں ہے؟

میرے پاس ہی کھڑا ہے سر!

تمہارے ملک کے جو سائنسدان [illegible]
ہے وہ کیا ہوئے؟

بندرگاہ کے علاقے [illegible]
کھول دی گئی [illegible]
طور پر [illegible] کی ٹیم کب پہنچ رہی ہے
[illegible] شام کی فلائٹ سے
اور آپ سر!
[illegible] بھی کل [illegible]

چھپا لی گئی تھی جس کا
ان سائنسدانوں کو سائنٹفک آلات کی دوکان
میں نے ان دونوں کے ساتھ سپیشل گرل کے
[illegible] کہیں فکس کرنا چاہتا ہوں [illegible]
وہ ان کے ساتھ ہی ٹھیک ہے



www.Urdufanz.com

ہاں .. مگر تم اس کے متعلق اتنے بیتاب کیوں ہو ؟

اس لئے سر! کہ ان کے مقابلے کا ایک آدمی یہاں بھی موجود ہے ۔

وہ کون ؟

ہمارے دشمنوں کے گروہ کی طرف سے ہمارا آفس تباہ کرنے سے قبل ہمارے آفس میں ایک وارننگ لیٹر پھینکا گیا تھا جس میں دھمکی دی گئی تھی کہ ہم یہاں سے چلے جائیں اس وارننگ لیٹر کے آخر میں "بلیک ٹائیگر" لکھا تھا۔ میں سوچ رہا تھا کہ اس بلیک ٹائیگر کے ساتھ ہمارے ریڈ ٹائیگر کا ٹکراؤ قابل دید ہو گا

فکر نہ کرو ۔ ریڈ ٹائیگر ضرور آئے گا

آپ دونوں کی رہائش کا بندوبست کر دوں سر!

نہیں ؟ اس کے ساتھ ہی عمران نے رابطہ ختم کر دیا اور طاہر سے کہا کانے صفدر ے!

طاہر عمران کے پہلو میں آ کھڑا ہوا

کہئے سر!

ایک وین تیار کراؤ جس میں صفدر، جولیا اور ایڈنا کو روانہ کر دو۔ وہ اپنے اپنے فلیٹ چلے جائیں آرام کر لیں اور کل روانگی کی تیاری بھی ۔ اتنی دیر تک میں عرفان سے بات کرتا ہوں ۔

طاہر اپریشن روم سے باہر چلا گیا ۔

عمران نے اپنے سامنے ایک بٹن پر انگلی رکھی کانفرنس روم کا سرخ بلب سپارک کرنے لگا تھا اور وہاں بیٹھا ہوا اکیلا عرفان مشعل کر مستعد ہو گیا تھا ... آواز ... اپنے پورے ... ہیں سے

عرفان !

یس سر! عرفان کی آواز سنائی دی ۔

پرسوں کی بجائے ۔ عمران ۔ تم ، جولیا ، ایڈنا ، جوزف اور صفدر کل ہانگ کانگ کے لئے روانہ ہو گے ۔

عرفان نے بڑے مطمئن انداز میں جواب دیا

یہ تو اور اچھا ہوا سر! میں ایک اور بور دن گزارنے سے بچ جاؤں گا ۔

ریڈ ٹائیگر کے لئے اپنے ساتھ وہ لباس اور نقاب لے کر جانا جس پر سنہری دھاگے سے ٹائیگر کا نشان بنا ہوا ہے ۔

ٹھیک ہے سر!

وہاں تمہارا مقابلہ ایک ایسے شخص سے ہو گا جو اپنے آپ کو بلیک ٹائیگر کہتا ہے اور جس کا تعلق ہمارے دشمن سے ہے ۔

عرفان نے بڑے عزم کے ساتھ جواب دیا

میں ہر دشمن پر آپ کی خواہش کے مطابق حملہ کروں گا سر!

تم فکر نہ کرو ۔ میں تمہارے ساتھ رہوں گا ۔ اب تم اٹھو اور اپنے فلیٹ جا کر آرام کرو ۔

ایک شور خاموش ہو گیا ۔ عرفان اٹھ کر باہر آ گیا ۔ گیراج سے اپنی کار نکالی اور فلیٹ کی طرف روانہ ہو گیا ۔



www.Urdufanz.com

پان امریکن کا ایک طیارہ عمران، عرفان، جولیا، ایڈنا، جوزف اور صفدر کو لے کر بنکاک کے ایرپورٹ پر اترا۔ وہاں سے اسی سروس کا ایک چھوٹا ڈکوٹا طیارہ ان چھ کو لے کر کینٹن روانہ ہو گیا تھا۔ یہ شہر ہانگ کانگ کے شمال مغرب میں تھوڑی ہی مسافت پر واقع ہے۔

کینٹن میں بھی انہیں انتظار نہ کرنا پڑا۔ اور ایک ہیلی کوپٹر جو اسی مہم کے لئے مخصوص کیا گیا تھا۔ انہیں لے کر ہانگ کانگ روانہ ہو گیا۔ جب ان کا ہیلی کاپٹر ہانگ کانگ کے اوپر خاصی بلندی پر پرواز کر رہا تھا۔ اس وقت رات کے دس بج چکے تھے۔ اور ہانگ کانگ کا عالمی شہرت کا شہر ان گنت روشنیوں میں [illegible] ہوا تھا۔

[illegible] ہیلی کاپٹر نیچے اترنا شروع ہو [illegible] گیا۔

روشنی میں نہایا ہوا شہر کے اوپر سے گذرنے کے بعد گیا تھا۔ اور اب وہ گہرے نیلے سمندر کے اوپر کافی نیچی پرواز کر رہا تھا ہیلی کاپٹر کا پائلٹ، عمران اور عرفان بار بار نیچے دیکھ رہے تھے۔ جیسے انہیں ردعمل کا انتظار ہو۔ پھر انہیں سمندر کے اندر تیز روشنی کا ایک سگنل ملا اور پھر وہ روشنی جو قرمزی رنگ کی تھی بار بار سگنل کی صورت میں جلنے بجھنے لگی۔ وائٹ سمندر کے اندر کھڑی ایک بڑی لانچ کے اندر سے فضا میں پھینکی جا رہی تھی۔ عمران نے پائلٹ سے کہا۔

کوپٹر کو نیچے لے جاؤ اور سیڑھی گرا دو۔

اوپر زیادہ قریب ہو کر ہیلی کوپٹر فضا میں ایک جگہ معلق ہو گیا۔ اور سیڑھی نیچے گرا دی۔ جوزف اور صفدر نے جلدی جلدی سارا سامان لانچ میں گرا دیا۔ اور اس کے بعد وہ سب سیڑھی کے ذریعے لانچ میں اتر گئے۔ ہیلی کوپٹر کسی نامعلوم منزل کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

وہ سب جب لانچ میں اترے تو ایک کیبن کے اندر سے کرنل جیری اور کیپٹن بورڈن نکلے۔ دونوں نے مسکراتے ہوئے ان سب کو فوجی انداز میں خوب زور سے ایڑھیاں ملاتے ہوئے سیلوٹ کیا اور کرنل جیری نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا

ویل کم ٹو ہانگ کانگ

سارا سامان ایک کیبن کے اندر رکھ دیا گیا اور لانچ ساحل کی طرف روانہ ہو گئی۔ لانچ ساحل پر آ کر رکی۔ وہ سب باہر آئے اور بندرگاہ کے علاقے میں آگے بڑھنے لگے۔ اتنے میں کچھ غیر ملکی وہاں آئے اور ان سب کا سامان لے کر ان کے پیچھے پیچھے چلنے لگے۔

بندرگاہ کی وائٹ بلڈنگ میں وہ اس پانچ منزلہ عمارت کے اندر داخل ہوئے جس میں ہیساڈیٹا لانچ سروس کے دفاتر تھے۔ عمارت کے بیرونی اور اندر سارے کمروں کے دروازوں پر دبیز ہی ذرات کش پردے لگے ہوئے تھے۔ جس قسم کا ایک پردہ داخلی منزل کے دروازے پر لگا دیا گیا تھا۔ کرنل جیری ان سب کو لے کر ایک ساؤنڈ پروف کمرے میں آیا اور پھر عمران سے کہا

سر! یہ ہمارا کانفرنس روم ہو گا

عمران ایک کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا اور دوسرے لوگ جس کانفرنس روم کی لمبی اور چمکدار میز کے گرد بیٹھ گئے۔ عمران کچھ سوچتے ہوئے بولا۔

www.Urdufanz.com

کرنل جیری تمہارے ملک کے وہ دو سائنسدان اور ایک لڑکی کہاں ہیں جنہیں ہمارے ساتھ کام کرنا ہے۔

سر ان کے لئے یہاں ایک سائنسی آلات کا سٹور کھول دیا گیا ہے۔ جسے وہ بڑی کامیابی سے چلا رہے ہیں اور لڑکی جس کا نام کیلی ہے ان کے ساتھ سیلز گرل کی حیثیت سے کام کر رہی ہے۔ ان کی دکان تین کمروں پر مشتمل ہے جن کے اوپر ان کی رہائش ہے۔

ان کا سٹور یہاں سے کتنی دور ہے؟

صرف بیس پچیس گز دور۔ اس عمارت کے دائیں طرف جو بلڈنگ ہے اس میں ان کا سٹور ہے۔ اور اس عمارت کے اوپر چڑھ کر اگر دیکھا جائے تو ان کا سٹور اپنی ہر چیز کے ساتھ صاف دکھائی دیتا ہے۔

عمران کیپٹن بورڈن سے مخاطب ہوا

بورڈن! تم جاؤ اور ان سے کہو سٹور بند کر کے تینوں فوراً یہاں رپورٹ کریں۔

کیپٹن بورڈن فوراً اٹھا اور بڑی تیزی سے باہر نکل گیا۔ عمران دوبارہ کرنل جیری سے مخاطب ہوا۔

جیری! تمہارے پاس کتنی گاڑیاں ہیں

تین کاریں، ایک جیپ اور چار موٹر سائیکل۔

تمہارے ملک کے جو دو سائنسدان ہیں ان کے نام؟

ڈریک اور ہارن۔

عمران بولنے ہی لگا تھا کہ کیپٹن بورڈن دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا اس کے پیچھے پیچھے ڈریک، ہارن اور کیلی بھی اندر آ رہے تھے۔ کرنل جیری نے تعارف کرایا اور وہ تینوں بھی کانفرنس پر بیٹھ گئے۔ عمران نے اب سب کو مخاطب کیا۔

آفس جس طرح پہلے کام کر رہا ہے۔ ویسے ہی کرتا رہے گا۔ پرانے آدمیوں میں سے کوئی نکالا نہ جائے گا۔ صرف تین آفس نئے کھولے جائیں گے۔ ایک جیری کا اس کی حیثیت منیجر کی ہوگی اور لانچوں کی کرائے پر ساری بکنگ اس کے ذمہ ہوگی۔ دوسرا عرفان کا یہ جنرل منیجر ہوگا اور یہاں اس کا نام نیلسن ہوگا۔ تیسرا آفس میرا ہوگا میری حیثیت ڈائریکٹر کی ہوگی۔ اور میرا نام ہیڈلے ہوگا۔ صفدر کے سوا باقی سب کے نام وہی ہوں گے جو ان کے ہیں۔ صفدر کا نام ہاپکن ہوگا۔ ایڈنا عرفان کی سیکرٹری ہوگی جبکہ جولیا میری سیکرٹری ہوگی۔ صفدر، جوزف اور بورڈن لانچیں چلائیں گے۔ کیلی ڈریک اور ہارن کے ساتھ اسی طرح کام کرتی رہے گی اور ان تینوں کی رہائش اسی عمارت میں ہوگی جس میں ان کا سٹور ہے۔

جیری درمیان میں بول پڑا

سر! یہ تینوں پہلے ہی وہاں رہ رہے ہیں۔

ٹھیک ہے۔ اس عمارت کی دوسری منزل کو آفس کی سٹیشنری اور لانچوں کے سٹورز کے لئے استعمال کیا جائے گا۔ تیسری منزل میں جوزف، صفدر، جیری اور بورڈن کی رہائش ہوگی۔ چوتھی منزل پر میں، عرفان، جولیا اور ایڈنا ہوں گے اور پانچویں منزل خوب ڈیکوریٹ کر کے خالی رکھی جائے گی۔ تاکہ جب کبھی ایکسٹو یا ریڈ ٹائیگر آئیں تو وہاں ان کے آرام کا بندوبست کیا جا سکے۔ ایک بات تو آپ سب ذہن میں رکھیں جس طرح کہ ایکسٹو نے مجھے بریف کیا ہے اس کے مطابق ایکسٹو اور ریڈ ٹائیگر یہاں پہنچ چکے ہیں اور وہ ہر وقت تم سب کے [illegible] رکھیں گے۔ عمران چند لمحے رکا اور اس بار عرفان سے مخاطب ہوا

عرفان! تم نے اپنی پہلی ملازمت میں جو کام کرنے کے [illegible] اپنی دو کاروں میں اپنا وہی میکنزم لگاؤ کہ اگر [illegible] جائے تو [illegible]

www.Urdufanz.com

اندر ہی بیٹھ کر ہم ان سے نمٹ لیں۔

عرفان جو عمران کے پہلو میں بیٹھا تھا بڑی پُروقار آواز میں بولا۔۔

کل شام سے پہلے پہلے ہو جائے گا جناب!

ویری گڈ

عمران کھڑا ہو گیا اور کرنل جیری سے کہا

جیری! جس طرح میں نے کہا ہے۔ اُٹھ کر سارے انتظامات اس کے مطابق کرو۔ جولیا اور ہیڈنا کو اوپر بھیج دو یہ آرام کریں۔ صفدر، جوزف اور لیوڈن کو اپنے ساتھ کام پر لگاؤ۔ ڈریک، ہارن اور کیلی! تم تینوں بھی جا کر آرام کرو۔ جب بھی مجھے ضرورت ہوئی میں آپ لوگوں سے کنٹیکٹ کروں گا۔ میں اور عرفان اور جوزف ہوٹل کاسینو جا رہے ہیں اور اس مہم کو آگے بڑھانے کے لئے کوئی کلیو تلاش کریں گے۔

عمران، عرفان اور جوزف عمارت کی چوتھی منزل پر آ گئے۔ تینوں نے غسل کیا اور میک اپ کر کے باہر نکل گئے۔ کرنل جیری دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر عمران کی ہدایات کے مطابق آفس سیٹ کرنے لگا۔



عمران کے کہنے پر جوزف نے کار ایک جھٹکے کے ساتھ روک دی۔ وہ خود کار کے اندر ہی بیٹھا رہا۔

عمران اور عرفان ہوٹل کاسینو میں داخل ہوئے۔ اندر بہت سے لوگ ایک کافی بڑی میز کے گرد بیٹھے رولیٹ پر جُوا کھیل رہے تھے۔ عمران اور عرفان آگے پیچھے ہوٹل میں کچھ اس طرح داخل ہوئے تھے جیسے وہ ایک دوسرے کے لئے قطعاً اجنبی ہوں۔ دونوں ایک دوسرے سے ہٹ کر علیحدہ کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ دونوں نے جیب سے ڈالر نکال کر ٹوکن لئے اور رولیٹ پر جُوا کھیلنے لگے۔ عمران تھوڑی دیر تک رولیٹ کا مطالعہ کرتا رہا۔ پھر سولہ نمبر پہ داؤ لگایا اور خاصی بڑی رقم جیت گیا۔ دوسری بار عرفان نے گیارہ نمبر پہ داؤ لگایا اور اتفاقاً یا خوش قسمتی سے وہ بھی جیت گیا۔

دونوں نے ایک دوسرے کو آنکھ سے اشارہ کیا اور اپنی جگہوں سے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ آہستہ آہستہ چلتے ہوئے وہ کاؤنٹر پر آ گئے اور کاؤنٹر مین سے پوچھا اس ہوٹل کا کوئی کلب بھی ہے۔ کاؤنٹر مین نے غور سے ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

کیا آپ مستقل طور پر اس شہر میں رہتے ہیں

عمران نے جواب دیا

ہاں!

کیا آپ اپنا شناختی کارڈ دکھانا پسند کریں گے

عمران اور عرفان دونوں نے اپنے شناختی کارڈ نکال کر اس کے سامنے کاؤنٹر پر رکھ دیئے۔ اس نے شناختی کارڈ دیکھتے اور لوٹاتے ہوئے کہا۔

پہلے تو تمہارا شالانچ سروس میں کوئی ڈائرکٹر اور جنرل منیجر تھا

عمران نے فوراً جواب دیا

www.Urdufanz.com

دو دن ہوئے ہم دونوں کی تقرری ہوئی ہے۔

کاؤنٹر مین نے لبوں پر جاسیتی قسم کی بشاشت بکھیرتے ہوئے کہا

آپ دونوں کی کلب میں ممبر شپ سے ہمیں بے حد خوشی ہوگی۔ پھر اس نے ایک بے حد حسین اسسٹنٹ لڑکی کو اشارہ سے بلایا۔ وہ جب کاؤنٹر پر آکر کھڑی ہوئی تو اسے اس نے عمران اور عرفان کو انکوائری آفس میں لیجانے کی ہدایت کی۔ ساتھ ہی ایک چٹ لکھ کر بھی اس لڑکی کو تھمادی۔ عمران اور عرفان جب ذرا دور نکل گئے تو اس نے ان دونوں پر ایک غلط نگاہ ڈالی اور پھر فون کا رسیور اٹھا کر کسی کے نمبر ڈائل کرنے لگا۔

وہ لڑکی عمران اور عرفان کو لیکر انکوائری آفس میں آئی اور وہاں بیٹھے ہوئے آدمی کو کاؤنٹر مین کی چٹ تھمادی۔ اس نے چٹ پڑھی اور فارم نکال کر عمران اور عرفان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا

آپ دونوں یہ فارم پُر کردیں

ان دونوں نے فارم پُر کر دیئے۔ شرائط کے مطابق اسے فیس ادا کی اور ممبر شپ کارڈ لے کر دونوں ہوٹل سے نکل گئے۔ دونوں باہر کھڑی اپنی کار میں آکر بیٹھ گئے۔ ان کا رُخ اب واٹر سٹریٹ کی طرف نہ تھا۔ جہاں ان کی رہائش تھی۔ بلکہ وہ مخالف سمت نکل گئے تھے۔ شاید اس علاقے کا جائزہ لینے کی خاطر۔



کرنل جیری، صفدر اور کیپٹن لورڈون عمران کی ہدایت

کے مطابق آفس سیٹ کر رہے تھے۔ جولیا اور ایڈ نانے اوپر جاکر آرام کرنے کے بجائے کام میں ان کا ہاتھ بٹانا شروع کر دیا تھا۔ اتنے میں دو آدمی بلڈنگ میں داخل ہوئے۔ ان دونوں نے اپنے دائیں ہاتھوں پر سیاہ رنگ کے کھلے کھلے چمڑے کے دستانے پہن رکھے تھے جو ان کے ہاتھوں سے لیکر کہنیوں تک پھیلے ہوئے تھے۔

کرنل جیری نے جب مڑ کر ان کی طرف دیکھا تو وہ بالکل قریب آچکے تھے۔ اور ان کے دو اور ساتھی کمرے کے دروازے پر کھڑے تھے۔ ان دونوں کے ہاتھوں میں اسٹین کاربائن تھیں جن کا رخ کمرے کے اندرونی حصے کی طرف تھا۔ صفدر بپھرے ہوئے درندے کی طرح آگے بڑھا اور بڑے سخت لہجے میں پوچھا

کون ہو تم اور بغیر اجازت اندر کیوں آئے ہو

ان میں سے ایک نے ہلکے ہلکے مسکراتے ہوئے کہا

ہم نے جو کام کرنا ہوتا ہے پوچھے بغیر ہی کرتے ہیں

کرنل جیری بھی آگے بڑھتے ہوئے بولا

ایسے ہٹ دھرمی کے کاموں کی سزا بھی سخت ہوتی ہے

وہ دونوں اور قریب آگئے اور ایک ویسے ہی لہجے میں بولا۔

ہمیں سزا دینا آسان نہیں

اسی وقت دروازے پر کھڑے دو اجنبیوں کے ایک ساتھی نے جس کے ہاتھ میں اسٹین کاربائن تھی کسی قدر گرجتے ہوئے کہا

اگر کسی نے کوئی ہتھیار استعمال کیا تو زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے گا

جب وہ دونوں اجنبی ان سے قریب ہوتے تو انہوں نے دیکھا

وہ دونوں جاپانی تھے۔ خوب لمبے قد اور سڈول جسم والے۔ کرنل جیری نے ان کی

www.Urdufanz.com

سے ایک کے چہرے پر مکہ دے مارا لیکن وہ اپنا آپ بچا گیا۔ سیدھا ہوتے ہی اس جاپانی نے اپنے دائیں بازو کو جو چمڑے کے دستانے میں تھا اپنے خاص انداز میں لہراتے ہوئے حرکت دی۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں یوں تھرتھراہٹ پیدا ہوئی جیسے کوئی انجن سٹارٹ ہوتے وقت پیدا ہوتی ہے۔ پھر اس نے اسی دائیں ہاتھ کا مکہ کرنل جیری کے مارا۔ جیری نے بچنا چاہا لیکن ناکام رہا اور مکہ اس کے پیٹ میں پڑا۔ جیری تقریباً الٹتا ہوا دور جا گرا اور اپنے حواس کھو بیٹھا۔ اس وقت تک دوسرا ویسے ہی مکینیکل ہاتھ سے صفدر پر حملہ آور ہوا۔

صفدر فوراً جھکائی دے گیا اور اس کے مکے سے بچ نکلا۔ اس کا مکہ دیوار پر پڑا تھا اور صفدر نے دیکھا جس جگہ اس کا مکہ پڑا تھا وہاں سے دیوار بری طرح ٹوٹ گئی تھی۔ صفدر اس سخت رد عمل کا جائزہ ہی لے رہا تھا اور وہ دوبارہ اس پر حملہ آور ہوا۔ صفدر ایک جست کے ساتھ دائیں طرف گر کر دوبارہ بچ گیا تھا۔ اس نے یہ بھی دیکھا کہ اس کے دائیں ہاتھ کے دستانے کے اندر سے انسانی مٹھی نما چینل کا ایک مکہ گولی کی سی تیزی سے نکلا تھا۔ اگر وہ اس کے پیٹ میں لگ جاتا تو اس کی حالت بھی یقیناً کرنل جیری جیسی ہوتی۔ لیکن وہ دوبارہ اسے چکمہ دے کر بچ گیا تھا۔

اس کا دوسرا ساتھی جو کرنل جیری کو بری پیٹ میں ضرب لگا چکا تھا اس نے بھی اپنا رخ صفدر کی طرف کیا۔ اب صفدر دو درندوں کے درمیان گھرتا نظر آ رہا تھا۔ کیپٹن بورڈن بھی تیزی سے صفدر کی مدد کو آگے بڑھا لیکن اس وقت تک وہ دونوں صفدر پر حملہ کر چکے تھے۔ صفدر ان میں سے ایک کا مکہ تو بچا گیا مگر دوسرے کا چینل کا مکینیکل مکہ اس کے پیٹ پر پڑا۔

دوسرا جس کا مکہ خالی گیا تھا۔ اس نے فوراً دوبارہ حرکت دی اور ایک مکہ اچھالتے ہوئے صفدر کے سر پر دے مارا۔ وہ بری طرح چکراتا ہوا پیچھے ہٹ گیا تھا۔

کیپٹن بورڈن، جولیا اور ایڈنا ایک ساتھ ان دونوں پر حملہ آور ہوئے تھے۔ لیکن ان دونوں نے جنگلی بھینسوں کی طرح اپنی پیٹھیں جوڑ لی تھیں۔ بورڈن بھی ان دونوں کا صرف ایک مکہ ہی برداشت کر سکا اور اپنے حواس کھو بیٹھا۔ جولیا اور ایڈنا کو انہوں نے مارنے کے بجائے پکڑ لیا اور انہیں زبردستی گھسیٹتے ہوئے عمارت سے باہر نکل گئے۔ دروازے پر کھڑے ان کے دونوں مسلح ساتھی بھی ان کے پیچھے ہو لئے۔ باہر ایک فورڈ وین کھڑی تھی۔ جولیا اور ایڈنا کو لیکر وہ اس میں بیٹھے اور ایک طرف روانہ ہو گئے۔

کرنل نے سر کو ایک جھٹکا دیا اور کھڑا ہو گیا۔ بھاگتا ہوا وہ باہر آیا۔ عمارت کے باہر کھڑی موٹر سائیکلوں میں سے ایک پر سوار ہو کر اسے سٹارٹ کیا اور ان کے تعاقب میں لگ گیا۔ صفدر بھی اپنے حواس درست کرتا ہوا اٹھا اور کیپٹن بورڈن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

کنٹ... تم عمارت کے اندر ہی رہو۔ میں کرنل جیری کے ساتھ ان کا تعاقب ... باہر کھڑی کمپنی کی موٹر سائیکل سٹارٹ کی ... کرنے لگا۔

www.Urdufanz.com

نکلتی جا رہی تھی۔ اب وین شہر کے مضافات میں ایک سڑک پر بھاگی جا
رہی تھی جہاں سڑک کنارے کہیں کہیں کوٹھیاں اور ذرا ذرا فاصلے پر
جھونپڑیاں تھیں اور ساتھ ہی سمندر کا کنارہ بھی تھا۔
ایک جگہ جہاں دور دور تک گھنے درخت تھے۔ فورڈ وین رک
گئی۔ کرنل جیری اور صفدر بھی جہاں تھے وہیں رک گئے۔ انہوں نے اپنے
موٹر سائیکلوں کے انجن بند کر دیئے۔ اور سڑک سے اتر کر وہ جھاڑی نما
پودوں کی اوٹ میں ہو کر اس وین کو دیکھنے لگے۔
جہاں وین کھڑی تھی وہاں سڑک کے ساتھ دور تک دکھائی
دیتی ہوئی ایک دیوار تھی جس کے بائیں جانب وین لوہے کے ایک گیٹ
کے سامنے کھڑی تھی۔ وین نے ایک بار ہارن دیا اور اسے زیادہ دیر
انتظار نہ کرنا پڑا تھا کہ دروازہ کھل گیا اور وین گڑگڑاتی ہوئی اندر چلی گئی
لوہے کا گیٹ پھر پہلے کی طرح بند ہو گیا۔
کرنل جیری نے صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے سرگوشی کی
اب کیا کرنا چاہیئے؟
صفدر نے سوچنے کے انداز میں کہا
پہلے عمران صاحب کو اس حادثے کی اطلاع کرتے ہیں۔ پھر جس طرح وہ
کہیں گے اس کے مطابق عمل کریں گے۔
تو پھر کرو اطلاع۔
صفدر اپنے موٹر سائیکل کی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ واچ
ٹرانسمیٹر پر عمران کی فریکوئنسی ملائی اور نیچی آواز میں پکارنے لگا۔
ہیلو ہیلو صفدر

دوسری طرف سے آواز سنائی دی
عمران ہوں صفدر! کیا بات ہے
صفدر نے جلدی جلدی کہا
آپ کی غیر موجودگی میں ایک حادثہ ہو گیا ہے عمران صاحب
عمران کی پھڑپھڑاتی سی آواز آئی
کیسا حادثہ؟ کس کا حادثہ۔ کہاں کا حادثہ
صفدر نے خفگی میں کہا
مذاق چھوڑیئے عمران صاحب کیس بڑا سیریس ہے
چہ چہ چہ کس کا کیس ہو رہا ہے
صفدر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا
آپ کی جولیا اور ایڈنا کا
عمران نے چیخ مار کر کہا
واہ واہ دونوں کا ایک ساتھ ہی کیس ہو رہا ہے۔ کیا حسنِ اتفاق ہے۔
صفدر نے غصے سے کہا
جوکر پن چھوڑ دیجئے عمران صاحب
عمران نے کھسیانی سی ہنسی ہنس کر کہا
لو بولو۔ تو کیا میں تمہیں جوکر لگتا ہوں
بلکہ اس سے بھی بڑھ کر
عمران کی کچھ کچھ سنجیدہ آواز سنائی دی
اچھا بولو! جولیا اور ایڈنا کے کیس کے لئے کسی لیڈی ڈاکٹر کی ضرورت ہو گی
نہیں آپ اور عمران صاحب کی ضرورت ہے۔

www.Urdufanz.com

تو اپنی لوکیشن بتاؤ۔
شہر کے جنوب مغرب کی طرف سمندر کے کنارے باہر نکلنے والی سڑک کے پندرھویں اور سولھویں مائل سٹون کے درمیان۔ سڑک کے دائیں جانب۔
حادثہ؟
ایڈی اور جولیا کا اغوا
عمران نے اب ذرا سخت آواز میں کہا۔
اور تم تینوں کیا سنگھاڑے ابال رہے تھے۔ جو وہ جولی اور ایڈی کو اٹھا کر لے گئے۔ تم لوگوں نے اصل موضوع سے ہٹ کر اب نیا مسئلہ کھڑا کر دیا ہے۔ کرنل جیری کہاں ہے۔
میرے پاس کھڑا ہے
اغوا کرنے والے کتنے تھے
چار۔ دو مسلح ساتھی عمارت کے دروازے پر کھڑے رہے اور دوسرے دو ہم سے مقابلہ کر کے جولی اور ایڈی کو لے گئے
عمران نے طنزاً کہا
اور تم سب مداری کا تماشہ دیکھ رہے تھے۔ جو وہ آسانی کے ساتھ جولی اور ایڈی کو اٹھا کر لے گئے۔ عمران پتہ نہیں کیوں بات چیت کے سلسلے کو طول دے رہا تھا۔

[illegible]

جیری نے بھی آواز سن لی اور ہکلاتی ہوئی آواز میں کہا
کرنل جیری بول رہا ہوں سر!
عمران نے جھٹکا دینے والی آواز میں کہا
سر نہیں خر! کیا میں یہ سمجھ لوں کہ میری اور عرفان کی غیر موجودگی میں تم لوگ اپنے آفس کی حفاظت تک نہیں کر سکتے ہو؟
جیری نے شرمندہ سا ہو کر کہا
ان کے لڑنے کا انداز نیا تھا سر!
اور تم اسے سمجھ نہ سکے۔
بس یہ پہلی غلطی ہے سر! آئندہ ایسا موقع نہ دیا جائے گا
عمران نے چبھتے ہوئے انداز میں کہا
تم لوگوں کی غلطیوں ہی سے تو دنیا کی آبادی تیزی سے بڑھتی جا رہی ہے
کرنل جیری خجل سا ہو گیا اور اس سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔
تاہم صفدر دوبارہ بولا
تو پھر کب تک آ رہے ہیں آپ؟
تم سلسلہ کلام بند کرنے لگے ہو کیا؟
تو اور کیا کروں؟
عمران نے سخت لہجے میں کہا
کیا نہ کرو۔ ٹارچ کا ہلکا سا اشارہ دے کر اپنی لوکیشن ظاہر کرو۔ میں اس وقت پندرھویں اور سولھویں مائل سٹون کے درمیان ہوں۔
صفدر نے حیرت سے کہا
کیا ——— یا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے سڑک کی جانب اپنی

www.Urdufanz.com

پاکٹ ٹارچ کا اشارہ دیا۔ اور پھر انہوں نے دیکھا تاریکی میں ایک کار سڑک سے اتر کر ان دونوں کی طرف بڑھ رہی ہے۔



کار صفدر اور جیری کے پاس آکر رک گئی۔ اور اس میں سے عمران اور عرفان اور جوزف نکل کر ان کے قریب آگئے۔ صفدر کے پاس آکر عمران نے پوچھا

جولی اور رابڈی کو وہ کہاں لے کر گئے ہیں

صفدر نے سڑک کے پار چار دیواری کی طرف اشارہ کیا۔

اس سامنے والی چار دیواری کے اندر

آؤ میرے ساتھ!

سب نے سڑک پار کی اور پہلے اس چار دیواری کا جائزہ لیا۔ وہ ڈرائی بیٹر بنانے والی فیکٹری تھی جس کے ایک طرف کچھ رہائشی فلیٹس اور ایک ہسپتال تھا۔ سب کے گرد پندرہ فٹ اونچی دیوار تھی جس کے اوپر شیشے کے ٹکڑے لگے ہوئے تھے۔ جب وہ اس گیٹ پر آئے جس سے جولیا اور رابڈینا کو لے کر وین اندر گئی تھی تو انہوں نے گیٹ پر پلاسٹک کا چھوٹا سا بورڈ لٹکتا ہوا دیکھا جس کے اوپر چھوٹی سی ہرے کلر کی ٹیوب جل رہی تھی۔ پلاسٹک کے بورڈ پر سرخ حروف

میں لکھا تھا

KEEP AWAY, ELELTRIC CURRENT IN THE DOOR

دور رہیئے۔ گیٹ میں برقی رو ہے۔

عمران نے تھوڑی دیر کچھ سوچا پھر جوزف سے کہا۔

جوزف! گاڑی کی ایک سیٹ نکال لاؤ۔ جیری اور صفدر تم بھی اس کے ساتھ جاؤ اور ایک موٹر سائیکل پچاس فٹ دائیں طرف چھپا کر کھڑی کر دو۔ دوسری موٹر سائیکل وہیں رہنے دو اور کار کو اس سے پچاس فٹ بائیں طرف کھڑی کر آؤ تاکہ خطرے کی صورت میں ہم تینوں چیزوں سے ایک ساتھ ہاتھ نہ دھو بیٹھیں

عمران اور عرفان وہیں کھڑے رہے۔ تھوڑی دیر بعد جوزف، جیری اور صفدر آگئے۔ جوزف نے گاڑی کی سیٹ اٹھا رکھی تھی۔ جب وہ عمران کے پاس آئے تو اس نے جوزف سے کہا۔

سیٹ نیچے رکھ دو اور دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑے ہو جاؤ۔

جوزف پریشانی سے عمران کی طرف دیکھنے لگا

عمران نے برہم ہو کر کہا

سنا نہیں۔ دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑے ہو جاؤ۔ اور سہارے کے طور پر اپنے ہاتھ دیوار پر رکھ دو۔ جوزف مزید کیا کرتا۔ برا سا منہ بناتے ہوئے دیوار سے لگ کر کھڑا ہو گیا۔ عمران نے اب عرفان سے کہا

عرفان چڑھ جاؤ اس کے اوپر!

عرفان آگے بڑھا اپنے دونوں ہاتھ جوزف کے دونوں شانوں پر رکھے پھر اس نے اونچی جمپ لی اور اپنے دونوں پاؤں جوزف کے کندھوں پر رکھ کر کھڑا ہو گیا

www.Urdufanz.com

عمران نے جوزف کی پشت پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا

اب سمجھ گئے ہو؟

جوزف مسکرا رہا تھا

سمجھ گیا ہوں باس

عمران حرکت میں آیا اور گلہری کی طرح پھدکتا ہوا وہ عرفان کے کندھوں پر جا کھڑا ہوا پھر نیچے دیکھتے ہوئے اس نے جیری سے کہا

کرنل! سیٹ اوپر اٹھاؤ۔ عرفان! تم ایک ہاتھ سے دیوار تھامے رہو اور دوسرے ہاتھ سے سیٹ پکڑ کر اوپر اٹھاؤ۔ جیری نے فوراً سیٹ اوپر اٹھائی جسے عرفان نے اپنے دائیں ہاتھ سے پکڑ کر اوپر اٹھا دیا۔ عمران نے نیچے جھک کر ایک ہاتھ سے سیٹ پکڑ کر اوپر اٹھائی پھر اسے دونوں ہاتھوں میں لیکر اونچا کیا اور اسے دیوار کے اوپر لگے ہوئے شیشے کے ٹکڑوں پر رکھ دیا۔

اپنے دونوں ہاتھ سیٹ پر رکھنے کے بعد عمران اچھلا اور سیٹ پر اس طرح بیٹھ گیا جس طرح گھوڑے پر بیٹھا جاتا ہے۔ اپنے پیچھے سیٹ کا کچھ حصہ اس نے خالی چھوڑ دیا تھا۔ پھر وہ عرفان سے مخاطب ہوا

عرفان! ایک ہاتھ سے میری ٹانگ پکڑو ساتھ ہی اس نے اپنا ہاتھ نیچے جھکایا اور اپنا دوسرا ہاتھ میرے ہاتھ میں دو اور پھر اچھل کر میرے پیچھے سیٹ پر بیٹھنے کی کوشش کرو۔ ذرا سنبھل کر کہیں سیٹ سے باہر شیشے کے ٹکڑوں پر نہ گر جانا۔

عرفان نے اپنے بائیں ہاتھ سے عمران کی ٹانگ پکڑی۔ دایاں ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیکر وہ لنگور کی طرح اچھلا اور عمران کے پیچھے سیٹ پر بیٹھ گیا۔

www.Urdufanz.com

عمران نے نیچے دیکھتے ہوئے جیری سے کہا

کرنل! میں اور عرفان اندر جا رہے ہیں۔ تم تینوں یہیں کھڑے ہو کر ہماری واپسی کا انتظار کرو اور کوئی خطرہ ہو تو یہیں سے نک دیکر یہاں سے ہٹ جانا اور اپنی گاڑی کے پاس جا کر کھڑے ہو جانا

عمران اور عرفان باری باری دیوار کے دوسری طرف کود گئے۔ اور سیٹ دیوار کے اوپر پڑی رہی۔ دیوار کے ساتھ کھڑے ہو کر دونوں نے پہلے اپنا میک اپ بدلا پھر عمران نے واچ ٹرانسمیٹر پر کسی سے فریکوئنسی ملائی۔ تھوڑی دیر تک جولیا کی سرگوشی کے سے انداز کی آواز سنائی دی۔

جولیا!

عمران نے سرگوشی کی

پہنچ گیا ہوں

جولیا کی خوشی سے ملی جلی آواز سنائی دی

کہاں ہو؟

یہیں کہیں تمہارے آس پاس۔ اپنی لوکیشن بتاؤ۔ پھر دیکھو میں کیسا دھماکہ کرتا ہوں۔

اکیلے ہو؟

عرفان بھی ہے

پھر بہت اچھا ہے۔ ہمیں ایک کمرے میں بند رکھا گیا ہے۔ ابھی تک کوئی تکلیف نہیں دی گئی۔ شاید بعد میں کوئی تفتیش شروع کریں۔ گیٹ سے جب اندر داخل ہوں تو تین سڑکوں کا ایک کراس ہے۔ دو سڑکیں دائیں بائیں اور ایک سیدھی

آگے جاتی ہے۔ دائیں طرف جانے والی سڑک پر چار بلاک چھوڑ کر پانچویں میں
سب سے پہلے فلیٹ کے دوسری منزل کے ایک کمرے میں۔ اور سنو عمران
اس کمرے میں ایک ٹی وی سکرین بھی ہے جس کے ذریعے ہم پر نگاہ رکھی جا رہی ہے
تم فکر نہ کرو۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ ایڈی کہاں ہے
میرے ساتھ ہی ہے
اسے کہو تمہاری مدد کو تمہارا وہ آ گیا ہے
جولیا نے پیار سے سرگوشی کی
وہ کون ؟
عمران شرارت پر اتر آیا
تم بھی نری گائے ہی ہو۔ عرفان اور کون
جولیا کا لہجہ بدل گیا
پھر دماغ خراب ہونے لگا ہے نا
اچھا خاموش ہو جاؤ اور مجھے کچھ سوچنے کا موقع دو۔ عمران نے رابطہ ختم کر دیا تھا۔ عمران اور عرفان دیوار کے ساتھ چپکتے ہوئے اس بلاک کے پاس آئے جس کی نشاندہی جولیا نے کی تھی پھر وہ اس کے پہلے فلیٹ کی سیڑھیاں چڑھنے لگے۔ کچھ اس طرح کہ عمران آگے آگے اور عرفان اس کے پیچھے پیچھے تھا اور دونوں اپنے پاؤں کی آہٹ تک پیدا نہ ہونے دے رہے تھے۔
جہاں سیڑھیاں اوپر کے فلیٹ میں جا کر کھلتی تھیں وہاں عمران سیڑھیوں کے اندر ہی رک گیا اور اپنا سر باہر نکال کر دیکھا ایک آدمی اسٹین گن کاربائن سے مسلح کمرے کے ارد گرد ٹہل رہا تھا۔ اور اسی طرح ایک اور مسلح نوجوان ایک کمرے کے دروازہ پر لکڑی کے ایک سٹول پر بیٹھا تھا۔

www.Urdufanz.com

ٹہلنے والا جونہی سیڑھیوں سے گزر کر آگے بڑھنے لگا۔ عمران بجلی کی طرح کودا اسے اس کے اسٹین گن والے بازو سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور اپنا دوسرا ہاتھ اس کے منہ پر رکھ کر اسے اپنی طرف کھینچ لیا۔ پہرہ دینے والے نے اپنا آپ چھڑانے کی بھرپور کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوا۔ عمران کی گرفت فولاد کی طرح سخت تھی۔ اسے لیکر سیڑھیاں اترتے ہوئے عمران نے عرفان سے سرگوشی کی۔
میں اسے لیکر نچلی سیڑھیوں پر جاتا ہوں اور اس کے دوسرے ساتھی کو بھی سیڑھیوں کی طرف لانے کی ترکیب کرتا ہوں۔ تم یہیں سیڑھیوں کی دیوار سے چپک کر کھڑے ہو جب اس کا دوسرا ساتھی ادھر آئے تو تم اسے دبوچ لینا۔
عمران اسے کھینچتا ہوا نیچے لے گیا۔ اس کے ہاتھ سے اس نے اسٹین گن چھین لی تھی۔ سیڑھیوں کے نچلے حصے میں لیجا کر عمران نے اپنی گرفت ڈھیلی کر دی اور اس کے منہ سے اپنا ہاتھ اٹھاتے ہوئے عمران نے اپنا پسٹل نکال لیا اور اس کی نال اس کی کنپٹی پر رکھتے ہوئے بھیانک آواز میں عمران نے کہا۔
اگر شور مچانے کی کوشش کی تو تمہاری کھوپڑی کے پرخچے اڑا دوں گا۔
اس نے ہکلاتے ہوئے پوچھا
ت ۔ ت ۔ ت ۔ تم کیا چاہتے ہو
جو میں کہوں اس کے مطابق عمل کرو ورنہ مفت میں مارے جاؤ گے
اس نے بڑی بے بسی سے کہا
کیا کروں ؟
اپنے ساتھی کو آواز دیکر یہاں بلاؤ

کیا کہوں اسے ؟

اس کا نام لے کر پکارو اور کہو فوراً نیچے آؤ۔ ادھر دیکھو یہ کیا ہے

اس نے زور سے اپنے ساتھی کا نام لے کر اسے پکارا اور اس سے کہا کہ بھاگ کر یہاں آؤ دیکھو یہ کیا چیز ہے

اس کا ساتھی اپنی جگہ سے اٹھا اور بھاگتا ہوا سیڑھیوں کی طرف آیا وہ اپنے ساتھی کو آواز دیکر کچھ پوچھنے ہی لگا تھا کہ عرفان درندے کی طرح اس پر حملہ آور ہوا۔ اس کے ہاتھ سے اسٹین گن اس نے چھین لی اور اسے بری طرح سیڑھیوں پر پٹخ دیا۔ اس پر غشی طاری ہو گئی۔ عرفان نے اس کے دونوں ہاتھ پشت پر باندھے اور منہ پر ٹیپ لگانے کے بعد اسے ایک کونے میں ڈال دیا

اتنی دیر تک عمران بھی اوپر آیا وہ اپنے کپڑوں کے اوپر اس پہرہ دینے والے کے کپڑے پہن آیا تھا اور اس کے ہاتھ میں اس کی اسٹین گن بھی تھی۔

دونوں اوپر آئے۔ عمران اس کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا اور عرفان باہر ہی کھڑا رہا۔ عمران چلتا ہوا جونہی ٹی وی سکرین کے سامنے آیا۔ کمرے میں ایک کھولتی ہوئی آواز ابھری

والٹر! کمرے میں کیوں داخل ہوئے ہو

عمران چونکہ ان کے آدمی کے کپڑے پہنے ہوئے تھا اس لئے وہ اسے اپنا ہی آدمی سمجھے۔ عمران نے سکرین کی طرف منہ کئے بغیر دونوں ہاتھ اوپر لہراتے ہوئے انہیں مطمئن کرنے کی کوشش کی۔ اب وہ پوری طرح ٹی وی سکرین کے سامنے تھا اور جولیا اور ایڈنا اس کی اوٹ میں چلی گئی تھیں۔

عمران نے جیب سے چاقو نکالا اور ذرا جھک کر جولیا کی رسیاں کاٹ کر اس نے چاقو جولیا کو تھماتے ہوئے کہا۔

ایڈنا کی رسیاں کاٹو اور دونوں کمرے سے باہر نکل جاؤ۔ باہر عرفان کھڑا تم دونوں کا انتظار کر رہا ہے۔ جولیا نے ایڈنا کی رسیاں کاٹ دیں اور دونوں جھکتی ہوئیں کمرے سے نکل گئیں۔ عمران نے جیب سے ایک سکہ نکالا اس کے دندانے اندر دبائے اور کمرے میں پھینک دیا۔ معمولی سا ایک دھماکہ ہوا اور کمرے میں گہرا دھواں پھیل گیا۔ عمران نے پہریدار کے کپڑے اتار کر وہیں پھینک دیئے اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ چاروں دیوار کے ساتھ ساتھ بھاگتے ہوئے دیوار کی اس جگہ آئے جہاں سے عمران اور عرفان دیوار پھلانگ کر اندر داخل ہوئے تھے۔

اچانک اس بلاک میں جس سے وہ جولیا اور ایڈنا کو نکال کر لائے تھے مدھم آوازوں میں خطرے کے سگنل بجنے لگے اور پھر چند لمحوں بعد خونخوار کتوں کے بھونکنے کی آوازیں سنائی دیں۔ عمران نے جلدی جلدی عرفان سے کہا

دیوار سے لگ جاؤ

عرفان دیوار کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور عمران اس کے کندھوں پر چڑھ گیا۔ اور دوبارہ عرفان سے کہا

ان دونوں کو اوپر چڑھنے میں مدد دو عرفان

عرفان نے جولیا اور ایڈنا کو اپنے پاس بلا لیا۔ اپنا دایاں کندھا دیوار کے ساتھ لگا دیا اور دونوں ہاتھ دیوار سے لگانے کے بعد اس نے جولیا سے کہا

جولی! اپنا پاؤں [illegible]

www.Urdufanz.com

پر رکھ کر اوپر چڑھ جاؤ

جولیا نے ایک پاؤں عمران کی ران پر رکھ کر تھوڑا اوپر اٹھی اور اسی طرح دوسرا پاؤں عرفان کے بازو پر رکھ کر وہ عمران کے قریب جا پہنچی۔

عمران نے اپنے دونوں ہاتھ جولیا کی بغلوں کے اندر رکھ کر اسے اپنے دونوں ہاتھوں پر اوپر اٹھاتے ہوئے سیٹ پر بٹھا دیا۔ ایڈنا بھی عرفان کے گھٹنے اور بازو پر پاؤں جماتی ہوئی اوپر چڑھ گئی اور عمران نے اسے بھی اٹھا کر جولیا کے پیچھے سیٹ پر بٹھا دیا۔ اچانک ان کے نزدیک ہی کہیں ایک کتے کے بھونکنے کی آواز سنائی دی۔ عرفان نے عمران کی ٹانگیں پکڑ کر ہلاتے ہوئے کہا

عمران صاحب! آپ بھی اوپر چڑھ جائیں شاید انہوں نے ہمارے پیچھے کتے چھوڑ دیئے ہیں۔

عمران نے بڑی ہمدردی سے کہا

اور تم؟

آپ اوپر چڑھ گئے تو میرے اوپر جانے کا بندوبست بھی ہو سکتا ہے۔ دونوں نیچے رہ گئے تو جولی اور ایڈنا کے لئے بھی خطرہ پیدا ہو جائے گا۔ عمران نے جولیا اور ایڈنا کو سیٹ پر ذرا پیچھے گھسنے کو کہا پھر اس نے اچھل کر اپنے دونوں ہاتھ جولیا کے سامنے سیٹ کے خالی حصے پر جمائے اور پھدک کر اوپر چڑھ گیا۔

جونہی عمران کے پاؤں سیٹ پر آ کر لگے۔ وہ بجلی کے جھٹکے کی طرح گھوما۔ اپنا سائلنسر چڑھا ہوا اعشاریہ تین پانچ سات کا ریوالور نکالا اور ایک طرف فائر کر دیا۔ جولیا اور ایڈنا نے جب مڑ کر اس سمت دیکھا تو وہاں

ایک آدمی تھا جس کے ایک ہاتھ میں کتے کی زنجیر تھی اور دوسرے میں پسٹول جس کا رخ نیچے کھڑے عرفان کی طرف تھا۔

عمران کی گولی لگتے ہی وہ آدمی زمین پر گر گیا اور اس کے ہاتھ سے کتے کی زنجیر چھوٹ گئی اور اب وہ درندہ نما کتا عرفان کی طرف بڑھا۔ اتنی دیر تک ایک اور گولی چلنے کی آواز سنائی دی۔ اور عرفان کی طرف حملہ آور ہوتا ہوا کتا ڈھکنیاں لیتا ہوا زمین پر لوٹنے لگا۔ یہ گولی نیچے کھڑے عرفان نے کتے پر چلائی تھی۔ اب اس چار دیواری کے اندر شور مچ گیا تھا اور کافی لوگوں کے ادھر ادھر بھاگنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ عرفان نے عمران کی طرف اوپر دیکھتے ہوئے کہا۔

عمران صاحب! جولی اور ایڈی کو دوسری طرف اتارنے کا بندوبست کیجئے۔ میں آپ کے پاس آ رہا ہوں۔ اندر کافی بھگدڑ مچ گئی ہے۔ ایسا نہ ہو وہ انہیں گھیرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ عمران نے دوسری طرف کھڑے جوزف سے کہا

جوزف دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑے ہو جاؤ۔ میں جولی اور ایڈنا کو باری باری نیچے لٹکاتا ہوں۔ اور تم انہیں پکڑ کر نیچے اتارتے رہو۔ عمران نے باری باری جولیا اور ایڈنا کو بازو سے پکڑ کر نیچے لٹکایا اور نیچے کھڑے جوزف نے دونوں کو سہارا دے کر زمین پر اتار لیا

عرفان نے اپنے دونوں بوٹوں کی ایڑیوں کے اندر کی طرف لگے ہوئے موٹے موٹے کیلوں کو زور سے پختہ دیوار پر مارا۔ اس کے بوٹوں کے نیچے تین تین مضبوط سپرنگ نمودار ہوئے جن پر اس نے اچھل کود شروع کر دی۔ اب وہ ان سپرنگوں پر اچھلتا ہوا لمحہ بہ لمحہ اوپر اٹھتا جا

رہا تھا۔ عمران کی سیدھ میں اوپر اٹھتے ہوئے اس نے عمران سے کہا
آپ اب دوسری طرف کود جائیے
عمران دوسری طرف کود گیا۔ عرفان جو اب دیوار کی سیدھ میں اوپر اٹھ رہا تھا۔ اچانک اوپر اٹھتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ سیٹ پر جمائے اور دیوار پھلانگ کر دوسری طرف کود گیا۔ اب اس نے پھر بوٹوں کے سپرنگوں پر زور دیتے ہوئے اوپر اٹھنا شروع کیا تھا۔ دیوار کی سیدھ میں جا کر اس نے دیوار پر رکھی ہوئی سیٹ کو نیچے گرا دیا۔ سپرنگوں پر زور دبا اس نے بند کر دیا۔ پھر وہ زمین پر رک گیا۔ اور دونوں ایڑھیوں کو زور سے آپس میں بجا کر اس نے سپرنگ اندر کر لئے۔ کرنل جیری یہ سب کچھ ایسے تعجب اور پریشانی سے دیکھ رہا تھا جیسے اس کا واسطہ انتہائی چالاک اور شیطانی گروہ سے پڑا ہو۔
جوزف نے سیٹ اٹھائی۔ سب نے بھاگتے ہوئے سڑک عبور کی اور اپنی کار کے پاس جا کھڑے ہوئے۔ جوزف جس وقت سیٹ گاڑی کے اندر رکھ رہا تھا عمران نے اسے مخاطب کیا
کالیے! تم جیری اور صفدر کو لیکر روانہ ہو جاؤ۔ میں اور عرفان جولی اور ایڈی کو موٹر سائیکلوں پر لے کر تمہارے پیچھے پیچھے آتے ہیں۔ اب جلدی کرو۔ ورنہ کھیل بگڑ جانے کا اندیشہ ہے۔ عرفان تم ایڈی کو لیکر بائیں طرف والے موٹر سائیکل کی طرف چلے جاؤ۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے جولیا کا ہاتھ پکڑ لیا اور اسے ساتھ لے کر ایک طرف بھاگ کھڑا ہوا۔ موٹر سائیکل کے پاس آ کر اس نے جلدی جلدی اسے سٹارٹ کیا اور جولیا کو اپنے آگے بیٹھنے کو کہا۔
جولیا نے اسے تیز نگاہوں سے دیکھا۔

آگے کیوں؟
اگر پیچھے سے کسی تعاقب کرنیوالے نے گولی چلائی اور تمہیں لگ گئی تو پھر؟
جولیا نے سنجیدہ ہو کر کہا
میں اگر آگے بیٹھی تو پھر تمہیں لگ سکتی ہے
عمران نے لاپرواہی سے کہا میری خیر ہے!
جولیا نے فکرمند لہجے میں کہا
تمہاری کیا کسی کو ضرورت نہیں
عمران نے بے پرواہی سے کہا
نہیں میری کسی کو ضرورت نہیں
نہیں تمہاری کسی کو ضرورت ہے۔
کسے ضرورت ہے میری؟
جولیا شرمانے لگی
بس ہے کسی کو
پھر بھی آخر کون ہے وہ؟
جولیا جو بری طرح شرما رہی تھی اور شرما رہی تھی موضوع بدل گئی
اچھا چلو پھر کبھی بتاؤں گی۔ دیر ہو رہی ہے
تو پھر بیٹھو آگے
میں تو پیچھے ہی بیٹھوں گی
عمران سنجیدہ ہو گیا
پھر جولیا اصرار نہ کرو۔ میں نے ابھی پچھاڑی اور پشت پر طرف دیکھا ... بیٹھیں
دیکھا ہے۔ اگر پیچھے سے کسی تعاقب کرنے والے نے گولی چلائی بھی تو مجھے

www.Urdufanz.com

اثر نہ ہوگا۔ جولیا عمران کی طرف بڑھی اور اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا۔ واقعی اس کی پشت پر بلٹ پروف پلیٹ تھی۔ جولیا چپ چاپ آگے بیٹھ گئی اور عمران موٹر سائیکل کو سڑک پر لے آیا۔

جوزف بھی گاڑی نکال کر سڑک پر لا چکا تھا اور اس سے ذرا آگے عرفان اپنے موٹر سائیکل کو سڑک پر دوڑا رہا تھا۔ ایڈنا بھی موٹر سائیکل کو دھکا دے کر اس کی مدد کر رہی تھی۔ شاید ان کا موٹر سائیکل سٹارٹ نہ ہو رہا تھا

عمران بڑی تیزی سے اپنی موٹر سائیکل وہاں لایا اور عرفان کے پاس آکر پوچھا

کیا ہوا؟

عرفان رُک گیا

یہ سالا سٹارٹ ہی نہیں ہو رہا

میں آؤں؟

نہیں میں کرتا ہوں اس کا بندوبست

عرفان نے موٹر سائیکل کا پلگ کھولا۔ کپڑے سے اسے اچھی طرح صاف کیا دو چار پھونکیں ماریں اور دوبارہ فٹ کرنے کے بعد جب اس نے کک لگائی تو موٹر سائیکل سٹارٹ ہو گیا

عرفان نے ایڈنا کو پیچھے بیٹھنے کو کہا۔ اس نے ایک بار جولیا کی طرف دیکھا وہ بھی چونکہ عمران کے آگے بیٹھی ہوئی تھی لہذا ایڈنا بھی خاموشی کے ساتھ عرفان کے آگے بیٹھ گئی۔ اور سب روانہ ہو گئے۔ سب سے آگے جوزف کی کار تھی۔ اس کے پیچھے عمران اور جولیا اور سب سے آخر میں عرفان اور ایڈنا تھے۔

جوزف جو سب سے آگے آگے کار لیجا رہا تھا اس نے دیکھا کہ سڑک

پر چار کاریں ایک سیدھ میں کھڑی تھیں اور سڑک بلاک تھی۔ جب وہ ذرا نزدیک ہوئے تو سڑک بلاک کرنے والی ان چاروں گاڑیوں کی ہیڈ لائٹیں آن ہو گئیں اور سامنے کی ہر چیز تیز روشنی میں نہا گئی۔ جوزف نے گاڑی روکتے ہوئے صفدر سے کہا۔

صفدر! باس سے کنٹیکٹ کرو کہ اب کیا کرنا ہے

صفدر نے واچ ٹرانسمیٹر پر فریکوئنسی ملائی اور عمران کی آواز سنائی دی

کیا ہوا؟ راستہ تو بلاک نہیں ہو گیا؟

ہاں راستہ بلاک ہو گیا ہے۔

جوزف سے کہو گاڑی بائیں ہاتھ سمندر کی طرف موڑے۔ جوزف نے بھی عمران کی یہ آواز سن لی تھی اور اس نے گاڑی کو بڑی تیزی سے کاٹ کر بائیں طرف کی زمین پر ڈال دیا اور بڑی تیزی سے سمندر کی طرف بڑھنے لگا۔

صفدر! اگر زیادہ خطرے کی بات ہو گاڑی چھوڑ دینا اور سمندر میں کود کر بچ نکلنے کی کوشش کرنا۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے بھی اپنے موٹر سائیکل کو سڑک سے اتار کر بائیں طرف ڈال دیا تھا۔

عمران نے صفدر سے رابطہ ختم کیا اور عرفان کی فریکوئنسی ملاتے ہوئے بولا۔

میں عمران ہوں عرفان!

جواب میں عرفان کی آواز سنائی دی

کہیے

یہ لوگ بڑے چالاک ثابت ہو رہے ہیں۔ کسی چور راستے سے نکل کر انہوں نے ہمارا راستہ بلاک کر دیا ہے۔ اپنی موٹر سائیکل بائیں طرف لے جاؤ۔ اگر موٹر سائیکل پر بیچ

www.Urdufanz.com

نکلنا مشکل ہو تو سمندر میں کود جانا۔ اور سنو ایڈی کا خیال رکھنا۔

عرفان کی بڑی حوصلہ کن اور با عزم آواز آئی

آپ فکر نہ کریں

تم آہستہ آہستہ موٹر سائیکل کیوں چلا رہے ہو۔ میں اپنے پیچھے تمہیں دیکھ ہی نہیں پا رہا۔

موٹر سائیکل گڑبڑ کر رہی ہے۔

عمران نے خفگی میں کہا۔

کرنل جیری بھی اوت ہی ہے۔ پتہ نہیں ان موٹر سائیکلوں کی کبھی سروس بھی کرائی ہے یا نہیں۔ بہرحال بائیں طرف بچ نکلنے کی کوشش کرو۔

عرفان نے جونہی موٹر سائیکل سڑک سے اتاری موٹر سائیکل نے ایک دھچکا لیا اور پھر اس کا انجن خاموش ہو گیا۔ عرفان اور ایڈنا نیچے اتر گئے عرفان نے پلگ کھولا اور اسے صاف کرنے لگا۔

اتنی دیر تک عمران اور دوسرے سمندر کنارے پہنچ چکے تھے۔ وہاں وہ تھوڑی دیر تک آگے بڑھتے رہے پھر اپنا رخ سڑک کی طرف کر لیا کیونکہ اب قریب ہی آگے شہر کی آبادی آ گئی تھی۔ لہٰذا وہ بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

عرفان نے پلگ صاف کر کے فٹ کیا اور جونہی وہ سیٹ پر بیٹھ کر کک لگانے لگا۔ اس کے چاروں طرف ٹارچوں کی تیز روشنی کوند گئی بہت سے لوگ اسے گھیر چکے تھے۔ اور ہر ٹارچ کے ساتھ ایک ریوالور بھی دکھائی دے رہا تھا۔ قبل اس کے عرفان کوئی قدم اٹھاتا۔ ایک غراتی ہوئی آواز سنائی دی

بھاگو گے تو گولیوں سے چھلنی ہو جاؤ گے۔

پھر ٹارچیں آہستہ آہستہ قریب ہوتی گئیں۔ انہوں نے عرفان کے قریب آ کر اسے غیر مسلح کر دیا اور پھر اسے اور ایڈنا کو گرفتار کر کے ان کاروں کی طرف چل پڑے جو راستہ بلاک کئے ہوئے تھیں۔



چاروں کاریں جنہوں نے سڑک بلاک کی تھی حرکت میں آ گئی تھیں۔ سیدھا آگے جا کر اس گیٹ میں داخل ہونے کے بجائے جس کے اندر بستی تھی، کاریں واپس مڑیں۔ ایک فرلانگ کا فاصلہ طے کیا اور عین اس جگہ سے وہ دائیں طرف مڑ گئیں جہاں آ کر بیٹریاں بنانے والی اس فیکٹری کے سامنے والی دیوار ختم ہوتی تھی۔ اب کاریں فیکٹری کی بائیں طرف کی دیوار کے ساتھ ساتھ جا رہی تھیں۔ عرفان کے صرف ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے اور اس کی آنکھیں ننگی تھیں۔ لہٰذا وہ اندھیرا ہونے کے باوجود سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ کیونکہ عمران اور عرفان کو دو ایسے وحشی درندے کہا جا سکتا ہے جن کی آنکھیں رات کی تاریکی میں بھی پوری طرح کام کر سکتی ہیں۔

اب کاروں کے سامنے سیاہ رنگ کی ایک بلند چٹان دکھائی دینے لگی۔ کاریں ابھی اس سیاہ چٹان سے پچاس فٹ دور تھیں کہ سب سے آگے والی کار سے وائرلیس سیٹ کی آواز کی لہروں سے ملتی جلتی آوازیں نکلنے لگیں۔ اس کے ساتھ ہی سامنے والی سیاہ چٹان کے اندر ایک خاصہ چوڑا اور بلند

www.Urdufanz.com

راستہ پیدا ہو گیا تھا۔ اب ساری کاروں کے اندر سے ویسی ہی آوازوں کی لہریں
اٹھ رہی تھیں۔

باری باری چاروں کاریں اس دروازے سے اندر داخل ہو گئیں
اور جب آخری کار اندر داخل ہوئی اور اس میں سے آوازوں کی لہریں اٹھنا
بند ہو گئیں تو چٹان کے اندر نمودار ہونے والا دروازہ آپ ہی آپ بند ہو گیا تھا

تھوڑی دیر تک کاریں اسی سرنگ نما راستے کے اندر چلتی رہیں۔
پھر چاروں کاروں کے اندر سے باری باری پھر سے آوازوں کی لہریں اٹھنا
شروع ہو گئیں اس کے ساتھ ہی سرنگ کے گھپ اندھیرے میں سامنے سے ہلکی
ہلکی روشنی دکھائی دے رہی تھی۔ اب کاریں چڑھائی چڑھ رہی تھیں اور وہ
فیکٹری ایریا میں نمودار ہوئیں۔ جب ان سے آوازوں کی لہریں اٹھنا بند ہو گئیں تو
ان کے پیچھے وہ دوسرا خفیہ دروازہ بھی بند ہو گیا۔

فیکٹری کے ایریے میں تھوڑی دیر تک کاریں چلتی رہیں، پھر ایک
ایسے شیڈ کے پاس آکر رک گئیں جس کی دیواریں شیشے کی اور چھت ٹین کی تھی۔
اور اس کے اندر متفرق قسم کا سٹور پڑا ہوا تھا۔

سب لوگ کاروں سے اتر گئے۔ عرفان اور ایڈنا کو بھی نیچے اتار
لیا گیا۔ عرفان کے دونوں ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے۔ لیکن ایڈنا آزاد تھی۔
جب کاریں وہاں رک گئیں تو ایک بلاک کے اندر سے دس بارہ کے قریب آدمی نکلے
اور ان کاروں کے گرد جمع ہو گئے تھے۔

کاروں کے اندر سے نکلنے والا ایک خوب لمبے قد اور مضبوط جسم کا
نقاب پوش بھی تھا۔ اس نے عرفان اور ایڈنا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
ان دونوں کو شیڈ میں بند کر دو۔ اور شیڈ کے گرد کم از کم دس آدمیوں کا

پہرہ لگا دو۔ صبح دن کے اجالے میں ان دونوں سے بہت کچھ حاصل کریں گے۔
اگر ان دونوں کو بھی کوئی چھڑانے یہاں آ گیا تو میں تم سب کو جہنم بھیج دوں گا۔ جب
وہ جانے کے لئے مڑنے لگا تو عرفان نے اس سے پوچھا

تم کون ہو؟

وہ واپس مڑا اور قہر آلود نگاہوں سے عرفان کی طرف دیکھتے ہوئے کھولتی ہوئی
آواز میں کہا۔

بلیک ٹائیگر!

عرفان نے اپنی آواز میں مصنوعی کپکپاہٹ پیدا کرتے ہوئے پوچھا

ہم دونوں کو گرفتار کیوں کیا گیا ہے۔

اس لئے کہ تمہارا تعلق ایکسٹو سے ہے

عرفان نے پریشانی سے پوچھا

وہ کیا ہوتا ہے؟

کیا تم ریڈ ٹائیگر کو بھی نہیں جانتے ہو؟

عرفان نے بیزاری سے کہا

کون ایکسٹو کیسا ریڈ ٹائیگر۔ تم کیسی باتیں کر رہے ہو

اس پر بلیک ٹائیگر نے غرا کر کہا

ایسی ہی باتیں جن کا تمہیں علم ہے۔ کل دن کے وقت جب تم پر سختی کی گئی تو تم
خود ہی طوطے کی طرح بول اٹھو گے۔

عرفان نے مسکراتے ہوئے کہا

کسی کو طوطے کی طرح بلوانا کون سا مشکل کام ہے تمہیں اگر میرے حوالے کر دیا
جائے تو میں بھی تمہیں طوطا چھوڑ الو کی طرح بلوا سکتا ہوں۔

www.Urdufanz.com

بلیک ٹائیگر تھوڑا آگے بڑھا اور پھر اچانک وہ بپھر گیا اور لگاتار دو مکے عرفان کے پیٹ میں مارتے ہوئے اس نے قہر آلود آواز میں پوچھا

کیا بلوا سکو گے مجھے ؟

عرفان مکے برداشت کر گیا۔ ایک بار غصیلی نگاہوں سے بلیک ٹائیگر کی طرف دیکھا اس کے پہلو میں ایڈنا سہمی سہمی سی کھڑی تھی۔ اچانک عرفان اپنے ایک پاؤں پر گھوما اور بلیک ٹائیگر کی طرف پشت کرتے ہوئے اس نے اپنی دوسری ٹانگ اٹھا کر اپنے پیچھے بلیک ٹائیگر کے منہ پر اس زور سے پاؤں کی ٹھوکر ماری کہ وہ اچھلتا ہوا دور جا گرا۔ عرفان بھیانک لہجے میں غراتا ہوا بولا

کیا خیال ہے بلوا سکتا ہوں ؟

عرفان کے پاس کھڑے چار دیوہیکل نوجوان دفعتاً عرفان پر ٹوٹ پڑے اور اس پر اندھا دھند مکوں کی بوچھاڑ کر دی۔ ایڈنا نے سامنے آکر عرفان کو بچانے کی کوشش کی لیکن انہوں نے اسے بھی مار کر دور گرا دیا۔ عرفان کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے اور وہ پٹتا رہا۔

چاروں نے مل کر عرفان کو اس قدر مارا کہ وہ زمین پر گر گیا۔ بلیک ٹائیگر جو عرفان کے پاؤں کی ٹھوکر کھا کر گر گیا تھا۔ اٹھ کر دوبارہ قریب آیا اور اپنے آدمیوں سے مخاطب ہوا

ان دونوں کو شیڈ میں بند کر کے سخت پہرہ لگا دو۔

عرفان اور ایڈنا کو شیڈ میں لے گئے اور دونوں کو اندر بند کر کے شیڈ کا دروازہ جو ٹین کا تھا باہر سے بند کر دیا اور پھر اس شیڈ کے گرد دس مسلح آدمی پہرہ دینے لگے۔

عرفان شیڈ کے اندر ایک جگہ لیٹ گیا۔ اس کی پیشانی سے خون

بہہ رہا تھا۔ ایڈنا نے اپنی جیب سے رومال نکالا اور عرفان کی پیشانی پونچھتے ہوئے کہا

اب کیا ہوگا ؟

عرفان نے اس کی ڈھارس بندھائی۔

فکر نہ کرو۔ میرا دل کہتا ہے۔ ہم پوری رات اس شیڈ کے اندر نہ گزاریں گے

اس کے ساتھ ہی وہ شیڈ کا جائزہ لینے لگا۔ جس کے اندر طرح طرح کا سامان رکھا تھا۔ لوہے کے ڈرم اور لکڑی کی پیٹیوں کے ڈھیر تھے۔ کچھ پرانے ٹائر ٹیوب اور ٹوچین تھے۔ ایک جگہ عرفان کی نظریں جم کر رہ گئیں وہ ایک رسہ تھا جسے دیکھ کر عرفان کے لبوں پر مسکراہٹ کھیل گئی تھی

وہاں سے ہٹ کر عرفان کی نگاہیں جس چیز پر جم گئیں وہ پانی کا نل تھا جس پر ٹیپ تھی اور اس کے نیچے بڑی سی پانی کی ایک حوضی تھی۔ عرفان کچھ سوچنے والا تھا کہ اسے اپنے بازو پر شاک ہوا اس نے رابطہ لیا اور لیٹے ہی لیٹے اپنے دونوں بندھے ہوئے ہاتھ سر کے قریب لاتے ہوئے سرگوشی کی

عرفان !

دوسری طرف سے انجیلو کی آواز سنائی دی

کہاں ہو ؟

گرفتار کر لیا گیا ہوں اور ایک شیڈ میں بند ہوں

انجیلو کی فکر مندی سی آواز سنائی دی

مگر کیسے ؟

ہمارا موٹر سائیکل خراب ہو گیا تھا سر۔ اس لئے وہ ہم دونوں کو گرفتار کرنے

www.Urdufanz.com

میں کامیاب ہو گئے۔ آپ فکر نہ کریں سر! میں نے یہاں سے نکل جانے کا بندوبست
کر لیا ہے۔ آپ صرف ایک کام کریں

کہو؟
ایک لانچ سمندر کے اس حصے میں پہنچا دیں جہاں چار کاروں نے ہمارا راستہ
بلاک کیا تھا۔ میں ایڈنا کو لیکر وہاں پہنچ جاؤں گا۔
عمران کو میں نے ایک ضروری کام پر روانہ کر دیا ہے۔ صفدر اور کرنل جیری
لانچ لیکر آجائیں گے۔
انہیں ابھی روانہ کر دیں سر! اگر مجھے دیر ہو جائے تو انہیں کہیں سمندر کے
اس حصے میں میرا انتظار کریں۔
ضرور انتظار کریں گے
ایکسٹو نے اس بار مدھم سرگوشی کی
ایڈنا کہاں ہے؟
عرفان نے بھی منمناہٹ میں کہا
یہیں ہے سر!
اسے ذرا ادھر ادھر کر دو اور میری ایک اہم بات سنو!
عرفان نے ایڈنا کی طرف دیکھا پھر بڑے پیار سے اسے پکارا

ایڈی!
ایڈنا اس کے اور قریب کھسک آئی
کون ہے؟
ایکسٹو ہے۔ تم میرا ایک کام کرو
کیا؟

عرفان نے پانی کی ٹونٹی کی طرف اشارہ کیا
وہ سامنے پانی کی ٹونٹی ہے۔ اس میں دیکھو پانی آرہا ہے۔ اور یہ بھی دیکھنا
اس کے نیچے جو ٹنکی ہے کیا وہ پانی سے بھری ہے یا خالی ہے۔ ایڈنا جب
اٹھ کر ادھر گئی تو عرفان نے پھر ایکسٹو سے سرگوشی کی
کہئے سر!
لانچ سے جب تم بندرگاہ کے علاقے میں آؤ تو وہاں جیری اور جوزف سے
علیحدہ ہو کر ریڈ ٹائیگر کا روپ دھار لینا اور اپنے آفس کی حفاظت کرنا۔
میں بھی وہیں ہوں گا۔ تمہاری، جولیا اور ایڈنا کی رہائی کے بعد وہ ضرور
تمہارے آفس پر چھاپہ ماریں گے
ایسا ہی ہو گا سر!
میں تمہارا بیگ بھی لانچ میں بھیج رہا ہوں۔ اسے تالا لگا ہوا ہے اور چابی
یقیناً تمہارے پاس ہو گی
میرے پاس چابی ہے سر! میرے اور ایڈنا کے کپڑوں کا ایک ایک فالتو جوڑا
بھی بھجوا دیں سر!
پہنچ جائیگا۔ اب تم اپنی کاروائی میں لگ جاؤ۔ اگر کہو تو میں تمہاری مدد کو
آؤں۔
نہیں سر! میں بہت جلد بندرگاہ پہنچ جاؤں گا۔ ایکسٹو نے رابطہ ختم کر دیا
اتنی دیر میں ایڈنا لوٹ آئی اور عرفان سے کہا
ٹنکی پانی سے بھری ہوئی ہے اور نل میں پانی بھی آرہا ہے
عرفان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیل گئی اور اس نے ایڈنا سے سرگوشی کی
قدرت پوری طرح ہمارا ساتھ دے رہی ہے۔ اس نے یہاں بھی ہم دونوں کی

رہائی کا سامان پیدا کر دیا ہے
ایڈنا عرفان کے قریب بیٹھ گئی اور خوش ہوتے ہوئے پوچھا
وہ کیسے ؟
ابھی تمہیں پتہ چل جائے گا
کیا تم پانی پیو گے ؟
ہاں
یہاں کوئی برتن نہیں کہو تو میں اپنے چلو میں پانی لے آؤں
عرفان کھڑا ہو گیا
میں وہیں چل کر پیوں گا

عرفان نل کے پاس آیا۔ ایڈنا نے ٹونٹی کھولی اور عرفان نے اسے منہ لگا کر پانی پیا۔ پھر وہ پانی کی حوضی کے پاس ہی بیٹھ گیا اور ایڈنا بھی اس کے کندھے سے اپنا کندھا لا کر بیٹھ گئی۔ باہر شیڈ کے ارد گرد دس مسلح آدمی پہرہ دے رہے تھے۔ اور ان دونوں پر ان کی کڑی نگاہ تھی
عرفان تھوڑی دیر تک شیڈ کے باہر پہرہ دینے والوں کو گھورتا رہا۔ پھر اس نے اپنے پہلو میں بیٹھی ہوئی ایڈنا سے کہا
ایڈی! پانی کی حوضی کی اوٹ میں میری پیٹھ سے اپنی پیٹھ ملا کر بیٹھ جاؤ
ایڈنا فوراً حرکت میں آ گئی اور عرفان کی پیٹھ سے پیٹھ ملا کر بیٹھ گئی۔
عرفان پھر بولا
اپنے دونوں ہاتھ اپنی پشت پر لاؤ ایڈی! اور میرے بندھے ہوئے ہاتھ کھول دو۔ اپنی آنکھیں بند کر لو تاکہ یہ ظاہر ہو کہ تم سو رہی ہو۔ ایڈنا

نے آنکھیں بند کر لیں۔ عرفان نے خود بھی آنکھیں بند کر لی تھیں۔
تھوڑی دیر کی کوشش کے بعد ایڈنا عرفان کے ہاتھ کھول چکی تھی لیکن عرفان اپنے ہاتھ اپنی پشت پر ہی رکھے ہوئے تھا۔ اس بار وہ بڑے ہمدرد لہجے میں ایڈنا سے مخاطب ہوا۔
ایڈی! مجھے افسوس ہے کہ میرے ساتھ تم بھی گرفتار ہو گئی ہو۔ شاید وہ ایڈنا سے ادھر ادھر کی باتیں کر کے پہرہ دینے والوں پر یہ ظاہر کر رہا تھا کہ دونوں آپس کی باتوں میں لگ گئے ہیں
ایڈنا نے بڑے غمزدہ لہجے میں کہا
میں سمجھتی ہوں۔ جب تک تم میرے ساتھ ہو مجھے فکر کی کوئی ضرورت نہیں
عرفان نے سرگوشی کی
تمہارے پاس آکسیجن پرووائڈر ہے ؟
ہے
اسے اپنی ناک پر چڑھا لو۔ میں اپنا عمل شروع کرنے لگا ہوں۔
کیسا عمل ؟
تمہاری اور اپنی رہائی کا عمل ؟
ایڈنا نے آکسیجن پرووائڈر اپنے چہرے پر چڑھا لیا تھا۔ جب عرفان اپنے چہرے پر اپنا آکسیجن پرووائڈر چڑھا رہا تھا تو باہر پہرہ دینے والوں میں سے ایک نے اپنے ساتھیوں سے کہا
دیکھو! اس بدمعاش کے ہاتھ کیسے کھل گئے۔ جبکہ اس کے ہاتھ ہم نے بڑی مضبوطی سے اس کی پشت پر باندھے تھے۔ قبل اس کے وہ آپس میں کوئی فیصلہ کرتے عرفان تیزی سے اٹھا اپنی جیب سے

www.Urdufanz.com

ہرے رنگ کے چار پلاسٹک کے گولے نکالے اور انہیں باری باری
فرش پر دے مارا۔ پھر وہ ایک طرف بھاگا اور لکڑی کے کریٹوں
کے پاس پڑا ہوا ایک رسہ اٹھا کر حوض کے پاس آ گیا۔ اتنی دیر میں پہرہ
دینے والے سب دروازے کے پاس آ کر جمع ہو گئے تھے۔ شاید وہ
دروازہ کھول کر عرفان کو پکڑنا چاہتے تھے۔

پلاسٹک کے گولے پھٹنے سے شیڈ کے اندر بھورے
رنگ کی گیس بھر گئی تھی۔

عرفان اب بڑی تیزی سے عمل کر رہا تھا۔ جلدی جلدی ایڈنا کو اٹھا کر
پانی کی حوض میں ڈال دیا اور پھر اپنی جیب سے اس نے لائٹر نکالا اور
ایڈنا کے ساتھ پانی کی حوض میں بیٹھ گیا ساتھ ہی اس نے ایڈنا کو وارننگ
دی پانی میں غوطہ لگا جاؤ۔

عرفان بھی پانی میں غوطہ لگا گیا اس نے صرف اپنا لائٹر والا ہاتھ
باہر رکھا تھا اور پھر جب اس نے لائٹر جلا کر فوراً اپنا ہاتھ پانی میں کر لیا تو
کمرے میں بھری ہوئی گیس آگ پکڑ گئی۔ ایک زوردار دھماکہ ہوا اور
شیڈ کے پرخچے اڑ گئے۔ پہرہ دینے والے سب ہلاک ہو گئے۔

عرفان پانی کی حوض سے باہر نکلا اور ایڈنا کو بھی باہر نکال
لیا۔ ایک ہاتھ میں رسہ اور دوسرے ہاتھ میں ایڈنا کا بازو پکڑ کر
وہ اس سمت بھاگ کھڑا ہوا جس طرف وہ تہہ خانہ تھا جہاں سے
چاروں کاریں اندر داخل ہوئی تھیں

اس جگہ آ کر عرفان رک گیا۔ جہاں اس کے اندازے
کے مطابق چار دیواری کے اندر اس سرنگ نما راستے کا دروازہ تھا۔

وہ کارڈ بنا کی قطاروں کا ایک لمبا سلسلہ تھا۔ عرفان نے ایڈنا کا ہاتھ
چھوڑ دیا اور کارڈ بنا کے اندر زمین میں گڑھا کھودنے لگا۔ ایڈنا
نے پریشانی سے پوچھا

کیا کرنے لگے ہو؟

عرفان بدستور اپنے ہاتھوں سے گڑھا کھودتا رہا

ابھی بتاتا ہوں

پھر اس نے اپنے پاؤں کی ایڑی کے اندر سے ایک وائرلیس
ریسیور نکال کر اس پر کوئی فریکونسی سیٹ کی۔ وائرلیس ریسیور کو اس گڑھے
میں رکھ کر اوپر مٹی ڈال دی اور دوبارہ ایڈنا کا بازو پکڑ وہ آگے بھاگنے لگا

اب وہ اس چار دیواری کے پاس آ گئے تھے جس کے
اوپر شیشے کے ٹکڑے لگے ہوئے تھے۔ عرفان نے پہلے جلدی جلدی
ایک اسی درخت کے ساتھ رسہ باندھا جو دیوار سے پندرہ فٹ کے
فاصلے پر تھا اور اس رسے کا دوسرا سرا اس نے اچھال کر دیوار
سے اس طرف پھینک دیا۔

عرفان اور ایڈنا دونوں کے کپڑے بھیگے ہوئے تھے اور
ان میں سے ابھی تک پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ عرفان نے
پہلے اپنا جیکٹ اتارا اور اسے ایڈنا کو تھماتے ہوئے کہا

یہ میرا جیکٹ سنبھالو۔ میرے کندھوں پر کھڑے ہو کر جیکٹ دیوار
کے شیشوں کے ٹکڑوں پر رکھو اور پھر دیوار پر چڑھ کر اس جیکٹ
پر بیٹھ جانا۔

عرفان دیوار کے ساتھ آ کر بیٹھ گیا۔ ایڈنا اس کے کندھوں پر کھڑی

www.Urdufanz.com

ہو گئی۔ عرفان اٹھا اور دیوار کے ساتھ آ کر لگ گیا۔ ایڈنا نے چیسٹر اچھال کر دیوار کے شیشوں پر رکھ دیا لیکن جب اس نے خود اوپر چڑھنے کی کوشش کی تو ناکام رہی۔ کیونکہ دیوار اس کے ہاتھوں کی پہنچ سے ابھی کافی دور تھی۔

عرفان نے اپنے کندھے پر اس کے پاؤں درست کرتے ہوئے پوچھا

کیا ہوا

ایڈنا نے بڑی مایوسی سے کہا

اوپر نہیں چڑھا جا رہا

کیوں؟

ابھی دیوار بہت اونچی ہے

اچھا ٹھہرو۔ میں تمہیں اپنے دونوں ہاتھ پر اوپر اٹھاتا ہوں۔ پھر چڑھنے کی کوشش کرنا۔ عرفان نے اپنے دونوں ہاتھ ایڈنا کے پاؤں تلے جمائے اور پھر اسے اپنے دونوں ہاتھوں پر اوپر اٹھایا

لو اب کوشش کرو۔

ایڈنا نے تین بار اچھل پھاند کر اوپر چڑھنا چاہا۔ پر ناکام رہی۔ دیوار کا اوپر والا سرا ابھی تک اس کے ہاتھوں کی دسترس سے کافی دور تھا

عرفان نے سر اوپر اٹھاتے ہوئے پوچھا

اب کیا تکلیف ہے؟

ایڈنا نے منہ بسورتے ہوئے کہا

دیوار کا سرا ابھی تک دور ہے

تو روتی کیوں ہو۔ میں ایک اور چکر چلا کر تمہیں اوپر اچھالتا ہوں۔ تم سنبھل کر دیوار کو ہاتھ ڈال کر اوپر چڑھ جانا۔ اس جگہ اپنا ہاتھ ڈالنا۔ جہاں تم نے چیسٹر رکھا ہوا ہے۔ ورنہ زخمی ہو جاؤ گی۔

عرفان نے باری باری اپنے بوٹوں کی ایڑھیاں دیوار پر مار کر اپنے بوٹوں کے سپرنگ نکالے اور ان پر آہستہ آہستہ اچھلنا شروع کر دیا۔ اب ایڈنا لمحہ بہ لمحہ اوپر ہوتی جا رہی تھی۔ اور ایک موقع پر لپک کر اس نے ہاتھ بڑھایا دیوار کے اوپر چڑھی اور چیسٹر پر بیٹھ گئی۔

عرفان نے سپرنگ اندر کرتے ہوئے ایڈنا سے کہا

اب رسہ پکڑ کر احتیاط سے اس طرف اتر جاؤ اور رسہ کسی قریبی درخت سے باندھنے کے بعد مجھے بتاؤ۔ تاکہ میں بھی رسے کی مدد سے دیوار پار کر سکوں۔

ایڈنا نے رسہ سنبھالا اور آہستہ آہستہ نیچے اتر گئی۔ دوسری طرف ایک قریبی درخت سے اس نے رسہ باندھ دیا اور پھر دیوار کے قریب آ کر عرفان سے کہا

آ جاؤ عرفان! رسہ میں نے باندھ دیا ہے۔

عرفان نے اندرونی درخت سے رسہ کھولا اور اس کی مدد سے وہ دیوار کے اوپر جا پہنچا۔ شیشوں پر پاؤں کے بل کھڑے ہو کر اس نے وہاں پڑا ہوا اپنا بستہ [illegible] اور پھر سپرنگ لگا کر وہ نیچے اتر گیا۔

رسہ اس نے اوپر کھینچ کر اسی درخت کے اوپر پھینک دیا جس کے ساتھ اس کا دوسرا سرا بندھا ہوا تھا۔ چار دیواری کے اندر ابھی تک آگ کے شعلے بلند ہو رہے تھے۔

لوگوں کے شور کرنے اور ادھر ادھر بھاگنے کی آوازیں بھی سنائی دے رہی تھیں۔ جن میں کبھی کبھی کتوں کے بھونکنے کی آوازیں بھی شامل ہو جاتی تھیں

عرفان نے ایڈنا کا ہاتھ پکڑ لیا اور دونوں سڑک پار کر کے سمندر کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے۔ کنارے پر آ کر دونوں ایک چٹان کے پیچھے آ کر بیٹھ گئے۔ ایڈنا بری طرح ہانپ رہی تھی۔ لیکن عرفان نارمل تھا۔ تھوڑی دیر تک وہ ہانپتی ہوئی ایڈنا کی طرف دیکھتا رہا پھر مسکراتے ہوئے پوچھا

تھک گئی ہو؟

ایڈنا منہ سے کچھ نہ بول سکی۔ بس اثبات میں سر ہلا دیا

عرفان نے اس کی پیٹھ پر دھپ لگائی

کچھ کھایا پیا بھی کرو۔

ایڈنا مسکرائی اور اپنے خوبصورت کٹے ہوئے بال نچوڑتے ہوئے کہا

اب کیا کرنا ہے۔ کیا یہیں بیٹھے رہیں گے۔ تاکہ وہ ہمارا تعاقب کرتے آئیں۔ اور دوبارہ پکڑ کر لے جائیں۔

عرفان منہ سے کچھ نہ بولا۔ تھوڑی دیر تک وہ اندھیرے میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر سمندر کی طرف دیکھتا رہا۔ مگر اسے کچھ دکھائی نہ دیا تھا۔ آخر اس نے منہ میں انگلیاں ڈالیں اور زور کی سیٹی بجائی۔

جواب میں دائیں طرف سمندر کے کنارے سے ویسی ہی سیٹی سنائی دی اور پھر تھوڑی دیر بعد لانچ کا انجن سٹارٹ ہونے کی گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی۔ عرفان اور ایڈنا اٹھے اور اس سمت چلنے لگے جدھر سے انجن سٹارٹ ہونے کی آواز سنائی دی تھی۔

تھوڑی دیر بعد ایک لانچ ان کے پاس آ کر رکی۔ کرنل جیری اور صفدر لانچ میں سوار تھے۔ عرفان ایڈنا کو لیکر جب لانچ میں سوار ہوا تو صفدر دونوں کو دیکھ کر خوشی سے مسکرا رہا تھا۔ جیری نے لمبا سانس لیتے ہوئے کہا

ہم تو آپ دونوں کے متعلق سخت پریشان تھے۔ شکر ہے آپ وہاں سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ اس کے ساتھ اس نے عرفان اور ایڈنا کو ان کے کپڑے تھماتے ہوئے کہا

پہلے ڈریس تبدیل کر لیں۔

اپنے کپڑے لیتے ہوئے عرفان نے ایڈنا سے کہا

ایڈی پہلے تم کیبن میں اتر جاؤ اور لباس تبدیل کر آؤ پھر میں چینج کروں گا۔

ایڈنا کیبن میں اتر گئی اور لانچ بڑی تیزی سے بندرگاہ کی طرف روانہ ہو گئی تھوڑی دیر بعد ایڈنا لباس بدل کر باہر نکلی اور عرفان کیبن کے اندر چلا گیا۔



لانچ بندرگاہ کی طرف بھاگی جا رہی تھی کہ صفدر کی بے [illegible]
بازو پر [illegible] ہوا۔ اس نے جلدی جلدی جیب [illegible] لیا۔ تو سمندری لہروں پر
ہلکورے لیتی اور چنگھاڑتی ہوئی آواز سنائی دی

www.urdufanz.com

ایکسٹو!
صفدر کپکپا اٹھا
میں صفدر ہوں سر!
عرفان اور ایڈنا کو پک اپ کیا ہے؟
یس سر!

بندرگاہ کی طرف بڑھتے جاؤ میں بھی تمہاری طرف آ رہا ہوں۔ ایکسٹو نے سلسلہ منقطع کر دیا۔ صفدر نے جیری کی طرف دیکھتے ہوئے کہا
کرنل! مستعد ہو جاؤ۔ ایکسٹو آ رہا ہے۔
جیری نے پریشانی سے کہا
ایکسٹو آ رہا ہے؟ کیا ہم اسے دیکھ سکیں گے؟
کیوں نہیں دیکھ سکیں گے۔
کیا وہ ہم سے بات بھی کرے گا؟
اگر ضرورت ہوئی تو ضرور کرے گا

یہ میری زندگی کا پہلا موقع ہو گا کہ میں جاسوسی دنیا کے بھیانک ترین انسان کو اپنے سامنے بات کرتے ہوئے دیکھوں گا۔ صفدر نے اس بات کا کوئی جواب نہ دیا اور کیبن کے دروازے پر کھڑی ہوئی ایڈنا سے کہا
ایڈنا! عرفان صاحب سے کہو۔ ایکسٹو آ رہا ہے جلدی جلدی باہر آ جائیں۔
ایڈنا نے کیبن کے دروازے پر دستک دیتے ہوئے کہا
عرفان!
اندر سے عرفان کی آواز سنائی دی
کیا ہے؟

www.Urdufanz.com

ڈریس بدل چکے ہو؟
ہاں
تو پھر جلدی سے باہر آ جاؤ۔ ایکسٹو آ رہا ہے

عرفان بھاگتا ہوا باہر نکلا۔ اور ایڈنا سے پوچھا
کیا واقعی ایکسٹو آ رہا ہے؟
ہاں۔ صفدر کو اس کا میسج ملا ہے

عرفان کچھ کہنے والا تھا۔ مگر رک گیا۔ پھر ایک طرف غور سے دیکھتے ہوئے اس نے صفدر سے کہا۔
لانچ یہیں روک دو صفدر! ایکسٹو آ رہا ہے
کرنل جیری نے ہکلاتے ہوئے پوچھا
کہاں آ رہا ہے عرفان صاحب
عرفان نے سمندر کے اندر دائیں طرف اشارہ کیا۔
ادھر دیکھو وہ کتنی تیزی سے ہمارے نزدیک آتا جا رہا ہے

سب اس طرف دیکھنے لگے۔ انہوں نے دیکھا تھوڑے ہی فاصلہ پر سرخ روشنی میں بڑی تیزی سے انگریزی کے دو حروف جل بجھ رہے تھے -X-2

سب غور سے اس طرف دیکھنے لگے۔ کرنل جیری کی پریشانی اور حیرت کے باعث بری حالت تھی۔ ان کے دیکھتے ہی دیکھتے۔ یوں محسوس ہو جیسے سرخ لائٹ میں X-2 کے جلتے بجھتے حروف سمندر کی فضاؤں میں تیرتے ہوئے بڑی تیزی سے ان کی طرف بڑھ رہے ہوں۔
تھوڑی دیر بعد ان کی لانچ کے پاس ایک چھوٹی لانچ آکر رکی

جس کے اندر ایکسٹو کھڑا تھا۔ اور اس کی پیشانی پر سرخ لائٹ میں X-2 کے حروف جل بجھ رہے تھے۔ ان کی لانچ کے بالکل ساتھ ایکسٹو نے اپنی لانچ لا کھڑی کی۔ پھر وہ حرکت میں آیا۔ نیچے پڑی ہوئی آٹھ پونڈ والی ایک تھرماس اٹھائی۔ چند قدم آگے بڑھا اور تھرماس عرفان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا

عرفان! یہ لو تم اور ایڈینا پی لو!

عرفان نے آگے بڑھ کر تھرماس لے لی۔ ایڈینا کے پاس آکر اس نے جب تھرماس کھولی تو اس میں گرم گرم میٹھا دودھ تھا۔ دونوں نے مل کر دودھ پی لیا۔ صفدر اور کرنل جیری بڑی خاموشی اور پریشانی میں ایکسٹو کی طرف دیکھ رہے تھے۔

عرفان سے تھرماس لیکر اپنی لانچ میں رکھتے ہوئے ایکسٹو پھر عرفان سے مخاطب ہوا۔

کیا بیتی تم پر!

عرفان ایکسٹو کے پاس ہی کھڑا ہو گیا

سر! انہوں نے ہم دونوں کو ایک شیڈ میں بند کر دیا تھا جس میں پانی کی ایک حوض بھی تھی۔ میں نے کمرے میں گیس بھر دی اور ایڈینا کے ساتھ اپنے آپ کو پانی کی حوض میں محفوظ کر کے شیڈ کو آگ لگا دی اور بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گیا

ایکسٹو نے تعریفی لہجے میں کہا

تم نے بہت اچھا کیا ہے۔

میں نے ایک اور کام بھی کیا ہے سر!

وہ کیا؟

ان کے پاس ایک خفیہ راستہ ہے جو ان کی کاروں کے میکنزم پر کھلتا اور بند ہوتا ہے۔ اور جب کسی کار نے باہر نکلنا ہو یا اندر جانا ہو تو اس میں کوئی میکنزم آن کیا جاتا ہے جس کے باعث کاروں کے اندر عجیب طرح کی صوتی لہریں اٹھتی ہیں۔ عمارت کے اندرونی جانب جس جگہ وہ پر اسرار دروازہ کھلتا ہے وہاں گارڈینا کے اندر زمین میں ایک ساؤنڈ ریسیور دبا آیا ہوں۔ جس پر میں نے اپنے اس وائرلیس سیٹ کی فریکوئنسی سیٹ کی ہے جو ہماری عمارت میں ہے اور جو سب کے استعمال میں آتا ہے۔ جس وقت بھی وہ خفیہ دروازہ کھلا اور ان میں سے کوئی فیکٹری سے باہر نکلا وہ ساؤنڈ ریسیور ہمیں وائرلیس سیٹ پر گاڑیوں کی صوتی لہریں پہنچا کر مطلع کر دیا کریگا۔

ایکسٹو اور نرم ہو کر بولا

یہ تم نے اور اچھا کیا۔ ایکسٹو اس بار جیری سے مخاطب ہوا

کرنل جیری!

جیری نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا

یس سر!

وہ وائرلیس سیٹ جس کی فریکوئنسی عرفان نے اس وائرلیس ریسیور پر سیٹ کی ہے اسے جولیا اور ایڈینا کے کمرے میں رکھوا دو وہ دونوں باری باری اس پر نگرانی رکھیں گی اور جو نہی ان میں صوتی لہریں ریسیو کی جائیں ان کی اطلاع فوراً عمران یا عرفان میں سے کسی کو بھی دی جائے گی۔

رائٹ سر!

www.Urdufanz.com

ایکسٹو پھر بولا۔

صفدر! لانچ بندرگاہ لے جاؤ۔ اور سب مل کر اپنی عمارت کی نگرانی کرو وہ آج رات کسی وقت بھی تم پر حملہ کر سکتے ہیں۔ وہ تم سب سے عرفان، جولیا اور ایڈنا کے فرار کا ضرور انتقام لیں گے۔ فکر کی ضرورت نہیں ہے میں اور ریڈ ٹائیگر بھی تمہاری حفاظت کے لئے بندرگاہ کے علاقے میں موجود ہوں گے۔

عرفان! تم میری لانچ میں آ جاؤ۔ عمران کی طرح میں تمہیں بھی ایک اہم کام پر بھیج رہا ہوں

عرفان چپ چاپ ایکسٹو کی لانچ میں چلا گیا۔ کرنل جیری، صفدر اور ایڈنا عجیب سی وحشت کے ساتھ ایکسٹو کی طرف دیکھ رہے تھے۔ جو سرخ جبّہ اور چہرے پر سیاہ نقاب ڈالے ہوئے تھا۔

صفدر جب کشتی سٹارٹ کر کے لانچ کو حرکت میں لانے لگا ایکسٹو کی چنگھاڑتی ہوئی آواز سنائی دی۔

کرنل جیری! عرفان کو اس کا بیگ دیا ہے؟

صفدر نے لانچ کا انجن بند کر دیا اور پریشانی سے جیری کی طرف دیکھنے لگا جو پشیمانی میں ڈوبا ہوا تھا اور مسکین بنتے ہوئے کہا۔

یاد نہیں رہا سر! غلطی ہوئی

ایکسٹو غصے میں خونی بھیڑیے کی طرح غرایا

تو کب دوگے جب تم بندرگاہ پہنچ چکو گے۔ کرنل جیری یہ مہم موت کا ایک کھیل ہے۔ اور ایسے موقعوں پر سستی میں ہرگز برداشت نہیں کیا کرتا۔ تم ایکسٹو کی سیکرٹ سروس میں کام کر رہے ہو اور اس کے لئے تمہیں ہر وقت

اپنے ذہن کو بیدار رکھنا ہوگا۔ بصورت دیگر تم خود اپنے آپ کو موت کے منجدھار میں گرا دوگے۔

کرنل جیری نے منت کے انداز میں کہا

آئندہ ایسا کوئی موقعہ نہ دونگا۔ ساتھ ہی اس نے عرفان کا بیگ نکال کر عرفان کو تھما دیا

ایکسٹو نے بری طرح جھڑک دیا

جاؤ چلے جاؤ

صفدر نے جلدی جلدی لانچ سٹارٹ کی اور اسے آگے بڑھا دیا۔ ایکسٹو ابھی تک وہیں کھڑا تھا۔ تھوڑی دیر تک وہ ان کی لانچ کو جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔ جب وہ نگاہوں سے اوجھل ہو گئی تو ایکسٹو عرفان سے مخاطب ہوا

عرفان! ریڈ ٹائیگر کا روپ دھار لو

عرفان نے اپنا بیگ کھولا۔ ایکسٹو کی طرح اس نے بھی سرخ گاؤن پہنا۔ گھٹنوں تک جوتے کے سرخ ایکنٹ چڑھا لئے اور چہرے پر ایکسٹو جیسا سیاہ نقاب اوڑھ لیا۔ ایکسٹو عرفان کو غور سے دیکھتے ہوئے بولا

پیشانی پر اپنی نیم پلیٹ بھی لگاؤ

عرفان پھر اپنے بیگ کی طرف لپکا۔ سیاہ رنگ کی ایک کوئی پلیٹ جس پر موٹے حروف میں R-T (ریڈ ٹائیگر) لکھا تھا اس نے اپنی پیشانی پر فٹ کر لی

ایکسٹو نے لانچ سٹارٹ کی اور اسے بندرگاہ کی طرف ڈال دیا۔ ریڈ ٹائیگر ایکسٹو کے قریب ہی لانچ کی ریلنگ کو پکڑ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

www.Urdufanz.com



رات بارہ بجے جبکہ شہر کی سڑکیں ویران ہو گئی تھیں۔ بندرگاہ خاموش تھی دور سمندر کے اندر کہیں کہیں اور کبھی کبھی کسی لانچ کے انجن کی گڑگڑاہٹ سنائی دے جاتی تھی۔ ساحلی ہوائیں اور زیادہ نم آلود ہو گئی تھیں اور شبنم آہستہ آہستہ گرتے ہوئے فضا کو دھندلا بنا رہی تھی۔ ساحل پر کھڑے جہاز خاموش تھے۔

ایسے پُر اسرار ماحول میں جولیا اور ایڈنا اپنے کمرے میں بیٹھی تھیں کہ ان کے سامنے رکھے ہوئے وائرلیس سیٹ پر پیغام آنے کی نشاندہی ہونے لگی۔ جولیا نے اٹھ کر جب رابطہ قائم کیا تو کسی کے بولنے کی آواز سنائی نہ دی تھی۔ بلکہ کچھ صوتی لہریں ابھرنے ڈوبنے لگی تھیں۔ جولیا نے چونکتے ہوئے ایڈنا سے کہا

یقیناً ان کی ٹیم اس طرف آنے کے لئے نکلی ہے۔

ایڈنا بھی اس کے قریب آ کھڑی ہوئی

جلدی جلدی عمران صاحب کو اطلاع کرو

جولیا نے اپنی واچ ٹرانسمیٹر پر عمران کی فریکوئنسی ملائی۔ وہ اس وقت ایکسٹو کے روپ میں سمندر میں کھڑی لانچ کے اندر بیٹھا تھا اور لانچ کے کیبن کے اندر عرفان ریڈ ٹائیگر کے لباس میں بیٹھا ہوا تھا۔ عمران نے جب کال کیش کیا تو جولیا کی آواز سنائی دی۔

عمران!

عمران نے مزاحیہ انداز میں کہا

ہوں!

وائرلیس سیٹ پر صوتی آوازوں کی لہریں آ رہی ہیں۔ شاید ان کی کوئی ٹیم ہماری طرف آنے کے لئے نکلی ہے

عمران نے بڑی تیزی سے کہا

میں ابھی ایکسٹو کو مطلع کرتا ہوں تم فکر نہ کرو۔ میں ایک اہم مہم پر ہوں اس لئے ان سے نمٹنے کا سارا بندوبست ایکسٹو ہی کرے گا۔ عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا پھر وہ کیبن کے دروازے پر آیا اور ایکسٹو کی آواز میں عرفان سے کہا

باہر آجاؤ عرفان!

عرفان نے باہر آتے ہوئے پوچھا

سر! کیا ہماری مہم کی ابتدا ہو گئی ہے؟

ہاں

ایکسٹو نے لانچ سٹارٹ کی اور اسے ساحل پر لے آیا۔ وہاں طلیا دستا لانچ سروس کے کچھ آدمی اسی انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران اور عرفان جب لانچ سے بندرگاہ پر اتر گئے تو وہاں ایک اور لانچ سے دو جوان نمودار ہوئے اور انہوں نے ایکسٹو کی لانچ کو اپنی حفاظت میں لے لیا

بندرگاہ کی واٹر سٹریٹ میں اس عمارت کے سامنے جس کے اندر عمران اور اس کی ٹیم کے آفس اور رہائش تھی دو جیپیں رکیں اور ان میں سے کچھ

www.Urdufanz.com

آدمی نیچے اتر کر عمارت کی طرف بڑھے۔ دو جن کے پاس اسٹین گن تھیں باہر دروازے پر ہی رک گئے اور چار جنہوں نے اپنے دائیں ہاتھ پر برقی ٹیکے چڑھا رکھے تھے اور بائیں ہاتھ میں ٹیبل ٹینس کے بیٹ کی شکل کی مگر اس سے ذرا بڑی پیتل کے رنگ کی بلٹ پروف پلیٹیں پکڑی ہوئی تھیں اندر داخل ہوئے۔ سامنے ایک میز کے گرد کرنل جیری، جوزف، صفدر اور کیپٹن بورڈن بیٹھے تھے۔ انہیں دیکھتے ہی جوزف نے غرا کر پوچھا

کون ہو تم اور بغیر پوچھے اندر کیوں داخل ہوئے ہو

ان میں سے ایک سخت لہجے میں بولا

تم شاید نئے ہو۔ اپنے ساتھیوں سے کہو جن دو لڑکیوں کو وہ ہم سے چھڑا کر لائے ہیں انہیں واپس کر دیں۔ ان کا اس طرح وہاں سے نکل آنا ہماری بے عزتی ہے

جوزف اور زیادہ سخت لہجہ اختیار کر گیا

وہ یہاں نہیں آئیں

ہم ابھی دیکھ لیتے ہیں

جوزف نے سب سے آگے والے پر فائر کر دیا۔ گولی ٹھیک اس کے دل پر لگی تھی، کیونکہ وہاں سے اس کا لباس پھٹ گیا تھا لیکن وہ یوں کھڑا تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ شاید انہوں نے اپنے جسم پر بلٹ پروف پلیٹیں چڑھا رکھی تھیں

قبل اس کے جوزف کوئی اور قدم اٹھاتا گیٹ پر کھڑے ان کے دونوں مسلح ساتھی اچانک کمرے کے اندر گر گئے اور اس کے ساتھ

ہی ایکسٹو کمرے کے اندر داخل ہوا۔ وہ چاروں چونک کر کبھی اپنے فرش پر گرے ہوئے ساتھیوں اور کبھی نقاب پوش ایکسٹو کو دیکھ رہے تھے۔ ابھی سب تذبذب کی حالت ہی میں تھے کہ کمرے میں ریڈ ٹائیگر بھی داخل ہوا اور ایکسٹو کے قریب ہو کر کھڑا ہو گیا

جوزف نے ایک فائر کیا۔ اب اس نے اس کے سر کا نشانہ لیا تھا لیکن اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی بلٹ پروف پلیٹ کے پیچھے اپنا چہرہ چھپا لیا تھا جس کی وجہ سے جوزف کی گولی پلیٹ پہ لگی اور وہ محفوظ رہا

کمرے میں ایکسٹو کی دھاڑتی ہوئی آواز سنائی دی

جوزف! اب فائر نہ کرنا

جوزف نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور کی بیرل زمین کی طرف جھکالی اور چپ چاپ کھڑا رہا۔ اس کے ساتھ کرنل جیری، صفدر اور کیپٹن بورڈن بھی اپنا سانس روکے کھڑے ایکسٹو اور ریڈ ٹائیگر کی طرف حیرت اور پریشانی سے دیکھ رہے تھے۔ اوپری منزل پر جولیا اور ایڈنا پردے کی اوٹ میں یہ سارا منظر دیکھ رہی تھیں۔

اندر داخل ہونے والے چاروں میں سے ایک ایکسٹو کی طرف غصیلے لہجے میں دیکھتے ہوئے بولا

تم کون ہو؟

ایکسٹو نے ہاتھ کے اشارے سے ریڈ ٹائیگر کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا ساتھ ہی اس کی رونگٹے کھڑے کر دینے والی آواز بھی سنائی دی۔

جواب دو!

www.Urdufanz.com

ریڈ ٹائیگر آگے بڑھا اور بھیڑیے کی طرح غرایا

میں ریڈ ٹائیگر ہوں

ان سب کے چہرے پیلے پڑ گئے۔ پھر ان میں سے ایک نے ہمت کر کے۔ ایکسٹو کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا

اور یہ کون ہے ؟

جواب ریڈ ٹائیگر ہی نے دیا

ایکسٹو!

چاروں ایک ساتھ چونکتے ہوئے بولے

ایکسٹو!

ہاں ایکسٹو!

لیکن اسے ہمارے کچھ ساتھی قتل کر چکے تھے

ایکسٹو نے ایک بھیانک قہقہہ لگایا جس سے کمرے کے در و دیوار تک لرز گئے۔ ساتھ ہی اس کی خونخوار آواز گونجی

نادانو! ایکسٹو کئی بار قتل ہوا لیکن اس کی روح تم جیسے کتوں کا تعاقب کرنے کے لئے پھر لوٹ آتی ہے۔

وہ چاروں ایکسٹو کی طرف بڑھے

تو پھر ہم چاروں کا مقابلہ کرو۔ ہم دیکھتے ہیں تمہاری برداشت کی حد کتنی مضبوط ہے۔

ریڈ ٹائیگر ان کا راستہ روک کر کھڑا ہو گیا

دو میرے اور دو ایکسٹو کے ساتھ۔ پہلے میرے ساتھ پھر ایکسٹو کے ساتھ

انہوں نے شاید یہ فیصلہ منظور کر لیا تھا۔ کیونکہ ان میں سے

دو تو اپنی جگہ پر رک گئے تھے اور دو بھوکے اور زخمی خنزیروں کا سا پوز بناتے ہوئے ریڈ ٹائیگر کی طرف بڑھے۔ دونوں نے اپنے اپنے دائیں ہاتھ میں اپنے برقی مکے حملہ کرنے کے لئے تیار کر لئے تھے۔ ریڈ ٹائیگر اپنی جگہ پر اس خاموش عفریت کی طرح کھڑا تھا جو ازل سے بھوکا ہو اور جسے اپنے شکار کی تلاش ہو۔

ایک ساتھ ان دونوں نے اپنے برقی مکے عرفان کی چھاتی پر مارے۔ ریڈ ٹائیگر کوہستانی لنگور کی طرح فضا میں اچھلا اور پھر ان دونوں کو پھلانگتا ہوا ان کی پشت پر گرا۔ جونہی وہ واپس مڑے ریڈ ٹائیگر اپنی پوری وحشت اور خونخواری کے ساتھ حملہ آور ہو چکا تھا۔ ایک کے منہ پر ریڈ ٹائیگر نے اپنے پاؤں کی مضبوط ٹھوکر ماری اور دوسرے کے چہرے پر اپنے فولادی ہاتھ سے کراٹے کا ایک خطرناک اور بھرپور وار کیا۔ دونوں نے تکلیف کی شدت کے باعث سسکاریاں لیں اور لڑکھڑا گئے۔

ریڈ ٹائیگر نے ان کے برقی مکوں کو یکسر ہی فراموش کر دیا بالکل ان کے نزدیک ایک کی ٹھوڑی کے نیچے گھٹنے کی خطرناک ضرب لگائی اور دوسرے کے سر پر ہتھوڑے کی طرح مکا برسایا۔ دونوں فرش پر گر گئے۔ ریڈ ٹائیگر نے دونوں پر اس تیزی سے اپنے پاؤں کی ٹھوکریں ماریں جس تیزی سے آٹومیٹک گن کے دہانے سے گولی نکلتی ہے ان دونوں کو اس نے بے ہوش کر کے رکھ دیا تھا۔

ریڈ ٹائیگر پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ اب ایکسٹو دوسرے دو کی طرف بڑھا تھا۔ انہوں نے جب ایک ساتھ ایکسٹو پر اپنے برقی مکے

www.Urdufanz.com

برسانا چاہیے تو ایکسٹو فوراً زمین پر بیٹھ گیا اور بڑی تیزی کے ساتھ برقی مکوں کے باہر نکلے ہوئے ہیمبر پکڑ لیے۔ انہوں نے دوبارہ حملہ کرنے کے لئے اپنے برقی ہیمبر واپس کھینچنے کی بھرپور کوشش کی۔ لیکن ایکسٹو نے ان کی ہر کوشش کو ناکام بنا دیا۔ پھر ایکسٹو نے اپنے دونوں ہاتھوں کو ایک زوردار جھٹکا دیا اور دونوں کے ہاتھوں سے برقی مکے نوچ کر دور پھینک دیئے۔ ایکسٹو کا دیا ہوا جھٹکا اس قدر شدید تھا کہ وہ دونوں بھی بے بس ہو کر ایکسٹو کے قدموں پر گر گئے۔ ایکسٹو نے اپنا سر اوپر اٹھاتے ہوئے رستخیز قہقہہ لگایا۔ بالکل اس درندے کی طرح جو چاندنی راتوں میں جنگل کے اندر دھاڑتا ہو۔

ایکسٹو بڑی تیزی سے حرکت میں آیا۔ ان میں سے ایک کو اپنے دونوں ہاتھوں پر اس طرح اٹھا لیا جیسے بچہ اپنے کھلونے کو اٹھاتا ہے۔ اور پھر اسے بڑے زور کے ساتھ اس کے دوسرے ساتھی پر پٹخ دیا۔ دونوں بری طرح کراہے تھے۔ اس کے بعد ایکسٹو نے ان کے چہرے پر اپنے بوٹوں کی صرف ایک ایک ٹھوکر لگائی تھی اور وہ دونوں بے سدھ ہو گئے تھے۔

کمرے کے اندر چند لمحوں کی خاموشی طاری ہو گئی پھر ایکسٹو کی آواز گونجی

کرنل جبری!

کرنل جبری اٹھا۔ بھاگتا ہوا ایکسٹو کے قریب آ کر رکا اور قدرے جھکتے ہوئے بولا

یس سر!

اپنے دونوں سائنسدانوں کو یہاں بلا لاؤ۔

کرنل جبری منہ سے کچھ نہ بولا۔ اور بھاگتا ہوا باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ لوٹا تو اس کے ساتھ اس کے ملک کے دونوں سائنسدان تھے۔ ایکسٹو نے اس بار انہیں مخاطب کیا

مسٹر ڈریک اور مسٹر ہارن! دہشت پسند تنظیم کے چار رکن فرش پر بیہوش پڑے ہیں۔ ان چاروں کے ذہن کی یادداشت کے خلیے نکال کر چار بندروں کے دماغ میں لگا دو۔ تاکہ ان کے اڈے تک پہنچنے کے لئے یہ ہماری مدد کر سکیں۔ تم دونوں یہ کام کتنی دیر تک کر سکتے ہو۔

ڈریک نے جواب دیا

آج رات ہی ہو جائے گا سر! بشرطیکہ بندر ابھی مل جائیں

ایکسٹو نے جبری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

کل دن کے پہلے حصے میں جبری تمہارے لئے چار بندر مہیا کر دیگا۔ تاکہ کل رات کی تاریکی میں تم اپنے کام کو انجام دے لو۔ اس کے بعد بندروں سے کام لینا میری ذمہ داری ہوگی۔ ایکسٹو نے جبری کی طرف اشارہ کیا

کیوں کرنل۔ کل تک بندر پہنچ جائیں گے؟

کرنل نے چھاتی تان کر جواب دیا

سارا انتظام آپ کی خواہش اور پروگرام کے مطابق ہوگا

ایکسٹو پھر بولا

ان چاروں میں سے ایک کو میز پر لٹا دو میں اس سے کچھ الفاظ بلواؤں گا۔ جبری نے ان میں سے ایک کو میز پر لٹا دیا۔ ایکسٹو نے اسکے گردن کی رگ میں انجکشن دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس سے سوال کیا

www.Urdufanz.com

ان سرخ ذروں کا راز کیا ہے۔ جن سے تم اپنے دشمنوں پر حملہ کرنے کے لئے
علاوہ ان سے قیمتی معلومات فراہم کرتے ہو

اس نے رک رک کر جواب دیا

یہ سرخ ذرات انسان ہیں۔ چیف اپنے جن کارکنوں کو کوئی اہم انفارمیشن
حاصل کرنے کو بھیجنا ہوتا ہے۔ پہلے انہیں اچھی طرح ٹرینڈ کیا جاتا ہے۔
پھر انہیں ایک مخصوص کمرے میں لیجا کر ان پر ایٹمی اور کیمیکل شعاعیں ایک
خاص تناسب کے ساتھ پھینکی جاتی ہیں جن سے انسانی جسم کم ہو کر ذروں
کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ پھر یہ ذرے اپنی منزل کی طرف روانہ ہو جاتے
ہیں اور دشمن کی ٹاپ سیکرٹ فائلوں میں گھس کر ہر اہم خبر حاصل کر لیتے
ہیں اور دوبارہ اسی کمرے میں آتے ہیں۔ وہاں ان پر دوبارہ ویسی ہی
لائٹ پھینکی جاتی ہے جس کے باعث ان کے اصلی جسم لوٹ آتے ہیں اور
وہ چیف کو رپورٹ دیتے ہیں۔

چیف کہاں رہتا ہے

ہوٹل کاسینو کے تہ خانے میں

ایکسٹو پھر کرنل جیری سے مخاطب ہوا

جیری! تھوڑی دیر تک عمران اور عرفان اپنی مہم سے لوٹ آئیں گے انہیں
کہنا کہ جن دو آدمیوں کی لاشیں عمارت سے باہر پڑی ہیں ان میں سے
ایک کی لاش اٹھا کر جیری کی اس فیکٹری کے اندر پھینک دینا جہاں جولی
اور ریڈنا کو اغوا کر کے لیجایا گیا تھا۔ اور اس کے گلے میں ایک چیٹ لکھ کر
باندھ دینا۔ جس میں ان کے بلیک ٹائیگر کو وارننگ دی جائے کہ ہوٹل
کاسینو کی سب سے خوبصورت اٹینڈنٹ لڑکی کو کل دس بجے اغوا کر لیا

جائے گا۔ اگر تم میں ہمت ہے اس کی حفاظت کے انتظام کر لینا۔ اس طرح ان
کے اس بلیک ٹائیگر کو اس کی کچھار سے باہر نکل کر اس سے دو دو ہاتھ کریں گے

کرنل جیری جو ابھی تک بڑی وحشت میں ایکسٹو کی طرف دیکھ رہا تھا
ہکلاتے ہوئے بولا

میں انہیں کہہ دوں گا سر! کیا عمران اور عرفان کسی دور کی مہم پر گئے ہیں اور دیر
سے لوٹیں گے سر؟

وہ آدھ گھنٹے تک یہاں پہنچ جائیں گے

ٹھیک ہے سر!

ان چاروں کو باندھ کر ایک کمرے میں بند کر کے پہرہ لگا دو اور
کل جب تم چاند بندر حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤ تو ان چاروں کو
ڈرک اور ہارن کے اپریشن ہیڈکوارٹر میں پہنچا دینا۔

رائٹ سر

ایکسٹو واپس مڑا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس کے پیچھے
پیچھے ریڈنا بھی باہر نکل گیا۔ دونوں جب اس لانچ میں داخل ہوئے
جس کے ذریعے وہ بندرگاہ پر آئے تھے تو ایکسٹو نے ان دو غیر ملکی جوانوں
کو وہاں سے ہٹا دیا۔ جو لانچ کی حفاظت کر رہے تھے۔ پھر وہ ٹائیگر سے
مخاطب ہوا۔

کیبن میں جا کر اپنا لباس تبدیل کر لو اور اپنا میک اپ [illegible]
[illegible] میں تم ان کو لاتا ہوں۔ ہوٹل کاسینو کے سامنے
[illegible] کرنا ہے۔ تاکہ وہ وہاں سے ان کے بلیک ٹائیگر کے متعلق
معلومات حاصل کرے۔ میں بہت جلد ان کے بلیک ٹائیگر کو تم سے ملا دوں گا

خاتمہ کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ وہ اسے اپنا بہترین دفاع سمجھتے ہیں۔ اس کے
ختم ہونے پر ایک تو ان کے اپنے حوصلے پست ہو جائیں گے دوسرے ان
پر ہمارے گروہ کی برتری بھی چھا جائے گی۔ ایسی صورت میں وہ کھلم کھلا
ہمارے سامنے آتے ہوئے ہچکچائیں گے۔

ایکسٹو جب خاموش ہو گیا تو ریڈ ٹائیگر کیبین کی طرف جاتے
ہوئے کہا

ٹھیک ہے سر!

عرفان نے کیبین میں جا کر اپنا ڈریس تبدیل کیا۔ ریڈ ٹائیگر کا
نقاب اور چغہ اس نے اپنے بیگ میں ڈالا اسے لاک کیا اور بیگ اسے
بائیں ہاتھ میں اٹھائے وہ کیبین سے نکلا۔ ایکسٹو ابھی تک وہیں کھڑا
تھا۔ عرفان جب ساحل پر اتر گیا تو ایکسٹو نے انجن سٹارٹ کیا اور دیکھتے
ہی دیکھتے ایکسٹو کی لانچ سمندر کی گہری تاریکی میں روپوش ہو گئی

ٹھیک بیس منٹ بعد ساحل سمندر پر عرفان کو عمران آتا
دکھائی دیا۔ اس کے پاس اپنا بیگ تھا اور وہ بڑی تیزی سے عرفان
کی طرف آ رہا تھا۔ عرفان بھی تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔ قریب آتے
ہی عمران نے شکوے کے انداز میں کہا

مارے گئے

عرفان نے فکرمندی سے پوچھا

کیا ہوا

تمہارے اس چوہے ایکسٹو نے ناک میں دم کر رکھا ہے۔ پتہ نہیں
کیسی پلاننگ بنا رہا ہے۔ پہلے مجھے بھیجا تھا کہ ہوٹل کا بلیو کی نگرانی کرو اور

اور ابھی ابھی وہاں گیا ہے اور کہتا ہے۔ جاؤ ساحل پر عرفان کھڑا تمہارا
انتظار کر رہا ہے۔ اب ہوٹل پر نگاہ رکھنے کی ضرورت نہیں ان کے بلیک
ٹائیگر کو باہر نکالنے کا ایک اور طریقہ استعمال کیا جائے گا۔ پتہ نہیں کیسا بدہضم
کا ذہن ہے اس کا۔ اور کس بیوقوف نے اسے ایکسٹو بنایا ہے۔

عرفان نے سرگوشی کی

آہستہ بولیں وہ بھی یہیں کہیں ہو گا اور آپ کی گفتگو سن رہا ہو گا

عمران نے بے پروائی سے کہا

ارے سن لے سننا ہے تو۔ ہم کوئی اس کے غلام تھوڑے ہی ہیں۔ ناک میں
دم کر رکھا ہے چوبیس گھنٹے۔

اچھا چلیے۔ آرام کریں چل کر

چلو۔ اور تمہاری اس گرفتاری سے جان کیسے چھوٹی۔ میں نے اسے کہا بھی
کہ پہلے مجھے عرفان کی مدد کو جانے دو۔ لیکن مانا ہی نہیں۔ عرفان نے کوئی جواب
نہ دیا۔ عمران بھی خاموش ہو گیا اور دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے
عمارت میں داخل ہوئے

عمارت کا اندرونی دروازہ بند تھا۔ اور عمران نے دروازے
پر دستک دی۔ تھوڑی دیر بعد اندر سے کسی کی آواز سنائی دی

کون ہے یہ آواز صفدر کی تھی

عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا

تم لوگ اب یہاں ہمارے داخلے پر بھی پابندی لگا رہے ہو

صفدر دروازے کا بولٹ کھولنے لگا۔ اتنے میں جوزف کی آواز
سنائی دی۔

www.Urdufanz.com

کون ہے صفدر!

صفدر نے بھی زور سے جواب دیا

عمران صاحب ہیں

دروازہ کھلنے پر جب وہ دونوں اندر داخل ہوئے تو ان کے سامنے صفدر کھڑا تھا۔ اس کے ہاتھ میں اسٹین گن تھی اور اوپر بالکونی میں جوزف، کرنل جیری، کیپٹن بورڈن، جولیا اور انڈنا کھڑے تھے۔ وہ سب مسلح تھے۔ صفدر نے دروازہ پھر اندر سے بند کر دیا۔ جب وہ دونوں اوپر کی منزل پر آئے تو وہاں کھڑے تمام افراد ان کے گرد جمع ہو گئے۔ جیری نے شکوے کے انداز میں پوچھا

آپ دونوں کہاں رہے سر!

عمران نے اپنا بیگ فرش پر رکھتے ہوئے کہا

ایکسٹو نے ایک انفارمیشن لینے بھیجا تھا۔ وہاں سے لوٹ رہے ہیں

جوزف آگے بڑھا۔ اور دونوں سے ان کے بیگ لیکر ان کے کمروں کی طرف چلا گیا۔ جیری پھر بولا۔

آپ کے بعد تو یہاں اچھا خاصہ دنگل ہو گیا تھا

عمران نے حیرت سے پوچھا

کیسا دنگل

چار برقی مکوں والے آ گئے تھے

پھر؟

اوپر سے ایکسٹو اور ریڈ ٹائیگر بھی پہنچ گئے

عمران نے بڑی بدحواسی میں پوچھا

پھر کیا ہوا؟

دو کو تو ریڈ ٹائیگر نے خوب رگیدا اور دوسرے دو کے ہاتھوں سے ایکسٹو نے ان کے برقی مکے چھین کر خوب رگڑا دیا تھا۔ ایکسٹو آپ کے نام ایک پیغام بھی دے گیا ہے۔

عمران نے اس کی بات کاٹ دی

لاش پہنچائی ہو گی

جی ہاں۔ آپ کو کیسے علم ہوا

تھوڑی دیر پہلے ایکسٹو مجھے ہوٹل کاسینو کے ساحلی حصے ملا تھا اور اس نے مجھے یہ ہدایات جاری کی تھیں۔ کیا تم نے لاش تیار کر رکھی ہے۔

جی ہاں لاش تیار ہے اور اس کے گلے میں چیلنج لکھ کر باندھ دیا گیا ہے۔

عمران نے اس بار صفدر سے کہا

صفدر! تم اور بورڈن لاش اٹھا کر ایک کار کی پچھلی سیٹ پر رکھو۔ میں اور عرفان ابھی اس کام پر روانہ ہوں گے۔ صفدر اور بورڈن جب وہاں سے ہٹ گئے تو جیری نے عرفان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا

عرفان صاحب میں آپ کی خیریت پوچھنا ہی بھول ہی گیا۔ لانچ میں ایکسٹو کی وجہ سے میں آپ سے بات ہی نہ کر سکا تھا

عرفان مسکرانے لگا۔

کرو بات

رنا کہہ رہی تھی انہوں نے آپ کو بہت مارا تھا۔ کہیں چوٹ تو نہیں آئی

عرفان نے کندھے اچکا کر بے پروائی سے کہا

مجھے تو کسی نے نہیں مارا

www.Urdufanz.com

جیری نے شرمندگی میں کہا

ایڈنا ہی کہہ رہی تھی

عمران بھی بیچ میں بولا

تم ان کے چکر کو نہ سمجھو گے جیری! جب مار عرفان کو پڑتی ہے تو اس کی تکلیف ایڈنا کو ہوتی ہے

ایڈنا سرخ ہو گئی تھی۔ جولیا دبی دبی ہنسی ہنسنے لگی تھی۔ جیری نے پھر پوچھا

یہ کیسے ممکن ہے سر!

عمران نے پھر ٹھٹھا کیا

ایشیا میں رہ کر ممکن ناممکن کی بات کرتے ہو۔ جب دو دل آپس میں ملتے ہیں تو ایسا ہی ہوتا ہے۔

ایڈنا نے بھی اپنی صفائی پیش کی

مارا کیوں نہیں تھا۔ میری موجودگی میں انہوں نے عرفان کو حد سے زیادہ مارا تھا۔

عرفان پھر بولنے لگا تھا کہ عمران نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا

آیئے چلیں۔ پھر جا کر آرام بھی کرنا ہے

دونوں باہر آ گئے۔ صفدر اور لارڈن لاش ایک کار کے گرد وہیں کھڑے تھے۔ عمران سٹیرنگ پر بیٹھ گیا۔ پچھلی سیٹ پر عرفان لاش کو سنبھال کر بیٹھ گیا اور کار روانہ ہو گئی

اسی فیکٹری کے پاس عمران نے کار روکی اور عرفان سے

پھینک دو لاش

عرفان لاش لیکر باہر نکلا اور عمران کار ریورس کرنے لگا۔

عرفان نے لاش کی دونوں ٹانگیں پکڑ کر اپنے ارد گرد گول چکر میں بڑی تیزی سے گھما کر لاش کو چار دیواری کے اندر پھینک دیا۔ دوبارہ وہ کار کی اگلی نشست پر عمران کے ساتھ بیٹھ گیا اور کار واپس بھاگنے لگی



ہوٹل کاسینو میں معمول کے مطابق رونق اور چہل پہل تھی۔ رات ساڑھے نو بجے اچانک ہوٹل کی بجلی جاتی رہی۔ ہوٹل کے سارے دروازے بند کر دیئے گئے۔ گاہکوں میں بھگدڑ مچ گئی تھی۔ اس کے ساتھ ہی ہوٹل کے ہال میں سپیکر پر کسی کی آواز گونجی

لیڈیز اینڈ جنٹلمین! یہ الیکٹرک بریک ڈاؤن صرف پانچ منٹ کا ہے۔ آرام سے اپنی نشستوں پر بیٹھے رہیئے۔ ہوٹل کے سارے دروازے بند کر دیئے گئے ہیں۔ تاکہ چوری کا امکان نہ رہے۔ پانچ منٹ کی یہ بریک ڈاؤن ایک ضرورت کے تحت خود پیدا کی گئی ہے۔ آپ بیٹھے پرسکون رہیئے۔

پانچ منٹ کے اس الیکٹرک بریک ڈاؤن میں دہشت پسندوں کے گروہ کا بلیک ٹائیگر ہوٹل میں داخل ہوا تھا۔ شاید اس چیلنج کا مقابلہ کرنے کے لئے جو عمران نے انہیں دیا تھا۔ پانچ منٹ بعد الیکٹرک روشنی واپس آ گئی۔ اور ہوٹل کا ماحول اپنے معمول پر آ گیا۔

www.Urdufanz.com

پونے دس بجے عمران ہوٹل میں داخل ہوا اور رولیٹ کی میز پر جا کر وہ رکا ہی تھا کہ عرفان ہال میں داخل ہوا اور کاؤنٹر پر آ کر کھڑا ہو گیا اور وائٹ ہارس کی ایک بوتل مانگی۔

رولیٹ کے میز پر بیٹھنے سے قبل عمران نے جیب سے سگریٹ کے پیکٹ سے ایک سگریٹ نکال لیتے ہوئے پیکٹ کے اندر سے ہی دھماکہ کرنے والے پلاسٹک کے تین سکے نکالے۔ کاؤنٹر پر کھڑا عرفان بھی دزدیدہ نگاہوں سے عمران کی طرف دیکھ رہا تھا۔ کاؤنٹر مین نے اس کے سامنے شراب کی بوتل رکھ دی تھی۔ عرفان نے جیب سے بٹوہ نکال کر نوٹوں کے ساتھ چار پلاسٹک کے دھواں پیدا کرنے والے سکے بھی نکال لئے تھے۔

عمران حرکت میں آیا تھا۔ سگریٹ نکالتے ہوئے اس نے سکوں کے ونڈا نے اندر دبا دیئے اور ماچس کی تیلی فرش پر پھینکتے ہوئے وہ سکے بھی ہال میں پھینک دیئے۔ اسی وقت عرفان بھی ہال کے اندر سکے پھینک چکا تھا۔

ہال میں زوردار دھماکے ہوئے اور پورا ہال سفید رنگ کے گہرے اور دبیز دھوئیں سے بھر گیا تھا۔ اسی دھوئیں کی آڑ میں ذرا فاصلے پر کھڑی ایک بے حد خوبصورت اٹینڈنٹ لڑکی کو اٹھایا اور عرفان کی طرف اچھال دیا۔ ہال میں شور مچ گیا تھا اور لوگ ادھر ادھر بھاگنے لگے تھے۔

جس وقت عرفان نے لڑکی کو اپنے ہاتھ پر لیا۔ اسی لمحہ دروازے پر جوزف نمودار ہوا۔ عرفان نے لڑکی کو اس کی طرف اچھال دیا۔ جوزف نے لڑکی کو اپنے ہاتھ پر لیا اور اس کے منہ پر بھیگا ہوا ایک رومال رکھ کر

وہ اسے سامنے کھڑی ایک کار کی طرف بھاگا۔ جس کی سٹیرنگ سیٹ پر صفدر بیٹھا تھا۔ جوزف نے جس وقت لڑکی کو پچھلی سیٹ پر پھینکا وہ بے ہوش ہو چکی تھی۔ صفدر نے کار سٹارٹ کی اور اسے کینٹش کی طرف جانے والی سڑک پر ڈال دیا۔

عمران اور عرفان نے فوراً میک اپ کی جھلیاں تبدیل کر لیں اور گیٹ پر کھڑے ہو کر وہ زور زور سے چلانے لگے۔

"وہ دیکھو! لڑکی کو وہ اس کار میں بٹھا کر لے گئے ہیں۔"

تھوڑی ہی دیر بعد ان کے پاس سے دہشت پسندوں کے گروہ کا نقاب پوش بلیک ٹائیگر گزرا۔ اس کے چار اور لڑاکا قسم کے جوان بھی تھے۔ وہ سب ایک کار میں بیٹھے اور صفدر کا تعاقب کرنے لگے۔

عمران اور عرفان بھاگتے ہوئے ایک کار کے نزدیک آ گئے جس کی ڈرائیونگ سیٹ پر کرنل جبری اور پیچھے جوزف بیٹھا تھا۔ عرفان لپک کر پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اور عمران نے جب جبری کے ساتھ بیٹھ کر دروازہ بند کیا تو جبری نے کار سٹارٹ کی اور صفدر کا تعاقب کرنے والے بلیک ٹائیگر کا تعاقب شروع کر دیا۔

ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ تینوں کاریں بڑی تیزی سے ایک دوسرے کے تعاقب میں بھاگتی جا رہی تھیں۔ شہر سے [illegible] کوئی [illegible] کے اندر بھاگتی رہیں۔

ایک خوفناک موڑ مڑنے کے بعد صفدر نے [illegible] کے آر پار کھڑا کر کے سڑک بلاک کر دی۔ لڑکی کو اس نے کار کے اندر ہی رہنے دیا اور خود بڑی تیزی سے پتھروں کی اوٹ میں [illegible]

کے اوپر چڑھنے لگا۔
اس موڑ سے دور ہی عمران نے اپنی پاکٹ کے اندر پہلے سے بھری ہوئی ٹیپ کو آن کیا اور ساتھ ہی اس نے جیری سے کہا۔
کرنل! کار روک دو۔ شاید ایکسٹو کا پیغام آیا ہے۔
جیری نے جب کار روکی تو عمران نے جلدی جلدی واچ ٹرانسمیٹر پر پیغام بھیجنے کا ایکشن مکمل کیا اور اس کے ساتھ ہی کار کے اندر ایکسٹو کی آواز گونجی
عمران!
عمران نے بیتاب سا ہو کر کہا
یس سر!
کار جہاں رکی ہے۔ یہیں کھڑی رہنے دو۔ اور خود نیچے اتر کر دائیں جانب پہاڑی سلسلے میں میرے پاس آؤ۔ عرفان سے کہو۔ وہ سڑک کے بائیں طرف پہاڑی پر چڑھ جائے۔ وہاں ریڈ ٹائیگر اس کا انتظار کر رہا ہے۔
میں ابھی آتا ہوں سر!
باقی ساتھیوں سے کہو۔ کار سڑک کے کنارے کھڑی کر کے تھوڑا سا آگے بڑھیں۔ وہاں ایک خطرناک موڑ ہے۔ یہ لوگ پتھروں کی اوٹ میں اس موڑ کو گھیر کر بیٹھ جائیں۔ صفدر اپنا کام مکمل کر کے پہاڑ کے اوپر جا چکا ہے۔ اب تم دیر نہ کرو اور فوراً حرکت میں آ جاؤ۔
عمران کے اشارہ پر عرفان اتر کر بائیں طرف پہاڑی سلسلے میں غائب ہو گیا۔ عمران خود دائیں طرف چلا گیا۔ جیری نے کار سڑک کے

کنارے کھڑی کی اور پھر وہ، اور جوزف پتھروں کی آڑ لیتے ہوئے اس خطرناک موڑ کی طرف بڑھنے لگے۔
کار سے اترنے کے بعد جب عمران پہاڑی سلسلے میں اپنے ساتھیوں کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا تو اس نے اپنی واچ ٹرانسمیٹر پر ریڈ ٹائیگر کی فریکونسی ملائی۔ جواب میں عرفان کی دھاڑتی ہوئی آواز سنائی دی۔
ریڈ ٹائیگر!
عمران بری طرح غرایا
ایکسٹو!
عرفان کا لہجہ نرم ہو گیا
یس سر!
ریڈ ٹائیگر کے روپ میں آ جاؤ۔ اور اس بلیک ٹائیگر سے مقابلہ کرنے کی تیاری کرو۔ کرنل جیری اور تمہارے دوسرے ساتھیوں کی یہ دلی خواہش ہے کہ ان کے بلیک ٹائیگر کے ساتھ ہمارے ریڈ ٹائیگر کا مقابلہ ہو۔ عمران کو میں نے اس خطرناک موڑ سے آگے ایک محفوظ جگہ پر تعینات کر دیا ہے۔ مگر وہ بھاگنے نہ پائیں۔ تم ریڈ ٹائیگر کے روپ میں آ کر اس خطرناک موڑ کی طرف بڑھو۔ اور حالات کو اپنے قابو میں کرو۔
میں بھی ادھر روانہ ہو رہا ہوں۔
ٹھیک ہے سر!
عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔ اور خود بھی ایکسٹو کا روپ دھارنے لگا۔

www.Urdufanz.com

بلیک ٹائیگر اپنے ساتھیوں کے ساتھ بڑی تیزی سے صفدر کا تعاقب کر رہا تھا کہ اس خطرناک موڑ کو طے کرنے کے بعد انہوں نے اپنی کار روک لی کیونکہ سامنے ہی صفدر کی وہ کار راستہ روکے کھڑی تھی جس کے وہ تعاقب میں لگے ہوئے تھے۔

جلدی جلدی وہ سب اپنی کار سے نکلے اور صفدر کی کار کا جائزہ لینے لگے۔ لڑکی پچھلی سیٹ پر اوندھے منہ پڑی تھی۔ اس بلیک ٹائیگر نے لڑکی کی نبض محسوس کی اور اپنے ساتھیوں سے کہا

یہ زندہ ہے۔ صرف بے ہوش کر دی گئی ہے۔ ایک کار ہمارے تعاقب میں بھی آ رہی ہے۔ شاید وہ اس کے ساتھی ہوں۔ اس لئے اس کے آنے سے قبل ہی پتھروں کی آڑ میں اپنے مورچے بنا لو۔ اس کے چاروں ساتھی سڑک کے دونوں جانب دو دو ہو کر پتھروں کی اوٹ میں ہو گئے وہ خود بھی وہاں سے ہٹا اور دائیں جانب اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ پتھروں کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گیا

دس منٹ جب اسی حالت میں گزر گئے اور پچھلی سمت سے تعاقب کرنے والی کار انہیں دکھائی نہ دی تو بلیک ٹائیگر کے ایک ساتھی نے اس سے پوچھا۔

وہ ہمارا تعاقب کرنے والی کار کہاں گئی سر! وہ ہمارے پیچھے پیچھے تھوڑے ہی فاصلے پر تو تھی

بلیک ٹائیگر نے بڑی سنجیدگی سے سوچتے ہوئے کہا

وہ ضرور ہمارے خلاف کوئی قدم اٹھانے کے لئے ہم سے دور ہی رک گئے ہوں گے

کیا وہ ہمیں موڑ پار کر کے دیکھنا نہ چاہیئے کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔

ہاں — میرا بھی یہی ارادہ ہے۔ پھر اس نے سڑک کے دوسری طرف اپنے دوسرے دو ساتھیوں سے کہا

ہمارے پیچھے سڑک کا جو موڑ ہے وہاں اپنی پوزیشن لے کر بیٹھو۔ اور خود وہ بھی دونوں ساتھیوں کے ساتھ پتھروں کی آڑ میں اس موڑ کے پاس آ گیا۔ اور پتھروں سے سر باہر نکال کر دیکھا پھر اپنے ساتھیوں سے کہا

ان کی کار سڑک کنارے کھڑی ہے اور وہ ضرور ہمیں گھیرنے کی کوشش کر رہے ہوں گے۔

اس کے ایک ساتھی نے کہا

ہمیں واپس چلنا چاہیئے۔ جس لڑکی کے لئے ہم آئے ہیں وہ مل چکی ہے

بلیک ٹائیگر غصے میں غرایا

یہ حماقت ہو گی۔ وہ سڑک پر دوڑتی ہوئی تمہاری کار کو تنکوں کی طرح اڑا دیں گے۔ یہ کوئی عام گروہ نہیں۔ ایکسٹو کی سیکرٹ سروس ہے جو عیاری میں اپنا جواب نہیں رکھتی۔ تم جانتے ہو انہوں نے کیسی صفائی کے ساتھ اپنی دونوں اغوا شدہ لڑکیاں ہم سے چھڑا لی تھیں۔ پھر ایسے خطرناک گروہ سے تم کس طرح بھلائی کی امید کر سکتے ہو۔

دوسرے ساتھی نے ہکلاتے ہوئے پوچھا

پھر ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟

بلیک ٹائیگر نے اپنی جیب سے چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکالتے ہوئے کہا

میں چیف کو صورت حال سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ وہ ہماری امداد کے ضروری انتظامات کرے۔ بلیک ٹائیگر اس ٹرانسمیٹر پر اپنے چیف کی فریکوئنسی

www.Urdufanz.com

ملانے ہی لگا تھا کہ قریب ہی ایک پتھر کے پیچھے سے کھولتی ہوئی ایک آواز
سنائی دی

چیف کو انفارم کرنے کی ضرورت نہیں۔ تم پوری طرح میری کیوریج میں ہو

بلیک ٹائیگر بھی غصے میں دھاڑا

کون ہو تم؟

پھر ویسی ہی دہشتناک آواز سنائی دی

میں ___ ریڈ ٹائیگر ہوں

بلیک ٹائیگر بھی غرایا

تم مجھے روک نہیں سکتے۔ میں ضرور اپنے چیف کو اطلاع کروں گا۔ اسی لمحے سنسناتی
ہوئی ایک گولی آئی۔ جو ٹرانسمیٹر پر لگی اور بلیک ٹائیگر کے ہاتھ سے ٹرانسمیٹر
چھوٹ کر پتھروں پر لڑھکتا ہوا نیچے گر گیا

کیا تمہیں یقین نہیں کہ تم سب میرے ہاتھوں کی پہنچ میں ہو

بلیک ٹائیگر فوراً نیچے جھک گیا اور اپنے آپ کو پوری طرح پتھر کے پیچھے
کور کرنے کے بعد اس نے یکے بعد دیگرے کئی گولیاں اس پتھر پر داغ دیں
جس کے پیچھے سے ریڈ ٹائیگر کی آواز سنائی دی تھی۔ ساتھ ہی اس نے
چلا کر کہا

تم بھی پوری طرح ہماری گولیوں کی زد میں ہو۔ اگر ہم بچ نہ سکیں گے تو زندہ
تم بھی نہ رہو گے

لیکن دوسرے ہی لمحے وہ دنگ رہ گئے اب ان کے دائیں جانب
ایک پتھر کے پیچھے سے ریڈ ٹائیگر دھاڑ رہا تھا

نادان ہو! اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہینڈز اپ کر کے سڑک پر جا کر

کھڑے ہو جاؤ۔

بلیک ٹائیگر سانپ کی طرح پھنکارا

یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔

لیکن اگلا لمحہ ان کے لئے قیامت کا لمحہ ثابت ہوا۔ ان کے سامنے
سڑک کے اس طرف سے لگاتار کئی گولیاں ان کے سروں کے اوپر سے
گزرتی ہوئی اس پتھر پر آ کر لگی تھیں جس کی اوٹ میں وہ بیٹھے ہوئے تھے
انہوں نے جب سر اٹھا کر دیکھا تو وہاں ایک چٹان پر سرخ روشنی میں
انگریزی کے دو حروف جل بجھ رہے تھے۔ X-2

تھوڑی دیر کے لئے وہ سب سکتے میں آ گئے۔ پھر شاید
انہوں نے کوئی فیصلہ کیا اور اس روشنی پر اندھا دھند فائرنگ کر دی۔
ایکسٹو کے چمکتے ہوئے حروف تھوڑی دیر کے لئے دکھائی نہ دیئے۔
انہوں نے بھی فائرنگ روک دی، مگر صرف چند ثانیے کے بعد
ایک اور چٹان پر سے وہی حروف چمکے ساتھ ہی ایکسٹو کی انسانی جسم میں
ارتعاش اور ہیجان پیدا کر دینے والی آواز سنائی دی۔

بیوقوف نہ بنو، ہتھیار پھینک دو۔ اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ سڑک
پر آ کر کھڑے ہو جاؤ۔ میری سیکرٹ سروس کے کارکنوں کی خواہش
ہے کہ تم جیسے کتے بلیک ٹائیگر کا مقابلہ [illegible] ریڈ ٹائیگر کے ساتھ ہو اور
یہ مقابلہ ضرور ہو گا [illegible] میری ہدایات کے مطابق عمل نہ کیا تو جہاں
جہاں تم لوگ بیٹھے [illegible] دوں گا۔ اگر تم ہمارے [illegible] ٹائیگر
سے جیت گئے تو تمہیں واپس جانے کی اجازت ہو گی۔ بصورت دیگر تمہید
ریڈ ٹائیگر کے ہاتھ میں ہو گا اور تم نے [illegible] ہو گا کہ ایکسٹو جو وعدہ کرتا

ہے اسے ضرور پورا کرنا ہے۔ صرف دو منٹ کا وقفہ ہے اسی میں اپنے ردِّ عمل
کا اظہار کرو۔

صرف ایک منٹ بعد بلیک ٹائیگر اپنی جگہ پر کھڑا اور زور سے
چلاتے ہوئے کہا

مجھے یہ چیلنج منظور ہے

ایکسٹو کی بھرائی ہوئی آواز پھر آئی

تو پھر اپنے ساتھیوں کے ساتھ سڑک پر آجاؤ

جب وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ سڑک پر آکر کھڑا ہو گیا
تو ایکسٹو پھر بولا

جیری، جوزف اور صفدر باہر نکلو اور انہیں غیر مسلح کر دو

موڑ کے پاس سے جیری، جوزف اور صفدر نمودار ہوئے۔
ان کے ہاتھوں میں اسٹین گن تھیں جن کا رخ ان چاروں کی طرف تھا۔ ان
تینوں نے آکر چاروں کو پہلے غیر مسلح کیا پھر بلیک ٹائیگر کے چاروں ساتھیوں
کے ہاتھ پشت پر کس کر باندھ دیے۔

بلیک ٹائیگر نے پرزور احتجاج کیا۔

میرے ساتھیوں کے ہاتھ باندھ کر کیا وعدہ خلافی نہیں کی رہی
ایکسٹو پھر دھاڑا

ہرگز نہیں — صفدر! تم اپنی کار ایک طرف کھڑی کرکے سڑک کھول
دو۔ اور لڑکی اٹھا کر یہیں لے آؤ — صفدر چاگتا ہو گیا۔ اپنی کار
سڑک کے کنارے کھڑی کی اور لڑکی کو اٹھا کر جب وہ واپس لوٹا تو
ایکسٹو کی آواز پھر سنائی دی۔

سڑک کے بائیں طرف جہاں ریڈ ٹائیگر ہے۔ تم سے بیس
قدم ہانگ کانگ کی طرف ایک تنگ راستہ پہاڑی سلسلے میں گھس کر ایک
کھلے میدان میں کھلتا ہے۔ سب کو اس میدان میں لے چلو — ابھی
کاروں کا فکر نہ کرو۔ عمران اور عرفان ان کی حفاظت کریں گے۔ تم
لوگ تھوڑا سا آگے بڑھو ریڈ ٹائیگر اس میدان تک تمہاری رہنمائی
کرے گا۔

جب وہ تقریباً بیس قدم آگے بڑھے تو ان کے اوپر ایک
چٹان پر ریڈ ٹائیگر نمودار ہو کر ان سے مخاطب ہوا

یہیں سے بائیں ہاتھ مڑ جاؤ.

وہ بائیں ہاتھ کو مڑ کر ایک تنگ گھاٹی کے بیچ و بیچ
کوئی سو فٹ کے قریب آگے بڑھے ہوں گے کہ ان کے سامنے
پہاڑوں سے گھرا ہوا ایک میدان آ گیا اور وہ سب اس کے اندر
کھڑے ہو کر ایکسٹو یا ریڈ ٹائیگر کے اگلے حکم کا انتظار کرنے لگے۔
تھوڑی دیر بعد اسی میدان کے اوپر ایک چٹان پر
ایکسٹو نمودار ہوا اور اس بار جوزف سے کہا۔

جوزف! تم سب کو لیکر ایک طرف کھڑے ہو جاؤ۔ بلیک ٹائیگر سے
کہو میدان میں ذرا آگے چلا جائے۔ ریڈ ٹائیگر بھی مقابلے کے لئے
میدان میں اتر رہا ہے۔

جوزف سب کو لیکر ایک طرف ہو گیا۔ بلیک ٹائیگر میدان
میں آگے بڑھا پھر رکا اور ایکسٹو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
اس بات کی ضمانت کون دے گا کہ تمہارا ریڈ ٹائیگر میری طرح تنہا

www.Urdufanz.com

ہو کر اس میدان میں میرا مقابلہ کرنے کے لئے اترے گا۔

ایکسٹو نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

میں تمہیں اس کی ضمانت دیتا ہوں۔

تھوڑی دیر بعد ایک پتھر کے پیچھے سے ریڈ ٹائیگر میدان اترا اور بلیک ٹائیگر کے پاس آکر رکتے ہوئے پوچھا

تمہارا نام؟

بلیک ٹائیگر بھی اس کے قریب ہوا

اور تمہارا نام؟ گو میں جانتا ہوں۔ مگر تم سے سننا پسند کروں گا۔

میں اپنا نام نہیں بتایا کرتا

تو میں اپنا نام کیسے بتاؤں

تو پھر گمنام مرنے کو تیار ہو جاؤ

دونوں نے اپنے اپنے لڑنے کا سٹائل بنایا اور ایک دوسرے کے گرد چکر لگانے لگے۔ دفعتہً ریڈ ٹائیگر بھپر گیا اور حملہ آور ہوا اس نے بلیک ٹائیگر کی طرف پشت کی اور لات اٹھاتے ہوئے یہ ظاہر کیا کہ وہ بلیک ٹائیگر کے منہ پر لات مارنے لگا ہے۔

بلیک ٹائیگر نے فوراً ریڈ ٹائیگر کی لات پر اپنا پاؤں مار کر اپنے آپ کو محفوظ کیا۔ ساتھ ایک سخت مکہ اس کی پشت پر مارنا چاہا پر یہ تو ریڈ ٹائیگر کا ایک حربہ تھا وہ بڑی سرعت کے ساتھ ذرا زمین کی طرف جھکتے ہوئے گھوما تھا اور فضا کے اندر بلیک ٹائیگر کا مکہ پکڑتے ہوئے ایک سخت جھٹکے کے ساتھ اسے اپنی

طرف کھینچتے ہوئے نیچے کی طرف جھکایا۔ اور اپنے دائیں فولادی گھٹنے کی ضرب اس کی تھوڑی کے نیچے لگائی۔

بلیک ٹائیگر نے درد کی شدت کے باعث ایک لمبی سسکاری سی لی تھی۔ مگر کمال ضبط کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس نے اپنا گھٹنا ریڈ ٹائیگر کے پیٹ میں مارا۔ ریڈ ٹائیگر نے اس کے گھٹنے کا وار اپنے گھٹنے پر روکا۔ ساتھ ہی کراٹے کا ایک سخت ہاتھ بلیک ٹائیگر کی گردن پر مارا۔

بلیک ٹائیگر جب لڑکھڑانے لگا تو ریڈ ٹائیگر نے اسے اپنے مکوں، گھٹنے کی سخت ضربوں اور کہنیوں کی تیز نوکوں پر رکھ لیا۔ اور خودکارانہ طور پر اسے تیز اور سخت ضربیں لگاتا ہوا پیچھے کی طرف دھکیلتا چلا گیا۔ آخر بلیک ٹائیگر نڈھال سا ہو گیا۔ پھر زمین پر گر گیا۔

پہاڑ کے اوپر کھڑا ایکسٹو چلایا

رک جاؤ!

ریڈ ٹائیگر رک گیا اور زمین پر گرے ہوئے بلیک ٹائیگر کے پاس کھڑا ہو گیا۔ ایکسٹو نیچے اترا۔ بلیک ٹائیگر کو اٹھایا اور اسے گھسیٹتا ہوا جس طرف سے نیچے اترا تھا اسی سمت روانہ ہو گیا۔

پہاڑ کے اوپر ایک پتھر کی اوٹ میں لے جا کر ایکسٹو نے بلیک ٹائیگر کو انجکشن دیا اور تھوڑی دیر کے وقفے کے بعد پوچھا

تمہارے گروہ میں سے کس کس کو علم ہے کہ ایکسٹو اور ریڈ ٹائیگر کون ہیں

بلیک ٹائیگر نے رک رک کر کہا۔

www.Urdufanz.com

مجھے اور چیف کو

کون ہے بھلا ایکسٹو!

اس کا اصل نام عمران ہے۔

اور ریڈ ٹائیگر؟

اس کا نام عرفان ہے

تمہارے چیف کا حلیہ کیا ہے؟

چھوٹے سے قد کا بھاری چہرے والا وہ خونخوار جاپانی ہے۔ جس کے سامنے والا ایک دانت مصنوعی ہے۔ بال زیادہ سفید اور کم کالے ہیں

اس کی لوکیشن؟

ہوٹل کا سینو میں تہہ خانے میں رہتا ہے

ایکسٹو نے اسے ایک اور انجکشن دیا اور بلیک ٹائیگر ختم ہو گیا۔ پھر وہ اسی چٹان پر چڑھا جس پر پہلے کھڑا تھا اور ریڈ ٹائیگر کو مخاطب کر کے کہا۔

بلیک ٹائیگر کے ان چاروں ساتھیوں کو ختم کر دو۔ اور اپنی کار کی طرف چلو۔ صفدر تم لڑکی کو لیکر اسی کار کی طرف جاؤ جس میں آئے ہو۔ تمہارے ساتھ عرفان ہو گا۔ باقی سب دوسری کار کی طرف جائیں وہاں عمران بیٹھا تم سب کا انتظار کر رہا ہے۔

اس کے ساتھ ہی ایکسٹو پیچھے ہٹا۔ نقاب وغیرہ اتار کر عمران کے روپ میں آیا اور کار کی طرف بھاگ کھڑا ہو۔

میدان میں کھڑا ریڈ ٹائیگر جس طرف سے آیا تھا اس طرف جاتے ہوئے جوزف کو مخاطب کر کے بولا۔

جوزف ان سب کو ختم کر دو۔ پہاڑ کے اوپر جا کر عرفان نے اپنا روپ بدلا اور اس کار کی طرف بھاگا جو صفدر لے کر آیا تھا۔ جوزف نے ان چاروں کو برسٹ مار کر ختم کر دیا پھر وہ اپنی اپنی کاروں کی طرف روانہ ہو گئے۔

صفدر جب اپنی کار کے پاس آیا تو پچھلی سیٹ پر عرفان بیٹھا تھا اور دروازہ کھولتے ہوئے صفدر سے کہا

اس لڑکی کو میرے پاس بٹھا دو۔ میں اسے ہوش میں لاتا ہوں تم جلدی جلدی کار سٹارٹ کرو۔

اور چلیں۔ صفدر نے لڑکی کو عرفان کے پاس بٹھایا اور کار سٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔

جوزف اور جیری جب دوسری کار کے پاس گئے تو وہاں سٹیرنگ پر عمران بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے ہاتھ کے اشارے سے دونوں کو پیچھے بیٹھنے کو کہا اور جب اسے صفدر کی کار ذرا دیک آتی دکھائی دی اس نے بھی اپنی کار سٹارٹ کی اور اسے ہانگ کانگ کی طرف جانے والی سڑک پر ڈال دیا

راستے میں عرفان لڑکی کو ہوش میں لا چکا تھا۔ ہوٹل کا سینو سے ذرا دور ہی اس نے لڑکی کو اتار دیا۔ دونوں کاریں واٹر سٹریٹ میں وڈریک اور ہارن کی دوکان کے سامنے رکیں سب نیچے اتر کر اندر داخل ہوئے۔ عمران نے کاؤنٹر پر بیٹھی ہوئی کیلی سے پوچھا

ٹھاکرو کہاں ہیں

www.Urdufanz.com

کیلی کھڑی ہوتی ہوئی بولی

اندر اپریشن روم میں ہیں سر!

عمران دوکان کے اندر ہی ایک دروازہ کھول کر دوسرے کمرے میں داخل ہوا اور اس کے پیچھے پیچھے دوسرے لوگ بھی اس کمرے میں داخل ہو گئے۔ اندر ڈاکٹر ڈریک اور ہارن بیٹھے تھے اور ان کے دائیں طرف جولیا اور ایڈنا بھی تھیں۔ شاید وہ ان دونوں کی حفاظت کے لئے وہاں بیٹھا گئے تھے۔ عمران نے ڈریک سے پوچھا۔

ڈاکٹر اپریشن کا کیا بنا

اپریشن کامیابی کے ساتھ مکمل ہو چکا ہے سر!

کہاں ہیں بندر؟

اوپر کی منزل پر ہیں۔ بہتر ہو گا اب ابھی انہیں نہ چھیڑیں

ٹھیک ہے۔ لیکن وہ کب تک کام کرنے کے قابل ہو جائیں گے

دو دن تک

عمران واپس مڑتے ہوئے بولا

او کے۔

سب دوکان سے نکل کر اپنی عمارت کے گیٹ پر آئے۔ جولیا اور ایڈنا بھی ان کے ساتھ تھیں۔ عمران نے دروازے پر دستک دی۔ اندر سے بورڈن کی آواز آئی

کون ہے؟

میں عمران ہوں؟

بورڈن نے دروازہ کھول دیا۔

جب سب اندر چلے گئے اور بورڈن نے دروازہ بند کر دیا

تو عمران نے جیری سے کہا

کرنل! کل شام تک شہر میں گھوم کر ان سب بجلی گھروں کا نقشہ تیار کرو۔ جو شہر کی بجلی مہیا کرتے ہیں۔ اس میں صفدر اور بورڈن کو بھی ساتھ لگا لو

جیری عمران کے قریب ہوتے ہوئے بولا

رائٹ سر!

عمران اوپر چڑھتے ہوئے بولا

اپنے اپنے کمروں میں جا کر آرام کرو۔ جولی اور ایڈنا معمول کے مطابق ٹرانسمیٹر پر باری باری ڈیوٹی دیں گی۔

سب خاموشی سے اپنے اپنے کمروں کی طرف چلے گئے۔



رات آٹھ بجے سیکرٹ سروس کے کارکن کرنل جیری، کیپٹن بورڈن، کیلی، ڈریک اور ہارن سب ایک کمرے

www.Urdufanz.com

میں بیٹھے تھے۔ سامنے دیوار کے ساتھ ہاتھ کا بنا ہوا ایک نقشہ لٹک رہا تھا اور عمران اس نقشے کی مدد سے انہیں مہم کے آخری اپریشن کے متعلق سمجھا رہا تھا۔

نقشے میں پانچ بڑے بڑے سرخ اور گول نشانات دکھائے گئے تھے جو شہر کے بجلی گھروں کو ظاہر کرتے تھے۔ ایک سرخ نشان پر لکڑی کے پوائنٹر کی نوک رکھتے ہوئے عمران بولا۔

اس بجلی گھر پر جس کے اندر نمبر ایک لکھا ہوا ہے جیری کی ڈیوٹی ہوگی۔ نمبر دو پر جوزف، تین پر صفدر، چوتھے پر بورڈن اور پانچواں جو ہوٹل کاسینو کے نزدیک ہے اس پر جولیا اور ایڈنا اٹیک کریں گے۔ میں اور عرفان ہوٹل کاسینو میں اپریشن کئے ہوئے بندروں کی مدد سے اپنا آخری اپریشن شروع کریں گے۔ جولیا اور ایڈنا کے نزدیک ہی ہوں گے اور ضرورت پڑنے پر ان کی مدد بھی کر سکیں گے۔

رات ٹھیک دس بجے سارے بجلی گھروں کی سپلائی لائنیں کاٹ دی جائیں گی۔ ایسی صورت میں پورا شہر تاریکی میں ڈوب جائے گا جس کی آڑ میں عرفان اور میں بڑی آسانی کے ساتھ اپنی اس مہم کے آخری سٹیج کو طے کر لیں گے۔ اگر یہاں کی انتظامیہ بجلی کی سپلائی بحال کرنے میں بہت سرعت سے کام لے تب بھی اسے اس کام پر دس گھنٹے صرف ہوں گے۔ اور اس وقت تک ہم اپنا اپریشن مکمل کر کے اس شہر کو خدا حافظ کہہ چکے ہوں گے۔ میں اور عرفان ہوٹل کاسینو میں آدھ گھنٹے سے زیادہ

وقت نہ لگائیں گے۔

بجلی گھروں کی سپلائی لائن کی تاریں کاٹنے کے لئے آپ لوگوں کو ایسا ہتھیار مہیا کیا جائے گا جس کی مدد سے آپ لوگ بغیر کسی تکلیف کے زمین پر کھڑے ہی کھڑے تاریں کاٹ دیں گے۔ یہ ایک بڑا آسان اور مؤثر اپریٹر سسٹم ہے جس کا میں ابھی آپ کو ڈیمانسٹریشن دیتا ہوں۔

عمران نے اپنے چیسٹر کی جیب سے ایک عام قسم کا ریوالور نکالا۔ پھر وہ نقشہ چھوڑ کر سب کے نزدیک آ گیا۔ سب نے اٹھ کر اس کے گرد حلقہ بنا لیا تھا۔ عمران نے پھر کہنا شروع کیا

یہ عام سا ریوالور ہے لیکن اس کے اندر ایک خاص گولی استعمال ہوگی۔ پھر اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور لمبی پتلی سی ایک گولی نکال کر دکھاتے ہوئے کہا

یہ گولی عام گولیوں کی سی نہیں۔ یہ صرف ایک ایک کر کے ریوالور میں بھری اور چلائی جا سکتی ہے۔ اس کے چلنے پر کوئی آواز پیدا نہ ہوگی۔ گولی کی پشت پر ریوالور کے ہیمر کی چوٹ لگتے ہی گولی کے اندر سے پیتل کا بلٹ نکل کر اپنے ٹارگٹ کی طرف جائے گا۔ ریوالور کے ہیمر کی چوٹ لگتے ہی پیتل کا بلٹ چارج ہو جائے گا اور اس میں تیز قسم کا برقی رو دوڑنے لگے گی اور جب یہ بلٹ بجلی کی تاروں کی طرف فائر کیا جائے گا تو وہ ان تاروں کو آناً فاناً بجلی کی تیز چمک اور لہروں کے ساتھ جلا کر راکھ کر دے گا۔ آپ لوگوں کو

www.Urdufanz.com

کام صرف اتنا ہی ہوگا کہ اس گولی کو اس ریوالور میں بھریں جو آپ کو مہیا کئے جائیں گے۔ اور کم از کم بیس گز کے فاصلے پر کھڑے ہو کر ان ٹاوروں پر فائر کریں گے جنہیں آپ ختم کرنا چاہتے ہیں۔ یہ بلٹ خود بخود دس دس گز تک ساری ٹاوروں کو جلا کر راکھ کر دے گا۔

اپنے اپنے مشن کی ٹاوریں جلانے کے بعد کوئی بھی اس عمارت میں واپس نہ آئے گا۔ سمندر کے اس حصے میں جہاں ہماری کمپنی کی لانچیں کھڑی رہتی ہیں۔ [illegible] کی ایک بڑی سی لانچ کھڑی ہے سب اس میں واپس آئیں گے اور وہیں سے ہماری روانگی ہوگی۔ جوزف اس سامنے والی الماری سے سب کو ایک ایک اس جیسا ریوالور اور دس دس گولیاں مہیا کر دو۔

جوزف اٹھا اور عمران کی ہدایت کے مطابق سب میں ٹاوروں کو جلانے والے ریوالور اور بلٹ مہیا کر دیئے۔ عمران پھر بولا۔

رات کے ٹھیک دس بجے ہر کوئی اپنے اپنے مشن کی ٹاوریں جلا دے گا تاکہ پورا شہر ایک ساتھ تاریکی میں ڈوب جائے۔ سب اپنی اپنی گھڑیوں کی سوئیاں آٹھ بج کر تیس منٹ پر کر لو۔ اب اٹھو اور اپنا اپنا سامان اٹھا کر سمندر میں کھڑی لانچ میں رکھ لو اس طرح سامان بھی پہلے سے وہاں پہنچ جائے گا اور تم لوگ لانچ کی لوکیشن بھی دیکھ لو گے۔ ڈریک، ہارڈ اور

کیلی اس لانچ کے اندر ہمارا انتظار کریں گے۔

عمران اور عرفان کی سرکردگی میں وہ اٹھے اپنا اپنا سامان پیک کیا اور سمندر میں کھڑی لانچ کی طرف چل پڑے۔

رات کے نو بج کر پچپن منٹ پر نیلے رنگ کی ایک کار ہوٹل کاسینو کے سامنے رکی۔ اگلی نشست پر عمران اور عرفان بیٹھے تھے اور پچھلی سیٹ پر چار بندر تھے۔ وہی بندر جن کے ذہن میں انسانی دماغ کی یادداشت کے خلیوں کو انجیکٹ کیا گیا تھا۔ عمران نے ایک بندر کو پکڑ کر باہر نکالا اور عرفان نے کار لاک کر دی

دونوں ہوٹل میں داخل ہوئے۔ ایک سیٹ پر بیٹھنے کے بعد انہوں نے سگریٹ سلگائے ہی تھے کہ ہوٹل کی بجلی جاتی رہی۔ ہوٹل میں بیٹھے ہوئے کچھ لوگ باہر سڑک پر آئے اور زور زور سے چلانے لگے۔

پورے شہر کی بجلی جاتی رہی ہے

ہوٹل کے ہال میں بیٹھے کچھ لوگ تعجب کا اظہار کر رہے تھے۔

یہ کیسے ممکن ہے؟

عمران اور عرفان نے فوراً اپنے چہروں پر گیس پروف انڈر چڑھا لئے تھے۔ اور ویسا ہی ایک پروف انڈر انہوں نے بندر کے منہ پر بھی چڑھا دیا تھا۔ اب وہ بڑی تیزی سے زہریلی گیس پیدا کرنے والے سگریٹ سلگا سلگا کر ہال کے اندر پھینکنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد ہال کے اندر زہریلی گیس بھر گئی اور وہاں بیٹھے ہوئے گاہک اور کام کرنے والے کارندے سب بیہوش ہو گئے

دونوں نے اپنی اپنی جیب سے پاکٹ ٹارچ جلا کر روشن کیں اور بندر کو ہوٹل میں اکیلا چھوڑ دیا۔ بندر چند لمحوں تک ہوٹل میں ادھر ادھر گھومتا رہا پھر شاید انسانی ذہن کے خلیوں نے اس کی رہنمائی کی تھی اور وہ ایک طرف کو چل پڑا۔ اور کاونٹر کی پچھلی سمت ایک دروازہ کھولنا چاہا۔ عمران نے خود آگے بڑھ کر دروازہ کھولا۔ بندر اندر داخل ہوا اور آرام سے ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔ عمران کمرے سے باہر آیا اور کمرے کے باہر لگا ہوا بورڈ پڑھنے لگا جس پر لکھا تھا REST-ROOM (آرام کا کمرہ)

عمران نے عرفان سے کہا

عرفان! دوسرا بندر لے کر آؤ۔ یہ تو آرام کرنے بیٹھ گیا ہے۔ اس نے کسی کو اپنی کارگزاری کی رپورٹ نہیں دینی۔

عرفان بھاگتا ہوا باہر گیا۔ کار کا دروازہ کھول کر دوسرا بندر نکالا۔ اسے گیس پروف انڈر چڑھا کر وہ ہوٹل میں لے آیا اور بندر کو کھلا چھوڑ دیا۔ وہ بندر بھی پہلے بندر کے ساتھ اسی کمرے میں جا کر بیٹھ گیا۔ عرفان بھاگ کر تیسرا بندر لایا۔ اس نے بھی پہلے جیسا عمل دہرایا۔ اور اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ جا کر بیٹھ گیا۔

آخر عرفان چوتھے بندر کو تیار کر کے ہوٹل میں لایا اور دونوں اس بندر کے پیچھے پیچھے چلنے لگے۔ وہ بندر اپنے ساتھیوں کی طرف جانے کی بجائے ذرا آگے بڑھ گیا۔ عمران نے بڑے مطمئن انداز میں عرفان سے کہا

اس بندر کے ذہن میں ان چاروں کے رنگ ماسٹر کے

خلیے میں اور اسی نے اپنی کارگزاری کی کسی کو رپورٹ دینا تھی۔ بندر ایک ایسی جگہ آ کر رک گیا۔ جہاں سیمنٹ کی دیواروں پر ڈیکوریشن کے طور پر لکڑی چڑھی ہوئی تھی۔ وہاں پر کھڑے ہو کر بندر کچھ کرنا چاہتا تھا۔ لیکن کرنے نہ پا رہا تھا۔ وہ بار بار اوپر دیکھ رہا تھا۔

عمران نے ٹارچ کی لائٹ اوپر ماری وہاں بجلی کا ایک سوئچ بورڈ تھا۔ اس نے کچھ سوچا پھر بندر کو اٹھا کر سوئچ بورڈ کے قریب لے گیا۔ بندر نے بورڈ کا جائزہ لیا پھر ایک سوئچ آن کر دیا اس کے ساتھ ہی دیوار کے اندر ایک دروازہ نمودار ہوا اور بندر بھاگ کر اس میں داخل ہو گیا۔ عمران اور عرفان بھی اندر چلے گئے۔

وہ خاصہ بڑا کمرہ تھا۔ جس کے اندر لائٹ تھی۔ شاید اس کا تعلق ہوٹل کے کسی ذاتی جنریٹر سے ہو۔ کمرے کے وسط میں ایک شخص میز پر بیٹھا ایک فائل کے ورق پلٹ پلٹ کر دیکھ رہا تھا عمران نے اندر داخل ہوتے ہی اسے ہینڈز اپ کرا دیا تھا۔ عمران اسے کور کئے رہا۔ عرفان نے آگے بڑھ کر اس کی تلاشی لی اور اسے غیر مسلح کر دیا۔

عمران نے آگے بڑھ کر جلدی جلدی سے [illegible] دیا اور چند لمحوں کا وقفہ دے کر اس سے سوال کیا

تمہارا چیف کہاں ہے؟

اس نے فوراً جواب دیا

نیچے تہ خانے میں

اس تک جانے کا راستہ

www.Urdufanz.com

سامنے والی دیوار پر ساگوان کی لکڑی کا بارہ سنگھا جو ڈیکوریشن پیس کے طور پر لگایا گیا ہے - اسے اگر دائیں طرف گول چکر میں گھمایا جائے تو وہاں ایک راستہ بنتا ہے جو نیچے ان تہ خانوں کی طرف جاتا ہے۔ جہاں لیبارٹریز ہیں اور جہاں چیف بیٹھا ہے۔

تہ خانے سے اگر کوئی بھاگنا چاہے تو کون کون سا راستہ ہے

ایک راستہ تو یہی ہے جو میں نے بتایا ہے۔ ایک راستہ لفٹ کا ہے۔ نیچے پانچ تہ خانوں میں ایک لفٹ لگی ہوئی ہے جو ہوٹل کی چھت تک لے جاتی ہے۔ جہاں ہر وقت ایک ہیلی کوپٹر کھڑا رہتا ہے۔

نیچے اس وقت کتنے آدمی ہوں گے

ایک چیف اور پانچ سائنسدان ہیں جو ہمارے جاسوسی کے نظام کو چلاتے ہیں

عمران نے اسے ایک اور انجکشن دیا اور وہ ختم ہو گیا۔

پھر وہ سامنے والی دیوار کے پاس آیا اور جب بارہ سنگھے کو گھمایا تو دیوار کے اندر ایک راستہ بن گیا۔ دونوں اس کے ذریعے اندر چلے گئے۔ آخری سیڑھی اترنے کے بعد عمران نے عرفان سے سرگوشی کی

تم یہیں کھڑے رہو۔ تاکہ سیڑھیوں کے راستے نہ کوئی باہر سے اندر آ سکے اور نہ یہاں سے کوئی باہر بھاگنے پائے۔

عرفان وہیں کھڑا رہا۔ عمران آہستہ آہستہ آگے بڑھا دو تہ خانوں کے سامنے سے گزرنے کے بعد وہ لفٹ کے پاس آ گیا تھا۔ دروازہ کھول کر وہ لفٹ میں داخل ہوا اور لفٹ کو بیکار کرنے کے بعد وہ پھر آگے بڑھا۔ جب وہ تیسرے تہ خانے کے پاس آیا تو اس نے دیکھا تہ خانے کے دروازے کا ایک پٹ کھلا تھا

اور کمرے کے اندر ایک سرخ بلب سپارک کر رہا تھا اور پھر اس کمرے میں ایک بھاری آواز گونجی۔

CARRY-ON (شروع کرو)

کمرے کے بائیں طرف تقریباً آدھے حصے میں پیچیدہ قسم کی مشینری تھی۔ کچھ اس قسم کی جیسے بڑے سائز کا فوجی وائرلیس سیٹ ہوتا ہے۔ اور ان مشینوں پر پانچ ڈھلی ہوئی عمر کے سائنسدان کام کر رہے تھے۔ کمرے کے اندر ایک سفید گول نشان تھا۔ جو روشنی کی طرح چمک رہا تھا

چوتھے کمرے کا کوئی دروازہ بھی شاید تیسرے کمرے میں کھلتا تھا۔ کیونکہ اس کمرے سے تین آدمی نکلے۔ انہوں نے ایک عجیب لباس پہنا ہوا تھا۔ کچھ اس سے ملتا جلتا جس طرح کا خلا باز پہن کر چاند کا سفر کرتے ہیں۔ وہ تینوں اس چمکتے ہوئے سفید نشان پر آ کر کھڑے ہو گئے تھے۔

پانچوں سائنسدانوں کی انگلیاں حرکت میں آئیں اور کمرے کے چاروں طرف سے تیز اور کئی رنگوں کی روشنی ان تینوں پر پڑی۔ عمران کے دیکھتے ہی دیکھتے ان کی جسامت گم ہونا شروع ہو گئی۔ یہاں تک کہ وہ دکھائی دینا بند ہو گئے

عمران نے اپنے بیگ سے جلدی جلدی ننھی سی دوربین نکالی اور جب اس نے اس سفید نشان کی طرف دیکھا تو اسے وہاں صرف سرخ ذرات دکھائی دیئے۔ یہ ذرات جس طرح کے داخلی منزل کے باہر پائے گئے تھے۔ شاید وہ ان ذرات کو بھی

کسی کی جاسوسی پر روانہ کر رہے تھے۔

تھوڑی دیر بعد ذرات ہوا میں اٹھے اور اس دروازے کی طرف بڑھے جس پر عمران کھڑا تھا جونہی وہ عمران سے دس فٹ کے فاصلے پر پہنچے۔ تینوں زمین پر گر کر تڑپنے لگے۔ کیونکہ عمران ذرات کش جیکٹ پہنے ہوئے تھا۔

پانچوں سائنسدانوں میں ایک بدحواسی میں چلایا یہ تو یہیں گر گئے۔ اور بڑے کرب میں دکھائی دے رہے ہیں۔ کیا وجہ ہے۔

وہ پانچوں بھاگتے ہوئے دروازے کی طرف آئے جونہی وہ ان ذرات کے پاس آ کر اکٹھے ہوئے عمران نے ان پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی اور پانچوں کو ختم کر دیا۔ اتنی دیر تک سرخ ذرات بھی دم توڑ چکے تھے۔

عمران دروازے سے ہٹ کر بھاگا اور لفٹ میں آ کر کھڑا ہو گیا۔ چند ہی لمحوں بعد اسے کسی کے بھاگنے کی آواز سنائی دی۔ پھر کوئی لفٹ میں داخل ہوا۔ عمران نے اسے فوراً اپنے بازوؤں میں لے لیا۔ آنے والے نے بدحواسی میں چلا کر کہا کون ہو تم۔؟

عمران نے فوراً اس کی تلاشی لے کر پہلے اسے غیر مسلح کر دیا۔ پھر ایک ہاتھ سے اس کی گردن پکڑی اور دوسرے ہاتھ سے وہ اس کے سامنے والے دانت پکڑ پکڑ کر کھینچنے لگا۔ ایک دانت اس کے منہ سے نکل کر عمران کے ہاتھوں میں آ گیا۔ جو اس

بات کا ثبوت تھا کہ وہی چیف ہے۔

عمران اسے گھسیٹتا ہوا عرفان کے پاس لایا اور ٹارچ کی روشنی پھینکنے کو کہا۔ عرفان نے جب اس چیف پر ٹارچ لائٹ پھینکی تو عمران نے دیکھا تو وہ چھوٹے سے قد کا بھاری چہرے والا خونخوار جاپانی تھا۔ وہی جو اس دہشت پسند گروہ کا چیف تھا۔

عمران نے اس کے سینے میں تین گولیاں اتار دیں اور وہ وہیں دم توڑ گیا۔ چاروں کمروں کے اندر انہوں نے ٹائم بم رکھے اور ہوٹل کے ہال میں آ گئے۔ وہاں بھی انہوں نے دو بم رکھے پھر اپنی کار میں بیٹھے اور بندرگاہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

دونوں نے کار ساحل پر کھڑی کی اور ہرے رنگ کی اس لانچ میں داخل ہوئے جس کے اندر کرنل جیری، جوزف، صفدر، تنویر، جولیا، ایڈنا، ڈاکٹر روڈر بک، ہارن اور کیلی ان دونوں کا انتظار کر رہے تھے۔ عمران نے پہلے اپنے ٹرانسمیٹر پر کسی سے ہیلی کوپٹر بھیجنے کو کہا پھر اس نے لانچ سٹارٹ کر دی اور اسے کھلے سمندر میں لا کر کھڑا کر دیا۔

تھوڑی ہی دیر بعد ان کے سروں پر ایک ہیلی کوپٹر منڈلانے لگا۔ [illegible] نے ٹارچ سے اسے اشارہ دیا۔ وہ ان کی طرف [illegible] اور لانچ میں سیڑھی لگا دی۔ وہ سب [illegible] باری ہیلی کوپٹر میں پہنچ گئے۔ جو رات کی تاریکی میں انہیں [illegible] [illegible] سے [illegible] لایا اور وہاں دو مختلف فلائٹوں کے ذریعے

www.Urdufanz.com

کرنل جیری اپنے ساتھیوں کے ساتھ اپنے ملک روانہ ہوا اور عمران اپنی پارٹی کے ساتھ پاکیشیا کی طرف کوچ کر گیا۔ ہوٹل کا سبزہ آدھے دانے تک جل کر ملبے کا ڈھیر بن چکا تھا۔

اسلم راہی - ایم اے

قلعہ گجر سنگھ - روڈ کی پلانٹ

لاہور

نذیر لائبریری



فہرست کتب

ایکسٹو کا قتل	ایم۔ اے۔ راحت	۵۔۰۰ روپے
زہریلے پجاری	،	۵۔۰۰ ،
ٹارگیٹ گوری	،	۴۔۰۰ ،
بھیڑیوں کا رقص	،	۴۔۰۰ ،
وحشی ایکسٹو	،	۴۔۰۰ ،
صحرا کا خون	،	۵۔۰۰ ،
تین درندے	،	۴۔۵۰ ،
لنک فنگ کرافز	،	۵۔۰۰ ،
جہنم کے فرشتے	،	۵۔۰۰ ،
سائبیریا سے فرار	اے قریشی	۴۔۵۰ ،
ٹارگٹ آف مرڈر	،	۵۔۰۰ ،
ڈینجرس مشن	،	۵۔۰۰ ،
ڈاکٹر ڈوگو	،	۵۔۰۰ ،
مرڈر نائٹ	،	۵۔۰۰ ،

ترجمے

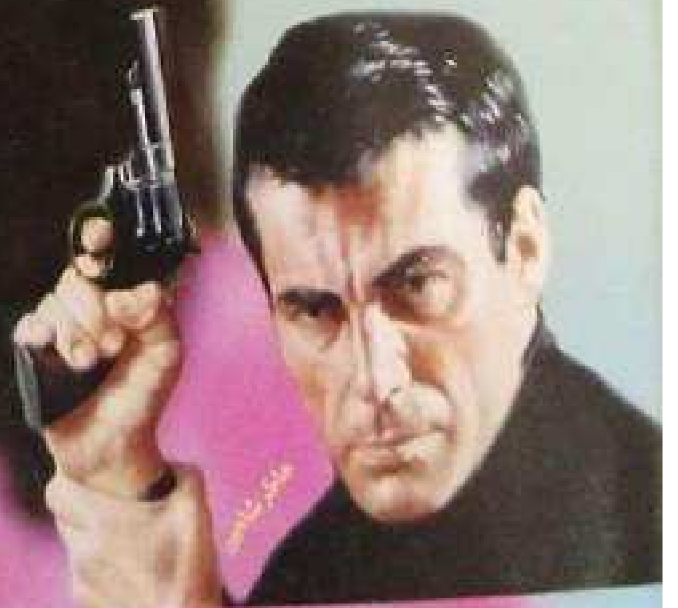
مکڑی کی چال	سراج الدین شیدا	۶۔۵۰ ،
ڈریکولا کا خزانہ	،	۶۔۰۰ ،
گھاس کے سمندر	،	۲۔۵۰ ،

لائبریری

عمران سیریز

ماورائی نمبر

غیبی دنیا



بابر امین ابر

CS CamScanner

عمران سیریز

مکمل ناول

غیبی دنیا

ماورائی نمبر

بابر امین



ایکسٹو پبلی کیشنز ملتان
0312-4272165
0300-6863623
E-Mail:x2publicationmoltan@gmail.com

CamScanner

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں۔

اس ناول میں پیش کردہ نام، سچوئیشنز، کردار، واقعات فرضی ہیں۔ کسی بھی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی۔ جس کے لیے مصنف، پبلشر، پرنٹر اور ناشر ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

نام کتاب ------ غیبی دنیا

مصنف ------- بابر امین

ناشر ---------- ارشاد العصر جعفری

پبلشنگ ادارہ ----- ایکسٹو پبلی کیشنز، ملتان
0312-4272165
0300-6863623

تزئین و آرائش، کمپوزنگ و سرورق - عاطر شاہین

قانونی مشیران --- سید اظہر عباس نقوی ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

-------------- سید فرخ عباس گیلانی ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

قیمت + ڈاک خرچ --- 200 روپے

انتظامیہ ایکسٹو پبلی کیشنز

سرپرست اعلیٰ -- سید علی حسن گیلانی

چیئرمین ------ ڈاکٹر حامد حسن

منتظم اعلیٰ ----- نجم حجازی

معاون خاص -- صفدر علی حیدری

سید عاقب خاقان

شعبہ آئی ٹی --- محمد عثمان علی

پیش لفظ

محترم قارئین! السلام علیکم!

میں اللہ تعالیٰ کے بے پایاں فضل اور کرم پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکر ادا کرتے ہوئے اس کی تعریف و تسبیح بیان کرتا ہوں کہ اس نے مجھ نا چیز پر کرم کرتے ہوئے مجھ سے ناول لکھوا دیا اور مجھے بھی عمران سیریز کے مصنفین کی صف میں لا کھڑا کیا۔ جہاں بہت بڑے بڑے مصنفین شان و شوکت اور پوری تمکنت سے براجمان ہیں جن کے سامنے میں پرکاہ کی حیثیت بھی نہیں رکھتا۔ ان میں جناب ابن صفی مرحوم اور جناب مظہر کلیم ایم اے مرحوم پوری شان و شوکت سے مثل سورج تابندہ ہیں۔ ان کے علاوہ دیگر تمام مصنفین بھی قابل عزت اور واجب الاحترام ہیں لیکن یہ بات ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ جناب ابن صفی مرحوم اور جناب مظہر کلیم ایم اے مرحوم دونوں نے عوام الناس پر گہرے اثرات مرتب کیے اور میں اپنا یہ ناول ان دونوں عظیم مصنفین کے نام کرتا ہوں۔ اب کچھ ناول کی بات ہو جائے۔ "غیبی دنیا" ناول کے نام سے ہی آپ کو موضوع کا اندازہ ہو گیا ہوگا۔ اس ناول میں جنات کی ایک خصوصی سطح و عفاریت کو بے نقاب کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور کئی ایک سوالات کے جوابات دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ میں نے یہ ناول نئے انداز اور نئی طرز پر لکھنے کی کوشش کی ہے۔ اس ناول میں ایک ایسا لمحہ بھی آتا ہے جب جوزف اپنی حکمت عملی کے تحت عمران اور بقیہ ساتھیوں کی زندگی کو خطرے میں ڈال دیتا ہے اور اپنی پسلیاں بھی تڑوا بیٹھتا ہے۔ ادھر سیکرٹ سروس کے کئی ایک ممبر بھی ان عفاریت کی چپیٹ آتے رہتے ہیں۔ پھر کیا ہوتا ہے؟ اس بات کا جواب آپ کو ناول پڑھ کر ملے گا۔ یہ ناول آپ کو کیسا لگا؟ پڑھ کر مجھے اپنی قیمتی آراء سے ضرور نوازیں۔ آپ کی

آراء میرے لیے رہنمائی ثابت ہوگی۔

فروغ عمران سیریز تحریک کے سرکردہ افراد جناب سید علی حسن گیلانی، جناب ارشاد العصر جعفری صاحب، جناب حامد حسن صاحب، جناب خالد نور، جناب نجم حجازی صاحب اور جناب صفدر سعید صاحب خصوصی مبارکباد کے مستحق ہیں کیونکہ ان افراد نے استاد زمانہ کا شکار ہوتی عمران سیریز کو تر و تازہ کیا اور عمران کے چاہنے والوں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کیا۔ یہ تحریک ہمارے دم سے ہی زندہ ہے۔ میری تمام معزز ممبران حضرات سے درخواست ہے کہ وہ فنڈ مقررہ وقت پر جمع کروا دیا کریں تا کہ نئے ناول کی اشاعت میں کوئی مشکل پیدا نہ ہو۔ اور ہمیں ہر ماہ نئے ناول ملتے رہیں۔ میں تحریک بحالی عمران سیریز کی متذکرہ بالا تمام قابل احترام شخصیات کا تہہ دل سے احسان مند ہوں کہ انہوں نے مجھے لکھنے کا موقع فراہم کیا اور میرے ناول کو اپنے ادارے سے شائع کرنے کا شرف بخشا۔

میں خاص کر نجم بھائی کا بہت مشکور ہوں کہ میں نے برسبیل تذکرہ ہی اپنے ناول کا ان سے ذکر کیا۔ انہوں نے مجھے رغبت دلائی اور تحریک دی کہ میں یہ ناول مکمل کروں ورنہ یہ ناول شاید ہی کبھی قرطاس پر ابھر پاتا۔ میں خالد بھائی کا بھی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ناول کے ٹائٹل اور دیگر معاملات بہت خوبی سے نبھائے۔ اور جناب سید علی حسن گیلانی کا بھی بہت شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس ناول کو اشاعت کے قابل سمجھا۔ آخر میں ناول کے متعلق آپ کی آراء کا منتظر ہوں اور تحریک کے معزز ممبران سے ملتمس ہوں کہ آپ کی ہمدردیوں اور خلوص کی اشد ضرورت ہے۔

دعاؤں کا طالب

بابر امین ابڑ (گوجرہ)

CamScanner

یہ ایک انتہائی ہولناک ویرانہ تھا۔ یہ ویرانہ کانٹوں کے جھاڑوں سے اٹا پڑا تھا۔ چند ایک ٹنڈ منڈ درخت اس ویرانے کو مزید بھیانک بنا رہے تھے۔ اس ویرانے میں موجود مختلف قبریں اسکی ہولناکی میں مزید اضافہ کر رہی تھیں۔ تاجور آسمان کی ڈھلتی روشنی بھی ماحول کو تاریکی کا لبادہ اوڑھا رہی تھی۔ ایسے خوفناک ماحول میں تیز بھاگتے قدموں کی آواز نے سکوت توڑ ڈالا اور ماحول میں تیز سانسوں اور سسکیوں کی آواز بھی گونجنا شروع ہو گئی۔

یہ سسکیاں اور تیز سانسیں عمران کی تھیں۔ عمران کا لباس جگہ جگہ سے پھٹا ہوا تھا۔ جسم پر بے شمار چھوٹے بڑے زخموں کے نشانات تھے۔ ان زخموں سے رسنے والے خون نے لباس رنگین کر رکھا تھا۔ عمران کی حالت انتہائی حد تک مخدوش تھی۔ وہ ویرانے میں مشرقی سمت سے داخل ہوا تھا۔ اس کے پیچھے چیختی چنگھاڑتی مردوں کی کفن میں ملبوس فوج ظفر موج بے ہنگم آوازیں نکالتی ہوئی آ رہی تھی۔ عمران نجانے کہاں سے بھاگتا آ رہا تھا۔ مسلسل بھاگنے کی وجہ سے اس کی ٹانگیں شل ہو گئی تھیں اور سانس بھی چڑھا ہوا تھا۔ زخموں سے خون رسنے کی وجہ سے اس کے چہرے پر اب ہلکی ہلکی زردی چھا رہی تھی۔ اس ویرانے میں داخل ہو کر کانٹوں کے جھاڑوں، قبروں اور ٹنڈ منڈ درختوں کو دیکھ کر عمران رک گیا۔ اس کے پیچھے مردے لنج منج انداز میں لگاتار پیش قدمی کرتے

آ رہے تھے۔ان کی آوازوں سے ماحول گونج رہا تھا۔ان مردوں کے چہرے کٹے پھٹے اور لوتھڑوں سے بھرے ہوئے تھے۔

ان مردوں کو اپنے پیچھے آتا دیکھ کر عمران خوف زدہ ہو گیا اور پھر چاروناچار وہ لڑکھڑاتے ہوئے قدموں کے ساتھ آگے بڑھنا شروع ہو گیا۔اب عمران کی پنڈلیاں اور پاؤں کانٹوں کے جھاڑوں سے مزید زخمی ہونا شروع ہو گئے تھے۔وہ جیسے ہی ان جھاڑوں میں الجھا اسی لمحے آسمان پر اچانک گدھوں کے غول منڈلانا شروع ہو گئے تھے۔ان گدھوں کی چیخوں سے ماحول گونج رہا تھا۔عمران نے ایک لمحے کے لیے آسمان کی جانب دیکھا اور تیزی سے آگے بڑھنا شروع ہو گیا۔جھاڑوں میں الجھنے کی وجہ سے اس کے منہ سے درد کی وجہ سے سسکاریاں نکل رہی تھیں۔

ادھر مردوں کی فوج بے ہنگم انداز میں چیختی اور لنگ منگ چلتی ہوئی کانٹوں کے جھاڑوں پر چلی آ رہی تھی۔اب عمران جھاڑوں سے کراہتا ہوا جیسے ہی آگے بڑھا تو سامنے موجود قبریں پھٹنا شروع ہو گئیں۔ان قبروں میں سے بھی کفن پوش مردے برآمد ہونا شروع ہو گئے۔قبروں کے اردگرد بھی جھاڑ موجود تھے۔قبروں سے مردوں کو نکلتا دیکھ کر عمران کے چہرے پر خوف ابھر آیا اور اس نے ہمت مجتمع کرتے ہوئے ان جھاڑوں میں بھاگنا شروع کر دیا۔وہ راستے میں آنے والی قبروں کو پھلانگتا جا رہا تھا۔پھر عمران نے جیسے ہی راستے میں آنے والی قبر پھلانگنی چاہی یکلخت قبر پھٹی۔اس میں سے ایک ہاتھ نکلا اور اس نے عمران کو ہوا میں ہی دبوچ لیا اور وہ منہ کے بل قبر کے ساتھ موجود کانٹوں کے جھاڑ پر جا گرا۔عمران کے منہ اور تمام جسم میں جھاڑ کے کانٹے پیوست ہو گئے اور اس کے منہ سے دلدوز چیخیں برآمد ہو گئیں۔ٹھیک اسی لمحے مردے نے عمران جو جھاڑ پر گرا تھا کو قبر میں گھسیٹنا شروع کر دیا۔عمران نے کانٹوں والے جھاڑ کو پکڑ لیا۔

CamScanner

جھاڑ کے کانٹے اس کے ہاتھوں میں پیوست ہو گئے اور اس کے منہ سے چیخیں بلند ہو گئیں۔ لیکن پھر بھی عمران نے تی کڑا کر کے اپنی جان بچانے کے لیے آخری کوشش کے طور پر کانٹوں کے جھاڑ کو نہیں چھوڑا۔ وہ اپنی جان بچانے کی سرتوڑ کوشش کر رہا تھا۔

اچانک فضا میں منڈلاتے گدھوں کے ایک غول نے غوطہ لگایا اور اس غول نے عمران پر حملہ کر دیا اور اس کا گوشت نوچنا شروع کر دیا۔ عمران کے جسم سے خون دوبارہ ابلنا شروع ہو گیا اور اس کی چیخوں سے ویرانہ گونجنا شروع ہو گیا۔ ادھر قبر سے نکلنے والا ہاتھ لگاتار عمران کو کھینچ رہا تھا۔ ادھر گدھ عمران کی بوٹیاں نوچ رہے تھے۔ جبکہ ویرانہ عمران کی دلدوز چیخوں سے گونج رہا تھا۔ پھر اسی لمحے وہاں ایک سیاہ کفن پوش مردہ نمودار ہوا۔ یہ مردہ دوسرے مردوں سے زیادہ بھیانک تھا۔ اس کا چہرہ کٹا پھٹا اور لوتھڑوں سے بھرا ہوا تھا۔ چہرے پر بس اکلوتی آنکھ تھی جو انتہائی سرخ تھی جبکہ دوسری آنکھ کی جگہ ایک سوراخ تھا جس میں بچھو دوڑتے پھر رہے تھے۔ اس سیاہ کفن پوش مردے نے ہاتھ بڑھا کر دلدوز انداز میں چیختے عمران کو گردن سے پکڑ کر یوں ہوا میں اٹھا لیا جیسے عمران کوئی کھلونا ہو۔ قبر والا ہاتھ اب غائب ہو چکا تھا اور گدھوں نے بھی عمران کا گوشت نوچنا بند کر دیا تھا۔

"موت سے بھی بھلا کوئی بھاگ پایا ہے جو تم بھاگ رہے تھے......" سیاہ کفن پوش مردے نے کہا۔ اس کی اکلوتی آنکھ کی سرخی بڑھ گئی تھی۔

اور اس کے ساتھ ہی سید چراغ شاہ صاحب کی آنکھ کھل گئی۔ یہ تہجد کا وقت تھا۔ سید چراغ شاہ صاحب کے جسم اور چہرے پر پسینہ آبشار کی صورت میں بہہ رہا تھا۔ سید چراغ شاہ صاحب کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے۔ یہ ایک انتہائی بھیانک خواب تھا جو شاہ صاحب نے دیکھا تھا اور عمران کو انتہائی ناگفتہ بہ حالت میں پایا تھا۔

CamScanner

شاہ صاحب نے فوری طور پر اٹھ کر طہارت کے بعد وضو کیا اور جائے نماز پر آ کر سجدہ ریز ہو گئے۔

"اے اللہ! اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں مدد فرما! ہم تیرے گنہگار اور سیاہ کار بندے ہیں۔ سیاہ کاریوں سے ہمارے دل سیاہ ہو گئے ہیں مگر تیری رحمت بہت بڑی ہے۔ اتنی بڑی کہ میرے پاس بیان کے لیے الفاظ نہیں ہیں۔ پاک معبود! تو مدد کرنے والا ہے۔ تیری مدد شامل حال ہو تو بڑے بڑے طوفانوں کے رخ بدل جاتے ہیں۔ پاک معبود! اس بچے کو میں مصیبت میں پھنسا دیکھ رہا ہوں۔ وہ کسی بڑی مشکل میں مبتلا ہونے والا لگتا ہے۔ تیری مدد کے بغیر کچھ بھی ممکن نہیں۔ مدد کر، مدد کر، مدد کر! مجھے راستہ دکھا! تیری روشنی کے بغیر میں اندھیرے میں ہوں۔ یا اللہ! میں عمران پر کسی بہت بڑے خوفناک شیطان کا سایہ دیکھ رہا ہوں۔ مدد کر! میری مدد فرما! اور عمران کو اس مصیبت سے بچا......" سید چراغ شاہ صاحب اس وقت انتہائی عاجزی اور انکساری کے ساتھ سجدہ ریز ہو کر دعا مانگنے میں مصروف تھے۔

کچھ دن ہو گئے تھے، شاہ صاحب کو لگاتار خواب آ رہا تھا۔ جس میں وہ عمران کو انتہائی زخمی حالت میں ویرانے میں پڑا دیکھ رہے تھے اور اس کے اردگرد گدھوں کو اس کا گوشت نوچتے دیکھ رہے تھے۔ اور وہ تکلیف سے بری طرح سے تڑپ رہا تھا۔

شاہ صاحب چونکہ ایک نیک اور برگزیدہ شخصیت تھے اسی لیے اس خواب کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اشارہ سمجھا اور اسی وجہ سے وہ کئی دنوں سے لگاتار بوقت تہجد بارگاہ ایزدی میں سربسجدہ ہو کر دعا کر رہے تھے تاکہ اللہ تعالیٰ عمران پر اپنی خصوصی رحمت نازل فرمائے اور اسے سلامت رکھے۔ اور عمران کو اللہ تعالیٰ متوقع خطرے سے محفوظ

رکھے۔

شاہ صاحب چونکہ جانتے تھے کہ دعا مومن کا ہتھیار ہے اسی لیے وہ اس وقت دعا میں مصروف تھے تاکہ شیطان کے مقابلے میں عمران کو اللہ تعالیٰ کی تائید اور خصوصی رحمت حاصل ہو جائے۔

O.....O.....O

کافرستانی وزیراعظم اس وقت اپنے گھر کے ڈرائنگ روم میں بیٹھا چائے پی رہا تھا اور ساتھ ساتھ ٹیلی ویژن پر لگا انٹرنیشنل نیوز بلیٹن دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرے کے تاثرات سے یہی لگ رہا تھا کہ اس کی توجہ مکمل طور پر اس نیوز بلیٹن کی طرف نہیں تھی۔ وہ کچھ دیر بعد نظر گھما کر فون کی طرف دیکھتا اور پھر خالی خالی نظروں سے ٹیلی ویژن دیکھنا شروع ہو جاتا۔ کچھ دیر بعد اس نے ٹیلی ویژن سے نظریں ہٹا کر دوبارہ فون کو دیکھا اور ساتھ ہی بڑبڑایا۔

''ہونہہ! نجانے مہاراج اس وقت کیا کر رہے ہوں گے۔ ابھی تک ان کی کال بھی نہیں آئی۔ بہت وقت ہو گیا ہے.....'' وزیراعظم نے بے چینی سے گھڑی دیکھتے ہوئے کہا۔

شاید یہ قبولیت کی ہی گھڑی رہی ہو گی کہ ادھر وزیراعظم کے منہ سے یہ الفاظ نکلے ادھر فون کی گھنٹی بجنا شروع ہو گئی تو وزیراعظم نے لپک کر رسیور اٹھا لیا۔

''آنند راج بول رہا ہوں.....'' وزیراعظم نے ٹھہرے ہوئے اور باوقار انداز میں کہا۔

''مہاراج مہا کال بول رہا ہوں بالکے.....'' دوسری طرف سے ایک بھاری اور

انتہائی غراہٹ بھری آواز سنائی دی۔

"اوہ، اوہ۔ مہاراج کی جے ہو۔ مہاراج پر دیوی دیوتا اپنا آشیرباد بنائے رکھیں۔ مہاراج! آپ نے بڑی دیر کر دی۔ میں انتہائی بے چین تھا۔ مہاراج! کام کا کیا ہوا؟ کیا کام ہو گیا ہے؟ کیا اس فتنے سے ہماری جان بخشی ہو جائے گی؟" وزیراعظم نے مہاراج کی آواز سنتے ہی اس کی جے جے کار کے بعد توپ سے نکلے گولوں کی طرح لگاتار سوال داغ دیے۔

"دھیرج، دھیرج بالکے! گھبراؤ مت۔ تم نے آج تک ہمیں جو بھی کام کرنے کا کہا ہے وہ ہوا ہے یا نہیں۔ یہ بتاؤ تم......" مہاراج نے کہا۔ لہجہ نرم ہونے کے باوجود بھی اس کی آواز میں غراہٹ بدستور موجود تھی۔

"نہیں نہیں مہاراج! میری اتنی ہمت کہاں کہ میں ایسا کچھ سوچ بھی سکوں۔ بس وہ جو ہمارا شترو ہے نا وہ ہمیں ایک آنکھ نہیں بھاتا۔ اس اکیلے مورکھ نے کافرستان کو اتنا نقصان پہنچایا ہے کہ بس آپ کو کیا بتاؤں؟ آپ سے کون سا کچھ ڈھکا چھپا ہے۔ آپ گیانی دھیانی ہیں۔ آپ کو تو سب معلوم ہے۔ اسی لیے تو آپ سے اس راکھشس کے کریا کرم کی بنتی کی ہے......" وزیراعظم نے بنار کے بولتے ہوئے کہا۔

"بہت بولتے ہو تم۔ اگر تم میرے داس نہ ہوتے تو اب تک تم پرلوک سدھار چکے ہوتے......" دوسری طرف سے مہاراج کی شدید غراہٹ بھری آواز ابھری۔

"شش۔ شما چاہتا ہوں مہاراج! شما کیجیے۔ بڑی بھول ہو گئی۔ بس وہ مورکھ حواس پر سوار ہے۔ شما کیجیے مہاراج......" وزیراعظم نے فوری معافی طلب کرتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بھک منگوں کا سا تھا۔

"ٹھیک ہے، ٹھیک ہے! آئندہ خیال رکھنا۔ تم ہمارے بالک ہو۔ ہم تمہیں

CamScanner

پریشان کیسے دیکھ سکتے ہیں؟ بہر حال بالکے، تم رتی بھر بھی چنتا مت کرو۔ اس موریکھ کا ہم نے اس بار ایسا اپائے کیا ہے کہ وہ بچ نہیں پائے گا۔ اور دیوی دیوتاؤں کے آشیرباد سے وہ کافرستان تو کجا کسی کافرستانی چیونٹی کو بھی معمولی سی تکلیف نہیں پہنچا پائے گا۔ اور دھرتی ماتا اس کے اشبھ تن سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے پوتر ہو جائے گی.....'' مہاراج نے گفتگو کرتے ہوئے کہا۔ لہجہ نرم تھا مگر غراہٹ بدستور موجود تھی۔

''مہاراج۔ کیا میں کچھ جاننے کی جسارت کر سکتا ہوں کہ آپ اس ملیچھ کا کیا اپائے کرنے والے ہیں؟'' وزیر اعظم نے ڈرتے ڈرتے سوال پوچھا۔

''ہاں، ہاں۔ کیوں نہیں۔ ہم نے ابھی ایک چلہ مکمل کر کے جنات کا ایک پورا قبیلہ قابو کیا ہے اور ہم ان جنات کے قبیلے کی مدد سے اس ملیچھ پر اتنے حملے کروائیں گے کہ اس بدذات کا پور پور ہزار بار جیے گا اور لاکھوں بار مرے گا.....'' مہاراج نے دوسری طرف سے جواب دیا۔

''مم۔ مگر مہاراج! یہ۔ یہ جنات، یہ سب کیسے کریں گے اور بات صرف اس اکیلے ملیچھ ہی کی نہیں بلکہ ملیچھوں کے پورے گروہ کی ہے اور ان کا سربراہ جسے نہ کسی نے دیکھا ہے اور نہ ہی اس کے بارے میں کوئی کچھ جانتا ہے۔ تو مہاراج! یہ۔ یہ۔ جنات۔ مم۔ میرا مطلب۔ تت۔ تت۔ تو آپ سمجھ رہے ہیں نا۔ مم۔ مہاراج.....'' وزیر اعظم نے مہاراج کے غصے کے پیش نظر بری طرح سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''تم شاید لمبی لمبی باتیں کرنے کے عادی ہو۔ ایک تو تم وزیر اعظم ہو اور دوسرا ہمارے داس بھی ہو اسی لیے ہم تم سے ناراض نہیں ہوتے۔ تم نے شاید جنات کے بارے میں کبھی کچھ سنا ہی نہیں۔ یہ بڑی طاقتور اور خوفناک مخلوق ہیں۔ اور ہم نے کالی کی کالی طاقتوں کی مدد جن جنات کو قابو کیا ہے وہ دنیا کی سب سے خوفناک طاقتوں

کے مالک ہیں۔ اور اس کے علاوہ ہماری کالی طاقتیں بھی ہیں۔ اور پھر ہم ایک کالی کی کالی ہنڈیا بھی تیار کریں گے جو اس ملیچھ کو ہر حال میں نرک باسی کر دے گی......'' مہاراج نے جواب دیا۔ اس سے پہلے کہ وزیر اعظم کوئی جواب دیتا مہاراج کی آواز رسیور پر دوبارہ ابھری۔

''اور اس کے جتنے بھی ساتھی ہیں سب کے سب مریں گے۔ تم ایسا کرو کہ ابھی ہمارے پاس آجاؤ تاکہ ہم تمہیں بتائیں کہ ہم کیا کرنے والے ہیں......'' مہاراج نے کہا۔

''اوہ ٹھیک ہے مہاراج! میں آ رہا ہوں......'' وزیر اعظم نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا اور تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

O......O......O

جولیا کافی دنوں سے بڑی پریشان تھی۔ وہ ایک عجیب سی الجھن کا شکار تھی۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اس کے ساتھ یہ کیا چکر چل رہا ہے؟ جب وہ چلتی تو اسے یوں محسوس ہوتا کہ جیسے کوئی ماورائی وجود آہستہ آہستہ اس کے پیچھے پیچھے چل رہا ہو۔

سوتی تو خود کو دھوئیں سے لبریز ایک تاریک قبرستان میں پاتی جس کی تاریکی اور خوفناکی میں اضافہ کرنے کے لیے دھند دو آتشہ کام کرتی تھی اور مُردوں سے اپنی جان بچانے کیلئے بھاگتی رہتی۔

اپنے فلیٹ میں ہوتی تو دن میں اے سی چلنے کے باوجود بھی فلیٹ میں گرمی رہتی اور رات کو انتہائی حد تک ٹھنڈک میں اضافہ ہو جاتا۔

CamScanner

یہ صورتحال تھی تو خاصی خطرناک لیکن جولیا اس کے باوجود بھی نجانے کیوں ابھی تک عمران یا سیکرٹ سروس کے کسی بھی ساتھی کو کچھ نہیں بتا پائی تھی۔ حالانکہ فراغت تھی۔ سیکرٹ سروس کے ممبران اکثر اس کے فلیٹ میں موجود رہتے تھے اور عمران بھی دو تین مرتبہ اس سے ملنے آیا تھا لیکن وہ کسی کو بھی نہ بتا پائی۔ دوسری عجیب بات یہ ہوتی کہ ان کی موجودگی میں فلیٹ کے حالات نارمل رہتے تھے۔

اس وقت بھی جولیا، عمران اور سیکرٹ سروس کے ممبران کے ہمراہ ڈنر کر کے لوٹی تھی۔ پارکنگ میں گاڑی پارک کرنے کے بعد جیسے ہی وہ فلیٹ کی طرف بڑھنا شروع ہوئی تو اسے یہ احساس ہونا شروع ہو گیا کہ کوئی اس کے پیچھے دبے پاؤں آ رہا ہے۔ لیکن جب وہ پلٹی تو اس کے پیچھے کوئی بھی موجود نہیں تھا۔ حالانکہ احساس بڑا واضح تھا۔

جولیا کو اپنے جسم میں ایک عجیب سی سنسناہٹ اور تھرتھراہٹ محسوس ہو رہی تھی۔ سردی کا احساس بھی شدت اختیار کر گیا تھا لیکن ماحول بالکل نارمل تھا۔ یہ بس جولیا کو محسوس ہوا تھا۔ اس نے جیسے ہی دوبارہ فلیٹ کی طرف قدم اٹھانا شروع کیے تو اسے یہ احساس پھر آن وارد ہوا کہ کوئی ماورائی وجود اس کے پیچھے موجود ہے۔ لیکن پیچھے کچھ بھی نہیں تھا۔

"لگتا ہے میرا دماغ خراب ہو گیا ہے اور مجھے کسی اچھے سے نفسیاتی ڈاکٹر سے رجوع کرنے کی ضرورت ہے......" جولیا بڑبڑائی اور پھر پلازہ کی سیڑھیاں چڑھتی ہوئی اپنے فلیٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی مگر پشت پر کسی غیر مرئی وجود کا اور ہڈیوں میں سرایت کرتی ٹھنڈک کا احساس ہنوز برقرار تھا۔

جولیا نے سر جھٹکا اور فلیٹ کے دروازے کے سامنے پہنچ کر چابی لگا کر تالا کھولا اور دروازہ دھکیل کر اندر داخل ہو گئی۔ سامان فلیٹ کے ہال میں رکھے صوفے پر رکھ کر

CamScanner

واش روم میں فریش ہونے جا گھسی۔ جب وہ واش روم سے باہر آئی تو یہ دیکھ کر اس کی آنکھیں پھیل گئیں کہ سارا فلیٹ کسی برفانی علاقے کا منظر پیش کر رہا تھا۔ جیسے سردیوں میں پہاڑوں پر جگہ جگہ برف جمی ہوتی ہے ٹھیک ویسے ہی فلیٹ میں ہر طرف برف ہی برف جمی ہوئی تھی اور ہڈیوں میں سرایت کرتی ہوئی شدید ٹھنڈک موجود تھی۔

اس شدید سردی کی وجہ سے جولیا کے دانت بجنا شروع ہو گئے تھے اور اس کا جسم بھی بری طرح سے کانپنا شروع ہو گیا تھا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ سائبیریا میں بنا حفاظتی اقدامات کے آ گئی ہو۔ سردی رگوں کا خون جما رہی تھی۔ وہ ٹھنڈ سے کانپتی حیرانی سے یہ نظارہ دیکھ رہی تھی کہ اسے اپنے سر پر پھڑ پھڑاہٹ سنائی دی تو اس نے کانپتے ہوئے اوپر دیکھا تو سر پر موجود چھت سے لٹکتے اور برف سے بھرے پنکھے پر ایک گدھ بیٹھا نظر آیا۔ حیرانی کی بات یہ تھی کہ گدھ خاصا بڑا اور بدہیت تھا مگر اس کے وزن سے پنکھا بالکل بھی دبا ہوا یا ڈولتا نظر نہیں آ رہا تھا۔

اس بدہیت گدھ کو دیکھ کر جولیا کا سانس اوپر کا اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا اور اس کی خونی آنکھیں دیکھ کر اسے اپنے سردی سے کانپتے وجود میں اور خاص کر ریڑھ کی ہڈی میں شدید سردی کی لہریں دوڑتی ہوئی محسوس ہونا شروع ہو گئیں اور اس کی حالت خراب ہوتی چلی گئی۔

جولیا خوفزدہ نظروں سے گدھ کو دیکھتے ہوئے ہانپتی کانپتی پیچھے کھسکنا شروع ہو گئی تھی کہ یکلخت چھت پر ایک زوردار دھماکہ ہوا۔ ایک پراسرار ماحول، ایک خوفناک اور بدہیت گدھ اور اس پر مستزاد یہ خوفناک دھماکہ۔

دھماکے کی آواز جولیا کو اپنے دل و دماغ میں اترتی ہوئی محسوس ہوئی اور ہانپتی کانپتی جولیا کو یوں لگا کہ یہ دھماکہ جیسے اس کے سر پر ہوا ہے اور اس کی لپیٹ میں اس کا

دل و دماغ آ گئے ہیں۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ ان اثرات سے سنبھل پاتی۔ گدھ نے اچانک اپنے پنکھ پھڑ پھڑائے اور بری طرح سے چیختا ہوا بجلی سے بھی زیادہ تیزی سے جولیا پر حملہ آور ہوا اور اس نے کریہہ انداز میں چیختے ہوئے اپنی چونچ اس کے سر میں دے ماری۔ اور اپنے پنجے اس کے سینے میں گاڑ دیے۔ جولیا کے منہ سے ایک دلخراش چیخ بلند ہوئی جس نے فلیٹ کے درو دیوار ہلا دیے۔

آخری احساس جولیا کو یہی ہوا کہ گدھ کے پنجے اس کا سینہ پھاڑتے ہوئے سیدھا دل میں اتر گئے ہیں اور اس کے ساتھ ہی جولیا کے تمام احساسات مٹتے چلے گئے اور اس کا دماغ تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔



عمران پر ان دنوں آوارگردی کا بھوت سوار تھا۔ وہ معمولات صبح سے فارغ ہو کر خلاف توقع اچھا لباس زیب تن کر کے نکل جاتا اور سارا دن ہوٹل گردی کرتا رہتا تھا۔ فلیٹ آتا تو سلیمان کی کم بختی آئی رہتی۔ یہاں سے فارغ ہوتا تو جس ہوٹل میں جاتا وہاں سب کی کم بختی آئی رہتی۔ شرارتیں وہی رہتیں بس ٹیکنی کلر لباس نہیں ہوتا تھا۔

اس وقت بھی عمران ہوٹل شیراز کی انتظامیہ کی درگت بنانے اور ڈنر کرنے کے بعد نکلا تھا اور سڑک پر بلاوجہ گاڑی دوڑا رہا تھا۔ یہ اس کی مخصوص سپورٹس کار تھی۔

”یوں گاڑی دوڑانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ پہلے ہی پیٹرول کافی مہنگا ہے۔ اسے یوں ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ کام میں لانا چاہیے۔ کیا کرنا چاہیے؟ کیا کرنا چاہیے؟ چلو! آج ان کالے دیوؤں کی خبر لینی چاہیے۔ ان سے ملے کافی عرصہ ہو گیا ہے......“ عمران نے اسٹیئرنگ پر رکھے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے اسٹیئرنگ پر

طبلہ بجانے کے سے انداز میں کہا۔

کچھ دیر بعد عمران گاڑی سمیت رانا ہاؤس کے گیٹ پر موجود تھا۔ اس نے مخصوص انداز میں ہارن بجایا اور انتظار کرنے لگا کہ جوزف یا جوانا دونوں میں سے کوئی آ کر گیٹ کھولے۔ چند لمحوں بعد عمران نے پھر ہارن بجایا مگر جواب ندارد۔

''اوہ! لگتا ہے کہ کالے دیو شاید پرستان کوچ کر گئے ہیں تاکہ میرے لیے ایک اچھی اور خوبصورت سی پری لاسکیں تاکہ میں اس پری سے شادی کر کے اپنا خانہ برباد اوہ......وہ......خانہ آباد بلکہ شادی خانہ آبادی سے بہرہ مند ہو جاؤں......'' عمران نے شیخ چلی کی طرح خیالی گھوڑے دوڑاتے ہوئے کہا۔ پھر کار سے اتر کر گیٹ کے ایک طرف مخصوص ابھار دبایا تو ایک پینل نمودار ہوا۔ عمران نے اسے آپریٹ کیا تو رانا ہاؤس کا گیٹ کھل گیا۔ پھر اس نے گاڑی اندر لے جا کر گیٹ کو دوبارہ لاک کر دیا اور پھر ڈرائنگ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

جیسے ہی وہ ڈرائنگ روم کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تو حقیقت میں اس کے صرف طوطے ہی نہیں بلکہ چڑیاں کبوتر سب کوچ کر گئے۔ کیونکہ سامنے کا منظر ہوشربا اور جان کن تھا۔ ڈرائنگ روم قبرستان میں تبدیل ہو چکا تھا۔ عمران جلدی سے پلٹا مگر پیچھے بھی قبریں ہی قبریں تھیں۔ آسمان پر چاند کی چاندنی پھیلی ہوئی تھی جو قبرستان میں بھی پڑ رہی تھی اور ماحول کی پراسراریت میں اضافہ کر رہی تھی۔

قبرستان میں شدید سردی کا راج تھا۔ جس کی وجہ سے عمران کو یکلخت سردی کا احساس ہونا شروع ہو گیا تھا۔ قبرستان میں جگہ جگہ دھوئیں کے مرغولے اٹھ رہے تھے اور اس پر مستزاد ہلکی ہلکی دھند بھی پڑنا شروع ہو گئی تھی اور ماحول کی خوفناکی میں اضافہ ہوتا چلا گیا تھا۔

CS CamScanner

''یہ میں کہاں پہنچ گیا ہوں؟ کہیں میں کوئی خواب تو نہیں دیکھ رہا؟'' عمران نے سردی محسوس کرتے ہوئے کہا۔

قبرستان، قبریں اور ایسا ماحول عمران کے لیے نیا نہیں تھا۔ اس کا ماورائی معاملات میں ان سے پالا پڑتا رہتا تھا۔ اور عمران ویسے بھی بڑے دل گردے کا مالک تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ خوفزدہ نہیں ہوا تھا البتہ حیران ضرور تھا کیونکہ آج کل کوئی ماورائی سلسلہ بھی نہیں تھا تو وہ اس اسرار پر حیران تھا۔

''یا الٰہی! یہ کیا ماجرا ہے؟ اگر قبرستان ہی بھیجنا تھا تو کم از کم جولیا کو ہی ساتھ بھیج دیتے تاکہ میں اس سے شادی کر کے اس خوبصورت ماحول کو چار چاند لگا دیتا۔ اور یہاں تو رقیب روسیاہ...... اوہ سوری! رقیب روسفید کا بھی کوئی خطرہ نہیں تھا۔ اور اگر یہاں موت لکھی ہے تو جولیا کی موت بھی یہیں ہوتا کہ پہلو میں قبر یار ہو اور روح مرنے کے بعد سکون رہے کہ جولیا رقیب روسیاہ...... اوہ سوری! رقیب روسفید کے ہتھے نہیں چڑھ سکی اور وہ سر میں خاک ڈالے صحراؤں میں لیلیٰ لیلیٰ پکارتا پھر رہا ہے۔ مگر حیرت کی بات تو یہ ہے کہ میں یہاں کیسے پہنچ گیا ہوں؟'' عمران نے پُرمزاح انداز میں کہا لیکن اس کی نظریں بڑی تیزی سے اردگرد کا جائزہ لینے میں مصروف تھیں۔ ساتھ ہی ساتھ وہ آگے بڑھنا شروع ہو گیا۔

ابھی عمران چند قدم ہی چلا تھا کہ یکلخت قبریں پھٹنا شروع ہو گئیں اور ان میں سے سفید کفن پوش مردے نکلنا شروع ہو گئے۔

''ارے! ارے! میں تو دلہن کا کہہ رہا تھا۔ یہ اتنے سارے باراتی وہ بھی بنا دلہن کے کہاں سے آ گئے؟ ارے! میں تمہیں کہاں سے کھلاؤں، پلاؤں گا......'' عمران نے مردوں کو نکلتے ہوئے دیکھ کر بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

CS CamScanner

ادھر مردے تھے کہ نکلتے آ رہے تھے۔ ان کی شکلیں عجیب، بدہیت، خوفناک اور کئی پھٹی تھیں۔ آنکھیں پھٹی پھٹی، چہرے ادھڑے ادھڑے، آدھے کھائے کان، ہونٹ بھربھرے سے، ناک کی جگہ سوراخ، منہ سے لمبے، نوکیلے اور تیز دانت نکلے ہوئے تھے۔ ایسے میں قبریں پھٹتے اور ان میں سے مردے نکلتے دیکھ کر عمران کے جسم میں خوف کی سرد لہریں دوڑتی چلی گئیں۔ اس کے چہرے پر قدرے خوف کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ یہ سب کچھ غیر متوقع تھا۔ یہ منظر ہالی وڈ کی ہارر مووی جیسا تھا۔

''ارے! جوزف، جوانا! کہاں ہو تم لوگ؟ اور یہ رانا ہاؤس قبرستان کیسے بن گیا ہے؟ جوزف، جوانا......'' عمران نے انہیں پکارا۔ کیونکہ وہ خالی ہاتھ تھا۔ اس کے پاس کوئی ہتھیار وغیرہ نہیں تھا۔ اور وہ یہ بھی جاننا چاہتا تھا کہ وہ دونوں بھی کہیں ایسے حالات کا شکار تو نہیں ہو گئے۔

ادھر مردے تھے کہ قبروں سے یوں دھڑا دھڑ نکل رہے تھے جیسے بارش کے بعد زمین سے کینچوے نکلتے ہیں۔

''انہیں کیا پکار رہے ہو؟ وہ تمہیں بچانے کے لئے نہیں آنے والے۔ یہاں صرف موت ہے۔ وہ بھی تمہاری موت جو تمہارے سر پر کھڑی ہے......'' ایک کھردری اور کھڑکھڑاتی آواز عمران کو اپنی پشت پر سنائی دی تو وہ تیزی سے پلٹا۔ پھر اسے ایک سیاہ کفن پوش مردہ دکھائی دیا۔ یہ مردہ دوسرے مردوں سے زیادہ بھیانک تھا۔ اس کا چہرہ کٹا پھٹا اور لوتھڑوں سے بھرا تھا۔ چہرے پر بس ایک ہی آنکھ تھی جو انتہائی سرخ تھی۔ جبکہ دوسری آنکھ کی جگہ ایک سیاہ سوراخ تھا جس میں بچھو دوڑتے نظر آ رہے تھے۔ اس مردے کو دیکھ کر عمران کے چہرے پر خوف ابھر آیا۔ یہ تاثرات بس دو ایک لمحوں کے

لیے اس کے چہرے پر موجود رہے پھر وہ اپنے مخصوص موڈ میں لوٹ آیا اور اس کا خوف زائل ہوتا چلا گیا۔ جبکہ اس دوران مردے قبروں کے ارد گرد اکٹھے ہوتے چلے گئے۔

''ارے، ارے! پیارے بھائی! کیوں دل دہلا رہے ہو؟ تمہیں پتہ تو ہے کہ میں ایک نازک طبیعت انسان ہوں۔ ایسی خوفناک باتیں میرا معدہ ہضم نہیں کر پاتا۔ پھر اگر میرا ہارٹ فیل ہو گیا تو جولیا شادی سے پہلے ہی بیوہ اور شاید میرے کبھی نہ ہونے والے بچے یتیم ہو جائیں گے......'' عمران نے اطمینان بھرے انداز میں کہا۔ اس کا لہجہ ایسا تھا جیسے وہ دوستوں کے ساتھ پکنک منانے آیا ہو۔ وہ مکمل طور پر ہوش و حواس میں تھا جبکہ آنکھیں ارد گرد کا جائزہ لینے میں مصروف تھیں۔

''کہنے یا نہ کہنے سے موت ٹل نہیں سکتی۔ اور جس کی تم بات کر رہے ہو اس کی بھی موت طے ہے۔ پکڑ لو اس کو اور ختم کر دو......'' سیاہ کفن پوش مردہ بولا۔

''ارے! اب مجھے رنڈوا بنانے پہ تل گئے ہو......'' ابھی عمران اتنا ہی بولا تھا کہ مردے عمران کی طرف بازو پھیلا کر بڑھنے لگے۔ جبکہ عمران سیاہ کفن پوش مردے کو اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر دو قدم لے کر اچھلا اور سیاہ کفن پوش مردے کے سر کے اوپر سے ہوتا ہوا اس کے پیچھے زمین پر آ رہا۔ کیونکہ وہ دیکھ چکا تھا کہ اس کے پیچھے مردے موجود نہیں تھے۔ پھر عمران بھاگ کھڑا ہوا۔ اور مردے لنج منج انداز میں اس کے پیچھے بھاگ پڑے۔ پھر تو جیسے قبرستان میں ریس شروع ہو گئی۔ عمران آگے آگے تھا مردے لنج منج انداز میں اس کے پیچھے۔

''ارے، ارے! رک جاؤ۔ میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے؟ تم سب جہنم میں ہی اچھے ہو۔ میرا وہاں کیا کام۔ کیوں خوامخواہ مجھے وہاں لے جانا چاہتے ہو؟'' عمران مردوں کے آگے آگے بھاگتا ہوا بول رہا تھا۔ مگر قبرستان تو سچ مچ شیطان کی آنت بن

چکا تھا جو ختم ہونے ہی میں نہیں آ رہا تھا اور عمران کو نکلنے کا کوئی راستہ بھی نہیں مل رہا تھا۔ ادھر مردے ان چیونٹیوں کی طرح بڑھتے جا رہے تھے جن کے بل میں پانی ڈال دیا گیا ہو۔ پھر عمران کے سامنے ایک قبر آئی جو اس نے پھلانگنی چاہی مگر اسی لمحے قبر میں سے ایک ہاتھ نکلا اور اس نے عمران کو ہوا میں ہی دبوچ لیا اور عمران منہ کے بل زمین پر آ رہا۔

عمران نے جلدی سے چہرے کے آگے ہاتھ رکھ لیے ورنہ اس کے چہرے کا بھرتہ بن جانا تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ عمران اپنا پاؤں چھڑا پاتا اچانک وہاں سیاہ کفن پوش مردہ نمودار ہوا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر عمران کو گردن سے پکڑ کر ہوا میں لٹکا دیا۔ اس مردے کی گرفت اتنی سخت تھی کہ عمران کا چہرہ چند ہی لمحوں میں سرخ ہونا شروع ہو گیا۔ اس مردے کے حلق سے ایسی غراہٹیں بلند ہوئیں جیسے کوئی بچہ من پسند چیز ملنے پر قلقاری مار کر خوش ہوتا ہے۔

''اب کہاں جاؤ گے؟ موت سے بھی بھلا کوئی بھاگ پایا ہے جو تم بھاگ رہے تھے......'' سیاہ کفن پوش مردہ بولا۔ اس کی اکلوتی آنکھ کی سرخی بڑھ گئی تھی۔

عمران کا چہرہ سرخ ہوتا جا رہا تھا اور اس کی سانس بھی رکنا شروع ہو گئی تھی۔ اس کا جسم اس کے ہاتھ میں بری طرح سے پھڑکنا شروع ہو گیا تھا۔ اس دوران باقی مردے دائرے کی شکل میں جمع ہو گئے تھے اور قبرستان ان کی غراہٹوں سے گونج رہا تھا۔ پھر سیاہ کفن پوش مردے نے اپنا منہ کھولا اور اس کے نوکیلے دانت لمبے ہوتے چلے گئے۔ اس کے ساتھ ہی اس مردے نے اپنے دانت عمران کی گردن کی طرف بڑھا دیے۔

عمران کے منہ سے ایک دلدوز چیخ بلند ہوئی کیونکہ اسے یہی محسوس ہوا تھا کہ سیاہ

CS CamScanner

کفن پوش مردے نے اپنے دانت اس کی گردن میں گاڑ دیئے تھے۔ عمران کا دماغ سانس کی وجہ سے پہلے اندھیرے میں ڈوب رہا تھا۔ اس پر تاریکی چھاتی چلی گئی اور اس کے حواس آہستہ آہستہ اس تاریکی میں ڈوبتے گئے۔

O.....O.....O

جس طرح گہرے تاریک بادلوں میں بجلی کی لہر چمکتی ہے ٹھیک اسی طرح جولیا کے دماغ میں بھی ایک لہر چمکی اور پھر یہ لہر روشنی بن کر اس کے پورے دماغ میں پھیلتی چلی گئی اور اس کے ساتھ ہی جولیا ہوش میں آ گئی۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔ چند لمحے وہ یونہی بیٹھی رہی۔ اسے گزشتہ واقعات بالکل بھی یاد نہیں آ رہے تھے۔ جولیا اس وقت اپنے بیڈ روم میں تھی۔ پھر اس نے جب وال کلاک کو دیکھا تو اس پر صبح کے نو بج رہے تھے۔ اور کھڑکی کے راستے روشنی اندر آ رہی تھی۔

"کمال ہے۔ میں آج اتنی دیر تک سوتی رہی ہوں۔ سر بھی بھاری ہو رہا ہے۔ اور دل میں بھی متلاہٹ پیدا ہو رہی ہے....." جولیا نے ایک ہاتھ سر اور دوسرا ہاتھ دل پر رکھ کر خود کلامی کی۔ پھر جولیا نے دونوں ہاتھوں سے سر تھام لیا کیونکہ سر میں اچانک درد کی ایک تیز لہر اٹھی تھی۔ چند لمحے تو وہ یونہی بیٹھی رہی پھر تیزی سے اٹھ کر باتھ روم کی طرف شاور لینے بھاگ گئی۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ اگر اس نے سر پر پانی نہ ڈالا تو دماغ کی نسیں پھٹ جائیں گی۔

کافی دیر تک وہ شاور لیتی رہی پھر لباس بدل کر واپس آئی تو اس کا چہرہ کافی حد تک پرسکون ہو گیا تھا۔ جولیا نے ڈرائنگ روم میں بیٹھ کر ٹیلی ویژن آن کیا اور پروگرام دیکھنا شروع ہو گئی۔ کچھ دیر بعد جولیا کو یکلخت بھوک کا احساس ہونا شروع ہو گیا۔ جولیا

CamScanner

نے ٹیلی ویژن آف کیا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

''کسی ہوٹل سے ہی ناشتہ کر لینا چاہیے۔ اب دل نہیں چاہ رہا کوئی کام کرنے کو.....'' جولیا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں ایک عجیب سی کسلمندی نمایاں تھی۔ اسے کچھ عجیب سا محسوس ہو رہا تھا۔

پھر جولیا فلیٹ لاک کر کے پارکنگ میں پہنچ کر اپنی گاڑی میں بیٹھ گئی اور اسے سٹارٹ کر کے بھگانے لگی۔ کچھ دیر یونہی گاڑی بھگانے کے بعد اس نے اپنی گاڑی سکس ایونیو پر موجود مون ریسٹورنٹ کی پارکنگ میں کھڑی کر دی۔ جیسے ہی اس نے گاڑی پارک کی اسی وقت کچھ فاصلے پر ایک سرخ رنگ کی سپورٹس کار آ کر رکی۔ جولیا اپنی گاڑی میں ہی موجود تھی۔ پھر نظارہ دیکھ کر جولیا کی آنکھیں حلقوں سے باہر نکل آئیں۔ کیونکہ سپورٹس کار سے عمران اور صالحہ ایک ساتھ اترے تھے۔ اور پھر وہ دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر ریسٹورنٹ کے اندرونی حصے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ ان دونوں نے ارد گرد کی ذرا بھی فکر نہیں کی۔ صالحہ تو تقریباً عمران کے ساتھ چپکی ہوئی تھی اور اس کے کندھے پر سر لگائے اور ایک ہاتھ سے بازو پکڑے ہوئے تھی۔

جولیا کے چہرے پر یہ منظر دیکھ کر عجیب سے تاثرات تھے۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ پھر وہ بھی اپنی گاڑی سے نیچے اتری اور ان کے پیچھے ہی ریسٹورنٹ کے اندرونی حصے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ ہال میں پہنچ کر اس نے عمران اور صالحہ کو ایک میز کے گرد ایک دوسرے کے ہاتھ تھامے محبوبانہ انداز میں بیٹھے ایک دوسرے سے باتوں میں مشغول دیکھا تو اس کے دل میں درد کی تیز لہریں اٹھتی چلی گئیں۔ وہ علیحدہ ایک میز کے پاس کرسی پر بیٹھ گئی۔ وہ ایسے بیٹھی ہوئی تھی کہ جب تک گردن گھما کر نہ دیکھا جائے تب تک اس پر نظر نہیں پڑ سکتی تھی۔ اس کے آگے تین میزیں لوگوں سے پر تھیں۔ اس

دوران عمران اور صالحہ کی میز پر کھانا سرو کر دیا گیا تھا۔ جس انداز میں ان دونوں نے کھانا شروع کیا تھا وہ جولیا کے تن بدن میں آگ لگانے کے لیے کافی تھا۔ اور شدید غم وغصہ سے اس کا چہرہ سرخ ہوتا جا رہا تھا۔

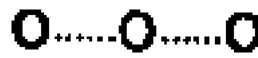
''میڈم! یور آرڈر پلیز......'' اسی لمحے ویٹر کی آواز نے جولیا کو چونکا دیا۔

''اوہ! یس۔ یس! ٹو سلائس ود ون ایگ اینڈ مینگو جوس......'' جولیا نے آرڈر دیا لیکن اس کی نظریں بدستور ان پر گڑی ہوئی تھیں۔ اور ویٹر ''یس میم'' کہہ کر چلا گیا۔ چند لمحوں کے بعد جولیا کو اس کا آرڈر سرو کر دیا گیا۔ وہ اب سلائس یوں توڑ چبا رہی تھی جیسے وہ عمران اور صالحہ ہوں۔

صالحہ نے ہمیشہ اس کی موجودگی اور غیر موجودگی میں عمران کو اپنا بھائی کہا تھا اور عمران کا رویہ بھی صالحہ کے ساتھ بھائیوں والا ہی رہا تھا۔ خود صالحہ بھی صفدر کے لیے جذبات رکھتی تھی اور اس کے لیے پسندیدگی بھی ظاہر کر چکی تھی۔ مگر اب جو جولیا دیکھ رہی تھی وہ اسے تپا دینے کے لیے کافی سے کوسوں پرے تھا۔ پھر وہ دونوں ناشتہ کر کے واپس پارکنگ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ جولیا نے بھی پرس سے روپے نکال کر پلیٹ کے نیچے رکھے اور اٹھ کر ان کے پیچھے بڑھتی چلی گئی۔ پھر جولیا نے گاڑی میں بیٹھ کر عمران کی سپورٹس کار کے پیچھے اپنی گاڑی لگا دی۔

''ہونہہ! میرے سامنے کیسے بہن بھائی بنے رہتے تھے اور یہ ہے حقیقت۔ عمران! تم انتہائی کٹھور اور سنگ دل ہو۔ میں ہی ایک پتھر سے سر پھوڑ رہی تھی۔ تمہارے لیے میں نے اپنا وطن چھوڑا۔ ماں، باپ، رشتہ دار چھوڑے۔ سب کچھ چھوڑ دیا۔ اور تم نے مجھے یہ صلہ دیا۔ آج میں تمہیں اور تمہاری اس محبت کو زندہ نہیں چھوڑوں گی اور تم سے ایسا بھیانک انتقام لوں گی کہ تم مرنے کے بعد بھی کسی سے بے وفائی کا سوچ بھی نہیں

سکو گے......" جولیا گاڑی بھگاتے ہوئے انتہائی خونخوار اور غضبناک لہجے میں بولی۔ اسے اتنا غصہ چڑھ چکا تھا کہ شاید ہی اتنا غصہ اسے کبھی زندگی میں آیا ہو۔ وہ اپنی گاڑی عمران کی سپورٹس کار کے پیچھے دوڑاتی چلی گئی۔



جولیا کے دل و دماغ میں اس وقت آندھیاں سی چل رہی تھیں۔ اس کا چہرہ لال بھبھوکا ہو چکا تھا۔ وہ اس وقت شدید غصے کی حالت میں تھی۔ اس نے اس وقت گاڑی صالحہ کے فلیٹ والے پلازہ کی پارکنگ میں کھڑی کر رکھی تھی۔ عمران، صالحہ کو ڈراپ کر کے چلا گیا تھا۔ ان دونوں میں سے کسی نے بھی جولیا کی گاڑی کا نوٹس نہیں لیا تھا۔

وہ اس وقت گاڑی میں بیٹھی انتہائی غضبناک انداز میں صالحہ کو دیکھ رہی تھی جو کچھ فاصلے پر کھڑی ایک عورت سے باتیں کر رہی تھی۔ پھر صالحہ مڑے بغیر اس عورت سے فارغ ہو کر اپنے فلیٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

"آج تمہارا آخری دن ہے۔ آج میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی۔ تمہاری اس حرکت کا تمہیں پورا پورا صلہ دیا جائے گا۔ تم نے میری محبت پر ڈاکہ ڈالا ہے۔ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی......" جولیا بے انتہا غصے سے پھنکاری۔ حالانکہ وہ ایسی باتیں کبھی نہیں کرتی تھی مگر اس وقت اس کا غصہ اس کے قابو سے باہر ہو چکا تھا۔ پھر جولیا نے سائیڈ سیٹ ہٹا کر منی پسٹل اٹھایا اور گاڑی سے اتر کر صالحہ کے فلیٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ کچھ دیر بعد وہ صالحہ کے فلیٹ کے دروازے پر موجود تھی۔ جولیا نے ڈور

CamScanner

بیل بجائی تو ڈورفون سے آواز آئی۔

''کون ہے؟'' ڈورفون پر صالحہ کی آواز ابھری۔

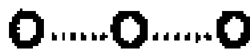
''جولیا ہوں۔ دروازہ کھولو جلدی.....'' جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔ اور منی پسٹل پر گرفت سخت کر لی۔

''اوہ اچھا۔ آرہی ہوں.....'' صالحہ کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔ پھر چند لمحوں کے بعد صالحہ دروازے پر موجود تھی۔

''آؤ آؤ جولیا! اندر آجاؤ.....'' صالحہ نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا مگر جولیا نے منی پسٹل اس پر تان دیا۔

''یہ..... یہ..... کیا مطلب؟'' جولیا کا چہرہ اور انداز دیکھ کر صالحہ بے اختیار بوکھلا کر بولی۔ مگر جولیا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس نے غصے سے دانت پیستے ہوئے صالحہ پر گولیاں داغ دیں۔ صالحہ چیختی ہوئی پشت کے بل جا گری اور اس کے سینے سے خون بہنا شروع ہو گیا۔ اور صالحہ کا جسم تڑپنا شروع ہو گیا۔ جبکہ جولیا اسے نفرت سے دیکھتی رہی۔

''اب تمہارے اس عمران کی باری ہے۔ جس نے مجھ سے دغا بازی کی اور میرے جذبات کا خون کیا.....'' جولیا نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتی واپس پارکنگ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ ارد گرد کے تمام فلیٹ ابھی بند تھے۔ کسی کو بھی کچھ پتہ نہیں چل سکا تھا۔ کیونکہ پسٹل بھی سائیلنسر ڈ تھا اور صالحہ کی چیخ بھی کچھ زوردار نہیں تھی۔



سید چراغ شاہ صاحب انتہائی عجلت میں عمران کے فلیٹ کی سیڑھیاں چڑھتے

ہوئے دروازے تک آئے اور بیل بجانے لگے۔

" آ رہا ہوں بھائی۔ یہ لوگ بھی وقت نہیں دیکھتے کہ کوئی غریب اگر مقوی دل و دماغ کھانا جات کھانے کی کوشش کر رہا ہو تو اسے ہرگز ڈسٹرب نہیں کرتے۔ ایک صاحب جان نہیں چھوڑتے اور دوسرے یہ لوگ......" سلیمان کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی دروازے میں سے اس کی شکل دکھائی دی۔ پھر شاہ صاحب کو دیکھ کر سلیمان کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ شاہ صاحب آج سے پہلے کبھی بھی فلیٹ پر نہیں آئے تھے۔ ان کے تاثرات نے سلیمان کو بوکھلانے پر مجبور کر دیا۔

" السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہٗ شاہ صاحب۔ آئیے، آئیے......" سلیمان نے سلام کے بعد سامنے سے ہٹتے ہوئے عاجزانہ انداز میں کہا۔

" وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ۔ نہیں سلیمان، وقت کم ہے اور کام زیادہ ہے۔ عمران بیٹا اس وقت شدید خطرے میں ہے۔ تم یہ دم کیا ہوا پانی لو اور جوزف اور جوانا کو لے کر فوراً رانا ہاؤس جاؤ۔ اور یہ تعویذات بھی لے جاؤ، خود بھی پہنو، جوزف اور جوانا کو بھی پہناؤ، عمران بیٹے کو بھی پہناؤ۔ کوشش کرو کہ وہ بچ جائے۔ جتنی جلدی ہو سکے وہاں پہنچو۔ باقی اللہ مالک ہے......" شاہ صاحب نے خلاف معمول ایک لمبی تقریر کی۔ اور اس کے ساتھ ہی سلیمان کو ایک پانی والی بوتل اور کچھ تعویذات تھما دیے۔

" مگر شاہ صاحب......" سلیمان نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

" نہیں! جلدی کرو۔ اگر دیر ہو گئی تو بہت برا ہو گا اور باقی تمام ساتھیوں کو بھی کہہ دینا کہ جیسے بھی ہو سکے کل صبح تک میری رہائش گاہ والی مسجد میں غسل کر کے اور جیبوں میں حروف مقطعات کی تختیاں رکھ کر آئیں۔ میں اب چلتا ہوں۔ تم بھی جلدی کرو۔

اللہ تمہارا حامی و ناصر ہو۔۔۔۔۔'' شاہ صاحب نے جلدی سے کہا اور واپس مڑ گئے۔

معاملے کی شدت کا احساس کرتے ہی سلیمان تیزی سے اندر بھاگا اور اس نے دانش منزل فون ملا کر بلیک زیرو کو ساری صورتحال سے آگاہ کیا۔ پھر جوزف اور جوانا کو فون کر کے رانا ہاؤس پہنچنے کا کہہ کر ٹیکسی لے کر رانا ہاؤس کی طرف اڑا جا رہا تھا۔

O.....O.....O

جوزف اور جوانا کی ان دنوں خوب گاڑھی چھن رہی تھی۔ اور آج کل چونکہ عمران نے بھی رانا ہاؤس کا چکر نہیں لگایا تھا اسی لیے وہ دونوں رانا ہاؤس کا خصوصی حفاظتی نظام آن کر کے ڈنر کے لیے گاہے بگاہے ہوٹل گردی میں مصروف رہتے تھے۔ آج بھی وہ دونوں ڈنر کے لیے نکلے ہوئے تھے۔

''جوزف! آج کل ماسٹر نے نہ ہی ہمیں فون کیا ہے اور نہ ہی ہم سے کبھی ملنے آیا ہے۔۔۔۔'' جوانا نے کہا۔ وہ ڈرائیونگ سیٹ پر موجود تھا جبکہ جوزف سائیڈ سیٹ پر موجود تھا۔ وہ جوانا کی ہیوی سلنڈر بحری جہاز نما گاڑی میں سوار تھے۔

''دیکھو جوانا۔ باس مالک ہے اور ہم غلام ہیں۔ اور غلاموں کو اپنے آقا کے بارے میں ایسے بات کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اسے جب بھی ہماری ضرورت ہوتی ہے وہ ہمیں کال کر لیتا ہے۔ اور یہ اس کا کیا کم احسان ہے کہ وہ نہ صرف ہمارے اخراجات برداشت کرتا ہے بلکہ ہم سے محبت بھی کرتا ہے۔ اور ہماری ذرا سی تکلیف پر بے چین بھی ہو جاتا ہے۔۔۔۔'' جوزف نے باقاعدہ طور پر عمران کی مدح بیان کرتے ہوئے کہا۔

''ارے، ارے۔ میرا یہ مطلب نہیں تھا۔ بلکہ میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ ہم بے کار

CS CamScanner

پڑے رہتے ہیں۔ ہمارے لیے بھی کوئی کام ہونا چاہیے......" جوانا نے کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی ڈیش بورڈ پر رکھے ہوئے سیل فون کی گھنٹی بجنا شروع ہو گئی تو جوانا نے گاڑی ایک طرف روک کر ہاتھ بڑھا کر فون اٹھالیا اور سکرین پر نام کا ڈسپلے دیکھ کر چونک اٹھا۔

"کیا ہوا؟" جوزف نے اسے چونکتے دیکھ کر پوچھا۔

"سلیمان کی کال ہے۔ خیریت ہو......" جوانا نے جواب دیا اور سیل فون آن کر کے کان سے لگالیا۔ اس نے لاؤڈر پہلے ہی آن کر دیا تھا۔

"جوانا بول رہا ہوں......" جوانا نے کہا۔

"سلیمان بول رہا ہوں۔ تم لوگ کہاں ہو؟ جلدی رانا ہاؤس پہنچو۔ صاحب کی جان کو اس وقت شدید خطرہ لاحق ہے۔ جلدی کرو۔ میں بھی پہنچ رہا ہوں......" سلیمان کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا۔

"یہ کیا چکر چل گیا ہے۔ اور ماسٹر کو کیسے خطرہ لاحق ہو گیا ہے؟" جوانا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ ٹھہرو جوانا! مجھے اچانک فضا میں تاریک بادل تیرتے دکھائی دینا شروع ہو گئے ہیں۔ یہ وہ تاریک بادل ہیں جو افریقہ کے جنگل کے شمالی حصوں میں رہنے والے قبیلوں پر شیطانوں کا شیطان موگالا بھیجا کرتا تھا جن میں موت چھپی ہوتی تھی......" جوزف نے جوانا سے کہا اور اس کے ساتھ ہی سیٹ سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔ اس نے جوانا کے جواب کا انتظار بھی نہیں کیا۔ وہ بھی چونکہ لاؤڈر آن ہونے کی وجہ سے سلیمان کی بات سن چکا تھا اس لیے وہ فوری طور پر اندازہ لگانا چاہتا تھا کہ حالات کیسے ہیں؟

"کمال ہے۔ وہاں ماسٹر کی جان خطرے میں ہے اور یہاں تم مراقبے میں چلے گئے ہو۔ جوزف، جوزف....." جوانا نے اسے پکارا مگر جوزف تو ایسے دوا پڑا تھا جیسے نشے میں دھت آدمی گہری اور تیز دھوپ میں آرام سے پڑا رہتا ہے۔

"اب کیا کروں؟ ایسے معاملات میں جب بھی جوزف کو ایسا احساس ہوتا ہے تب تب خطرے والی بات ہوتی ہے....." جوانا پریشانی سے بڑبڑایا اور جوزف کے آنکھیں کھولنے کا انتظار کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد جوزف نے آنکھیں کھول دیں۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں۔

"جوانا۔ گاڑی رانا ہاؤس کی طرف بھگاؤ۔ جلدی کرو۔ باس انتہائی خطرے میں ہے....." جوزف نے تیز لہجے میں کہا۔ اس کی بے چینی کو بھانپتے ہوئے جوانا نے بنا سوال کیے گاڑی بھگا دی۔

"کچھ مجھے بھی تو بتاؤ....." جوانا نے سوال کیا۔ وہ گاڑی بھگا رہا تھا۔

"راستے میں بتاتا ہوں۔ بس گاڑی بھگاتے رہو اور پھولوں والی دکان پر رکنا۔ ہمیں وہاں سے موشارے بھی لینا ہوں گے....." جوزف نے تیز لہجے میں جواب دیا۔

"موشارے۔ کیا یہ کوئی پھول ہیں؟" جوانا نے حیرانی سے دریافت کیا جبکہ وہ ساتھ ساتھ گاڑی کی رفتار بڑھاتا جا رہا تھا۔

"یہاں مقامی طور پر انہیں گلاب کے پھول کہا جاتا ہے۔ ان سے نجس چیزوں کے اثرات ختم ہوتے ہیں اور طبیعت میں بحالی پیدا ہوتی ہے۔ اب منہ بند کرو اور گاڑی بھگاؤ....." جوزف نے بات کے آخر میں جوانا کو ڈانٹ دیا تو جوانا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لیے۔ اس نے ایک لمحے کے لیے جوزف کو دیکھا اور گاڑی کی رفتار

بڑھاتا چلا گیا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ جوزف عمران کے معاملے میں ایسا ہی تھا۔ جب بات عمران کی جان کی آجاتی تھی تو وہ کسی کو بھی خاطر میں نہیں لاتا تھا۔ یہ بات جوانا بھی اچھی طرح جانتا تھا۔ خاطر میں تو جوانا بھی کسی کو نہیں لاتا تھا مگر اب موقع کی مناسبت وہ بس خاموش ہی رہا تھا۔ گاڑی رانا ہاؤس کی طرف بڑھتی جا رہی تھی۔

O......O......O

صفدر اور کیپٹن شکیل میں ان دنوں خاصی گہری چھن رہی تھی۔ وہ صبح اکٹھے ہو جاتے اور پھر کسی ہوٹل سے ناشتہ کرنے کے بعد دارالحکومت کے گرد و نواح میں خوبصورت مقامات کی سیر کو نکل جاتے۔ سارا دن سیر سپاٹا کرتے اور رات کو مختلف ہوٹلز میں منعقد ہونے والی تقریبات میں شرکت کر کے رات گئے واپس لوٹتے تھے۔ ان دنوں چونکہ کوئی کیس تو تھا نہیں اسی لیے راوی نے بس چین ہی چین لکھ رکھا تھا۔ بس ایکسٹو کی طرف سے اتنی پابندی عائد تھی کہ وہ دارالحکومت سے باہر کہیں نہیں جا سکتے تھے۔

آج بھی وہ دونوں ہوٹل پیراڈائز میں بیٹھے اپنے ناشتے کا انتظار کر رہے تھے۔ یہ ہوٹل مقامی کھانوں کے لحاظ سے نمبر ون ہوٹل تھا۔

”صفدر! کیا خیال ہے آج عمران صاحب کی خبر نہ لی جائے۔ کافی دن ہو گئے ہیں ان سے ملے ہوئے......“ کیپٹن شکیل نے کہا۔

اس دوران ان کا ناشتہ سرو کر دیا گیا تھا جو کہ خاصا ہیوی تھا۔

”ہاں! بات تو تمہاری ٹھیک ہے۔ کافی دن ہو گئے ہیں نہ ہی چیف کی کوئی کال آئی ہے اور نہ ہی عمران صاحب سے ملاقات ہوئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ ناشتہ کرنے

CamScanner

کے بعد چلتے ہیں۔ آج ان کے ساتھ تفریح کا پروگرام بناتے ہیں۔ خاصا لطف آئے گا......" صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے، ناشتہ کرلو۔ پھر چلتے ہیں۔ ویسے صفدر تم نے ایک بات پر غور کیا ہے کہ صدیقی اور اس کے ساتھیوں کو ہم لوگوں نے نظر انداز کر دیا ہے۔ ان کا حال ہی کبھی نہیں پوچھا......" کیپٹن شکیل نے کہا اور ساتھ انہوں نے ناشتہ کرنا شروع کر دیا۔

"یہ بات بھی صحیح ہے۔ ایسا کرتے ہیں کہ آج پوری ٹیم کے ساتھ عمران صاحب کے فلیٹ پر دھاوا بول دیتے ہیں اور رباب کی دعوت ان سے اڑاتے ہیں......" صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی صفدر کے سیل فون کی گھنٹی بجنا شروع ہو گئی۔ اس نے سیل فون جیب سے نکالا تو سکرین پر چیف کا نام ڈسپلے دیکھ کر چونک پڑا۔

"کیا ہوا؟" کیپٹن شکیل نے اسے چونکتے دیکھ کر پوچھا۔

"چیف......" صفدر نے مختصر جواب دیتے ہوئے کہا اور کال ریسیو کر لی۔

"لیس سر۔ صفدر سپیکنگ......" صفدر نے مودبانہ انداز میں کہا۔ یہ خصوصی ساخت کے سیلائٹ لنکڈ سیل فون تھے۔ ان کی کال نہ ہی کیچ ہوتی تھی اور نہ ہی ٹریس۔

"فوراً صالحہ کے فلیٹ پہنچو۔ چونکہ تم لوگ ہوٹل پیراڈائز میں بیٹھے ناشتہ کر رہے ہو اور وہاں سے صالحہ کا فلیٹ پانچ منٹ کی دوری پر ہے۔ اسے گولیاں ماری گئی ہیں۔ میں نے ایک کام کے سلسلے میں اسے فون کیا تو اس کے ہمسائے سے بات ہوئی ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ وہ ایک ہمسایہ ڈاکٹر سے ابتدائی طبی امداد کے بعد اسے ہسپتال لے جا رہے ہیں۔ فوری پہنچو اور اسے بچاؤ......" دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی اور ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا۔ ایکسٹو کی بات نے صفدر کے چہرے پر

پریشانی ابھار رہی تھی۔ اسے ایکسٹو کی ہوٹل پیراڈائز میں اپنی موجودگی پر کوئی حیرت نہیں ہوئی تھی کیونکہ سیل فون میں ٹریکرز لگے ہوئے تھے جن سے آسانی سے لوکیشن کا پتہ چل جاتا تھا۔

''کیا ہوا؟'' کیپٹن شکیل نے اسے چونکتے اور چہرے کا رنگ بدلتے دیکھ کر پوچھا۔

''جلدی کرو۔ صالحہ کو گولیاں لگی ہیں۔ یہ پتہ نہیں چلا کہ کس نے ماری ہیں؟ مگر ہمیں فوری طور پر اسے فاروقی ہسپتال پہنچانا ہے......'' صفدر نے تیزی سے کہا اور والٹ سے ایک بڑا نوٹ نکال کر پلیٹ کے نیچے رکھا اور پارکنگ کی طرف بھاگتا چلا گیا جبکہ کیپٹن شکیل بھی اس کے پیچھے تھا۔

''کیا تمہارے پاس ایمرجنسی میڈیکل باکس ہے؟'' صفدر نے گاڑی میں بیٹھتے ہوئے پوچھا جبکہ کیپٹن شکیل ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا تھا اور اس نے گاڑی بھگانا شروع کر دی تھی۔

''ہاں۔ تمہیں پتہ تو ہے کہ میں ایسی چیزیں ہمیشہ اپنے پاس رکھتا ہوں......'' کیپٹن شکیل نے گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے جواب دیا۔

وہ سمجھ گیا تھا کہ صفدر نے ایمرجنسی میڈیکل باکس کا کیوں پوچھا تھا۔ گاڑی تیزی سے صالحہ کے فلیٹ کی طرف بڑھتی چلی جا رہی تھی جبکہ ان دونوں کے چہرے بری طرح سے ستے ہوئے تھے۔ انہیں سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ صالحہ کو گولیاں کس نے اور کیوں ماری ہیں جبکہ آج کل تو کوئی کیس بھی نہیں تھا۔

O.....O.....O

اس سے پہلے کہ عمران کا دماغ مکمل طور پر تاریکی میں ڈوب جاتا اور حواس ساتھ چھوڑ جاتے یکلخت کلمہ طیبہ کی زوردار آواز سنائی دی اور عمران کے تاریک پڑتے دماغ میں روشنی جگمگانا شروع ہو گئی۔ سیاہ کفن پوش مردہ کلمہ طیبہ کی آواز سنتے ہی چیختا چلاتا غائب ہو گیا اور اس کے ہاتھ میں تقریباً بے دم لٹکا عمران زمین پر آ رہا۔ اس کے ساتھ ہی مردے اور قبریں سب غائب ہوتے چلے گئے اور ڈرائنگ روم اصل حالت میں آ چکا تھا۔ اسی لمحے ڈرائنگ روم کا دروازہ کھلا اور سلیمان اندر داخل ہوا۔ وہ تیزی سے زمین پر پڑے اور چھٹپٹاتے عمران کی طرف بڑھا۔ پھر اس نے دم کیے پانی کے چند قطرے عمران کے جسم پر ڈال دیئے۔ ایسا کرنے سے عمران کا جسم ساکت ہوتا چلا گیا اور اس کا بری طرح سے بگڑا ہوا چہرہ بھی بحال ہونا شروع ہو گیا۔ پھر سلیمان نے دیواروں اور کونوں میں دم کیے پانی کا چھڑکاؤ کر دیا۔ جبکہ اس دوران عمران کا جسم کسمسانا شروع ہو گیا اور اس کی آنکھیں یکدم کھلتی چلی گئیں اور اس نے ہوا میں ہاتھ مارنا شروع کر دیئے۔

''نہیں، نہیں۔ تم مجھے نہیں مار سکتے......'' عمران نے لاشعوری انداز میں کہا تو سلیمان تیزی سے اس کی طرف بڑھا اور اس نے عمران کو ہوش میں لانے کے لیے جھنجھوڑنا شروع کر دیا۔

''صاحب، صاحب۔ ہوش میں آئیں۔ میں ہوں سلیمان......'' سلیمان نے عمران کو بری طرح سے جھنجھوڑتے ہوئے کہا تو اس کے ساتھ ہی عمران کی آنکھوں میں شعور کی چمک ابھرتی چلی گئی۔

''اوہ۔ اوہ۔ یہ تم ہو سلیمان۔ اور وہ۔ وہ۔ مردے اور قبرستان کہاں گئے۔ اور مجھے کاٹنے والا سیاہ کفن پوش مردہ۔ سب کہاں چلے گئے؟'' عمران نے سلیمان کے

سہارے کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور چلتا ہوا پاس پڑی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"صاحب۔ پتہ نہیں آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ مجھے شاہ صاحب نے یہاں بھیجا کہ آپ کی جان بچا سکوں۔ تو میں نے فوری طور پر طاہر صاحب کو آگاہ کیا اور جوزف اور جوانا کو یہاں پہنچنے کا کہہ کر خود بھی آ پہنچا۔ جب میں رانا ہاؤس میں داخل ہوا تو ڈرائنگ روم سے عجیب سی آوازیں اور آپ کی چیخ سنائی دی تو میں نے ہدایت کے مطابق کلمہ طیبہ کا با آواز بلند ورد شروع کر دیا۔ جب میں ڈرائنگ روم میں داخل ہوا تو آپ فرش پر پڑے عجیب سے انداز میں ٹیڑھے میڑھے ہو رہے تھے۔ تو میں آپ پر دم کیا پانی چھڑکا اور ساتھ ہی چاروں کونوں میں بھی ڈال دیا۔ باقی اس کے علاوہ میں کچھ نہیں جانتا....." سلیمان نے مفصل انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا جبکہ عمران بس اس کی بات سنتا رہا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ شاہ صاحب نے مزید کچھ بتایا ہے....." عمران نے دریافت کیا۔ اس کے لہجے سے اب بھی پژمردگی جھلک رہی تھی۔

"جی نہیں۔ بس یہی کہ آپ غسل کر لیں....." سلیمان نے جواب دیا۔ پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ڈرائنگ روم کا دروازہ کھلا اور جوزف اور جوانا اندر داخل ہوئے۔

"اوہ گاڈ۔ شکر ہے باس کہ آپ ٹھیک ہیں۔ یہ جلدی سے پہن لیں....." جوزف نے کہا اور عمران کے گلے میں گلاب کے پھولوں کا ہار ڈال دیا۔

"یہ کیوں پہنے ہیں کالے دیو۔ میری کون سا شادی ہو رہی ہے....." عمران نے دھیمے لہجے میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"باس۔ یہ جنس اثرات ختم کرنے میں مدد کرتے ہیں۔ شیطانی ذریات کے

اثرات ختم کر کے دل و دماغ کو تازگی دیتے ہیں۔ حکیم عاملین اکثر عرق گلاب اسی لیے استعمال کرتے ہیں....." جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس دوران عمران کے چہرے کی پژمردگی دور ہونا شروع ہو گئی تھی۔ سلیمان اور جوانا خاموش تھے۔ وہ کچھ نہیں بولے تھے۔ اسی لمحے ڈرائنگ روم کا دروازہ کھلا اور بلیک زیرو میک اپ میں اندر داخل ہوا۔

"عمران صاحب! اب آپ کیسا محسوس کر رہے ہیں؟ مجھے یہاں چیف نے آپ کی خیریت دریافت کرنے کے لیے بھیجا ہے تا کہ میں تمام حالات ان کو رپورٹ کر سکوں....." رسمی سلام دعا کے بعد بلیک زیرو نے پوچھا۔

جوزف اور سلیمان تو بلیک زیرو کی اصل حیثیت سے آگاہ تھے لیکن چونکہ جوانا آگاہ نہیں تھا اسی لیے بلیک زیرو چیف کے نمائندہ خصوصی کے میک اپ میں آیا تھا۔ اس لیے اس کے آنے پر کوئی بھی چونکا نہیں تھا۔

"یہ تو مجھے بھی کچھ خاص معلوم نہیں۔ یہ تو سلیمان یا جوزف ہی کچھ بہتر بتا سکتے ہیں....." عمران نے جواب دیا۔

"صاحب! راشد صاحب کو میں بتا دیتا ہوں۔ آپ جائیں اور فوری طور پر غسل کریں....." سلیمان نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا تو عمران سر ہلاتا ہوا ملحقہ غسل خانے کی طرف بڑھتا چلا گیا جبکہ سلیمان اور جوزف نے بلیک زیرو کو جو کہ نمائندہ خصوصی راشد کے میک اپ میں تھا کو حالات سے آگاہ کرنا شروع کر دیا۔

O.....O.....O

"ہاں جوزف! اب بتاؤ کیا صورت حال ہے؟ سلیمان تو جو جانتا ہے وہ مجھے بتا

چکا ہے......" عمران جو غسل لینے کے بعد ڈرائنگ روم میں آ کر بیٹھ گیا تھا، نے پوچھا۔ اس کے گلے میں گلاب کے پھولوں کا ہار اب بھی موجود تھا۔ بلیک زیرو، سلیمان، جوزف اور جوانا وہاں پہلے سے موجود تھے۔

"باس! آپ پر اس بار غیبی دنیا کی انتہائی خطرناک مخلوق نے حملہ کیا ہے۔ یہ ویرانوں، غیر آباد جزیروں اور تاریک دلدلوں میں رہتی ہے۔ ان کو افریقہ کے شیطانوں کا شیطان موگالا اپنے دشمنوں کا قلع قمع کرنے بھیجا کرتا تھا۔ یہ مخلوق اپنے شکار کو ڈرا ڈرا کر اور عجیب وغریب حالات پیدا کر کے مارا کرتی تھی۔ اس مخلوق کے نجس اثرات انسانی جسم کو بری طرح سے متاثر کرتے ہیں اور یہ موشارے ان نجس اثرات کو ختم کر کے طبیعت بحال کرنے میں مدد کرتے ہیں۔ بس ابھی تک اتنا ہی معلوم ہوا ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں قادر جوشوا سے رابطہ کر کے پوچھوں کہ آپ پر یہ مخلوق کس نے چھوڑی ہے؟" جوزف نے تفصیلاً جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن عمران صاحب، یہ چکر آخر کس نے چلایا ہے؟ کیونکہ اب تو نہ ہی کوئی کیس ہے اور نہ ہی کوئی ماورائی معاملہ......" اس سے پہلے کہ عمران جواب دیتا بلیک زیرو نے سوال پوچھ لیا۔

"دیکھیں راشد صاحب، یہ ضروری تو نہیں کہ کوئی ماورائی معاملہ ہو تو اس قسم کے حالات پیدا ہوں گے۔ میں چونکہ ماورائی معاملات میں شامل ہوتا رہتا ہوں اور شیطان لعین کو میں چبھتا ہوں اسی لیے وہ اپنے گرگوں کو میرے پیچھے لگائے رکھتا ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے......" عمران نے بلیک زیرو کو جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن پھر بھی عمران صاحب......" بلیک زیرو نے دوبارہ کہنا چاہا لیکن عمران نے اس کی بات کاٹ دی۔

CamScanner

''ایک بات یاد رکھیں راشد صاحب، اگر موت لکھی ہے تو ہم بھاگ کر بھی نہیں جا سکتے اور اگر نہیں لکھی تو موت ہی ہماری سب سے بڑی ضامن ہے۔ باقی اللہ پاک مالک ہے.....'' عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''صاحب! شاہ صاحب نے آپ کو بلایا ہے۔ آپ کو دیر نہیں کرنی چاہیے.....'' سلیمان نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا جبکہ جوانا ہنوز خاموش تھا۔ اس نے کسی بات میں حصہ نہیں لیا تھا۔ وہ تو بس مار دھاڑ کا قائل آدمی تھا۔ اس کے نزدیک اس سے پہلے کہ معاملہ بگڑے، معاملہ بگاڑنے والے کو ہی ایسا بگاڑ دو کہ اس کی نسلیں تک یاد رکھیں۔

''ہاں۔ اب رات ختم ہونے والی ہے۔ صبح جاؤں گا.....'' عمران نے جواب دیا۔

''جوزف! تم ایسا کرو کہ اس مخلوق سے فی الحال بچنے کا کوئی انتظام کرو اور آپ سب لوگ یہیں رہیں۔ میں صبح ہوتے ہی شاہ صاحب کے پاس جاؤں گا۔ راشد صاحب! آپ بھی رک جائیں۔ صبح میں آپ کو ڈراپ کر دوں گا.....'' عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیے۔



عمران نے بلیک زیرو کو دانش منزل چھوڑا اور اس سے صالحہ کے زخمی ہونے کی تمام داستان سن کر اور اسے ہدایات دے کر گاڑی ڈرائیو کرتا ہوا تیزی سے شاہ صاحب کے گھر کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔ اس نے جلد وہاں پہنچنے کے لیے مین روڈ کی بجائے متبادل راستہ اختیار کیا تھا۔ وہ سوچوں میں کھویا ہوا تھا اور اس کے دماغ میں گزشتہ واقعات گردش کر رہے تھے۔

وہ متبادل راستے پر ابھی کچھ ہی دور آیا تھا کہ اچانک ایک بہت بڑا گدھ دھڑ

سکرین سے آ ٹکرایا۔ ایک زوردار دھماکہ ہوا اور ونڈ سکرین بری طرح سے تڑخ گئی اور اس کے ساتھ ہی عمران کا ہاتھ اسٹیئرنگ سے بھٹک گیا اور گاڑی بری طرح سے لہراتی ہوئی سڑک کے ساتھ موجود درختوں کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

عمران نے بڑی مشکل سے گاڑی سنبھالی ورنہ تو آج اس کا کچومر نکل جانا لازمی تھا۔ حیرت کی بات تو یہ تھی کہ اس قدر زوردار ٹکراؤ کے باوجود بھی گدھ بڑے اطمینان سے بونٹ پر جما بیٹھا تھا۔ اور اپنی سرخ سرخ آنکھوں سے عمران کو گھور رہا تھا جبکہ عمران نے بڑی مشکل سے قابو پا کو گاڑی روکی تھی۔

گدھ خاصا ہیبت ناک تھا۔ اسے دیکھ کر عمران کو اپنے رونگٹے کھڑے ہوتے محسوس ہونا شروع ہو گئے تھے۔ عمران نے جلدی سے اپنی جیبیں ٹٹولیں تو بے اختیار چونک اٹھا کیونکہ وہ حروف مقطعات کی تختی لکھ کر اپنے پاس رکھنا بھول گیا تھا۔

''اوہ! حروف مقطعات کی تختی تو میں لکھنا ہی بھول گیا۔ اور اوپر سے یہ کم بخت بھی آ ٹپکا......'' عمران نے قدرے پریشانی سے کہا۔ اسے اب کچھ سوجھ بھی نہیں رہا تھا۔

ٹھیک اسی لمحے گدھ کے منہ سے ایک زوردار چیخ برآمد ہوئی۔ اس چیخ کے نتیجے میں ایک لمحے کے لیے تو عمران کے حواس معطل ہو گئے مگر دوسرے ہی لمحے اس نے اپنے حواس سنبھالے اور با آواز بلند کلمہ طیبہ پڑھنا شروع کر دیا۔ کلمہ طیبہ کی آواز سنتے ہی گدھ چیختا ہوا، ہوا میں اڑتا ہوا غائب ہو گیا۔

''اوہ۔ شکر ہے تیرا خدایا۔ اس منحوس سے جان چھوٹ گئی۔ میں تو حروف مقطعات کی تختی لکھنا ہی بھول گیا تھا۔ اب مزید کسی مشکل سے بچنے کے لیے ورد کرنا ہی بہتر ہوگا......'' عمران نے کہا اور پھر کچھ سوچ کر وہ فوراً گاڑی سے نیچے اترا اور اس نے درختوں کے نیچے صاف مٹی دیکھ کر نیت کر کے تیمم کر لیا کیونکہ وہاں پانی میسر نہیں

تھا۔ پھر وہ گاڑی میں بیٹھا اور اسے شاہ صاحب کے گھر کی طرف بھگاتا چلا گیا۔

O...O...O

سلیمان ابھی ابھی فلیٹ واپس آیا تھا۔ اب اس کا چائے پینے کا موڈ بن رہا تھا اس لیے وہ کچن کی طرف بڑھتا چلا گیا تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ کچن میں داخل ہو پاتا ڈور بیل بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر تو جیسے ڈور بیل بجانے والا شاید بیل پر انگلی رکھ کر بھول گیا کیونکہ ڈور بیل لگاتار چنگھاڑ رہی تھی۔

"ارے ارے، رک جاؤ۔ میں اور میرے صاحب تو پہلے ہی انتہائی غریب ہیں۔ ہمارا چولہا تو پہلے ہی ادھار پر چل رہا ہے۔ ہم مانگ تانگ کر کھانا پینا پورا کر رہے ہیں۔ اگر یہ بیل جل گئی تو اس کا خرچہ کس کی جیب سے نکلوائیں گے۔ میں کہتا ہوں کہ رک جاؤ....." سلیمان نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ شاید اس کی آواز بیل بجانے والے تک پہنچ گئی تھی جبھی بیل کی آواز سنائی دینا بند ہو گئی تھی۔

"تیرا شکر ہے یا رب۔ تو نے بیل بجانے والے کو عقل تو دی کہ جب دروازہ نہ کھلے تو دوبارہ بیل نہیں بجانا چاہیے....." سلیمان نے کہا اور پھر کچن کی طرف پلٹ پڑا مگر اسی لمحے پھر سے بیل بجنا شروع ہوئی اور بجتی چلی گئی۔

"ارے ارے رک جاؤ۔ کیوں مجھ پر اور صاحب پر ظلم ڈھا رہے ہو۔ اگر بیل خراب ہو گئی تو ہم کہاں سے نئی بیل لگوائیں گے؟ اب ہمیں قرضہ تو دور کی بات ہے چندہ دینا بھی کوئی پسند نہیں کرتا....." سلیمان نے آہستہ آہستہ دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا جبکہ بیل اس دوران ایک وقفے کے بعد دوبارہ بجنا شروع ہو گئی تھی۔

"ارے بھئی آ رہا ہوں۔ ذرا چھری تلے دم تو لو تھوڑا....." سلیمان نے کہا اور پھر

ڈھیلے قدموں دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے آخر کار اس نے دروازہ کھول دیا۔ پھر دروازہ کھلتے ہی اس کے سینے پر ایک ہنٹر پڑا اور وہ بے اختیار لڑکھڑا گیا۔ اس کے چہرے پر شدید غصے کے تاثرات ابھر آئے۔ لیکن سامنے موجود شخصیت دیکھ کر اس کے تاثرات نرم پڑتے چلے گئے۔

''آپ ہیں مس جولیا۔ میں پریشان ہو گیا تھا کہ باہر شاید سوپر فیاض ہے جو آج صاحب کو گولی مارنے کے موڈ میں ہے۔ آئیے آئیے ......'' سلیمان نے جولیا کو دیکھ کر اور اس کے تاثرات بھانپتے ہوئے انتہائی مؤدبانہ انداز میں کہا۔ وہ بھی چونکہ عمران اور اس کے تمام ساتھیوں کا مزاج آشنا تھا اس لیے جانتا تھا کہ کس وقت، کس ساتھی کے کیا تاثرات ہو سکتے ہیں؟ اسے جولیا اس وقت انتہائی خطرناک موڈ میں نظر آئی تھی اسی لیے وہ مؤدب ہو گیا تھا۔ اور خود جولیا کے پیچھے چلتا ہوا ڈرائنگ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

''ہاں۔ وہ گولی ہی کے لائق ہے اور اسے گولی بھی ماری جائے گی لیکن وہ گولی اسے فیاض نہیں میں ماروں گی۔ جلدی بتاؤ۔ وہ کہاں ہے؟'' جولیا نے مڑتے ہوئے سلیمان سے پوچھا تو وہ رک گیا۔

''مس جولیا! پتہ نہیں صاحب اس وقت کہاں ہوں اور کیا کرتے پھر رہے ہوں۔ آپ کو پتہ تو ہے کہ وہ مجھے کچھ بتاتے تو ہیں نہیں......'' سلیمان نے جواب دیا۔ اسے واقعی نہیں معلوم تھا کہ عمران اس وقت کہاں ہوگا۔ اس کا لہجہ اس وقت انتہائی مؤدبانہ تھا۔ حالانکہ یہ وہ سلیمان تھا جو کسی کو بھی خاطر میں نہیں لاتا تھا۔

''اسے ڈھونڈو، اسے فون کر کے بلاؤ اور بتاؤ کہ میں فلیٹ میں اس کا انتظار کر رہی ہوں......'' جولیا نے انتہائی درشت لہجے میں سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مس جولیا! آپ ڈرائنگ روم میں بیٹھیں۔ میں صاحب کو ڈھونڈ کر بتاتا ہوں کہ آپ یہاں موجود ہیں۔ وہ جلد آئیں......" سلیمان نے مؤدبانہ انداز میں کہا اور جولیا کو ڈرائنگ روم کی طرف بڑھنے کا اشارہ کر دیا۔

جولیا چند لمحے اسے شعلہ بار نگاہوں سے گھورتی رہی پھر سر جھٹک کر ڈرائنگ روم کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اس کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے۔ سلیمان بھی اس کے پیچھے پیچھے تھا۔

O......O......O

صدیقی، نعمانی، خاور اور چوہان دارالحکومت سے دور اعظم پورہ میں منعقد ہونے والا ایک ثقافتی پروگرام دیکھ کر واپس آ رہے تھے۔ رات بھر انہوں نے وہیں قیام کیا تھا۔ اس پروگرام میں پاکیشیا کے دیہی علاقوں کی تہذیب و ثقافت پیش کی گئی تھی۔ وہ چاروں اس پروگرام سے خوب محظوظ ہوئے تھے۔ کار صدیقی کی تھی۔ چوہان ڈرائیونگ سیٹ پر جبکہ صدیقی فرنٹ سیٹ پر اور پچھلی سیٹوں پر نعمانی اور خاور موجود تھے۔

"صدیقی! پروگرام کتنا خوبصورت تھا۔ اور لطف بھی خوب آیا تھا۔ لیکن ایک بات تم لوگوں نے محسوس کی؟" خاور نے صدیقی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تو سب چونک اٹھے۔

"پروگرام تو واقعی خوبصورت تھا مگر کون سی بات؟" صدیقی نے جواب دیتے ہوئے پوچھا۔

"اگر عمران صاحب بھی ہمارے ساتھ شامل ہوتے تو اس پروگرام کو چار چاند لگ

جاتے......" خاور نے کہا تو سب مسکرا اٹھے۔

"ہاں۔ یہ بات تو ہے کہ عمران صاحب جس محفل میں بھی موجود ہوں وہ اس محفل کی جان بن جاتے ہیں۔ اور محفل کو کشتِ زعفران بنا دیتے ہیں......" چوہان نے اسٹیرنگ انگلیوں سے بجاتے ہوئے کہا۔

اور اس کے ساتھ ہی اس نے گاڑی بائیں جانب سڑک پر موڑ دی۔ پھر سڑک پر گاڑی بھگاتا چلا گیا۔ گاڑی سڑک پر کچھ دور جا کر یکلخت گھر گھرا کر بند ہو گئی اور اسے ایک زوردار جھٹکا لگا اور وہ رک گئی۔ ان سب نے خود کو چوٹ لگنے سے بڑی مشکل سے بچایا تھا۔ گاڑی جہاں رکی تھی وہ ایک ویران سا علاقہ تھا اور سڑک کے دونوں اطراف میں بڑا سا میدان بھی موجود تھا۔

"اوہ۔ اب اسے کیا ہو گیا ہے؟ صدیقی! تم اپنی گاڑی کی ٹیوننگ کا کوئی سلسلہ وغیرہ نہیں کرتے ہو کیا؟" چوہان نے صدیقی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اور وہ سب گاڑی سے نیچے اتر آئے۔

"ایسا ہی ہوتا ہے۔ جب بچوں کو گاڑی صحیح انداز میں ڈرائیو کرنا نہ آئے تو وہ یہی کہتے ہیں جو تم نے ابھی کہا ہے......" صدیقی نے بات چوہان پر الٹتے ہوئے کہا تو باقی صدیقی کے جواب پر ہنس پڑے۔ پھر چوہان انجن چیک کرنے میں مصروف ہو گیا جبکہ باقی ادھر ادھر دیکھنا شروع ہو گئے۔

"تم میں سے کسی نے کچھ محسوس کیا؟ کچھ عجیب سا......" صدیقی نے اچانک کہا۔

"نہیں تو۔ مجھے تو کچھ عجیب محسوس نہیں ہوا۔ کیا تمہیں ایسا کچھ محسوس ہوا خاور......" نعمانی نے پہلے صدیقی پھر خاور کو مخاطب کرتے ہوئے کہا جبکہ چوہان انجن چیک کرنے میں مصروف تھا۔

CamScanner

"جیسے ہی ہم گاڑی سے نیچے اترے تو مجھے کچھ عجیب سا احساس ہوا تو تھا۔ میں نے اسے اپنا وہم سمجھا تھا مگر اب صدیقی بھی یہی کہہ رہا ہے....." خاور نے کہا۔

"عجیب سی سنسناہٹ ہے جو ہڈیوں میں سرایت کرتی ہوئی محسوس ہو رہی ہے یا پھر ایسا ہی کچھ....." صدیقی نے کہا۔

"تم دونوں خوامخواہ بک بک کر کے معاملے کو ماورائی بنانے کی کوشش مت کرو اور صحیح بات بتاؤ....." نعمانی نے الجھے ہوئے انداز میں کہا۔

"کچھ سمجھ آئے گا تو تمہیں بھی بتاؤں گا۔ سمجھ ہی کچھ نہیں آ رہا۔ بس ایسا لگ رہا ہے کہ کچھ ہونے والا ہے....." صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا تو خاور نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تمہاری بات درست لگ رہی ہے۔ واقعی کوئی انہونی ہونے والی ہے کیونکہ گاڑی بالکل درست حالت میں ہے۔ مگر انجن سے عجیب سی ٹھنڈک نکل رہی ہے۔ اور اس کی مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ ایسا کیوں ہوا ہے....." چوہان نے ان کے پاس آ کر کہا۔ وہ انجن چیک کرتے ہوئے ان کی باتیں سن رہا تھا۔

"ارے، وہ سامنے میدان کی طرف دیکھو۔ اس سمت میں اندھیرا بڑھ رہا ہے۔ حالانکہ ابھی تو دن کا آغاز ہے اور سورج بھی چمک رہا ہے....." اچانک خاور نے ایک سمت اشارہ کرتے ہوئے کہا تو سب اس سمت دیکھنا شروع ہو گئے۔ پھر اس سمت انہیں واقعی افق سیاہ ہوتا نظر آیا۔ حالانکہ آسمان صاف تھا اور سورج بھی چمک رہا تھا۔

"چلو چلو۔ جلدی گاڑی میں بیٹھو اور اسلحہ نکال لو۔ کچھ بڑی گڑبڑ لگ رہی ہے....." صدیقی نے عجلت بھرے انداز میں کہا تو سب گاڑی میں سوار ہو گئے اور انہوں نے اپنی اپنی طرف کی سیٹ ہٹا کر خصوصی ساخت کے مشین پسٹلز اور اضافی

CamScanner

راؤ عذر نکال لیے۔ اور گاڑی کے شیشے چڑھا کر وہ دور سیاہ ہوتے افق کو دیکھنے لگ گئے۔



عمران گاڑی شاہ صاحب کے گھر کی طرف جاتے متبادل راستے پر بھگاتا جا رہا تھا کہ اچانک اس کے سیل فون کی بیل بجنا شروع ہو گئی تو اس نے گاڑی ایک طرف روکی اور گیئر کے ساتھ بنی مخصوص جگہ میں پڑا سیل فون اٹھالیا۔ سیل فون پر فلیٹ کے خصوصی فون کا ڈسپلے فلیش کر رہا تھا۔

''اللہ تعالیٰ خیریت ہی رکھے۔ کہیں پھر کوئی گڑبڑ نہ ہو گئی ہو......'' عمران نے کہا اور کال ریسیو کر لی۔

''صاحب! سلیمان بول رہا ہوں۔ کہاں ہیں آپ؟'' اس سے پہلے کہ عمران کچھ کہتا سلیمان کی آواز سنائی دی۔

''میں شاہ صاحب کی طرف جا رہا ہوں۔ خیریت ہے......'' عمران نے پوچھا۔

''صاحب! آپ وہاں بعد میں جائیے گا۔ پہلے فلیٹ پر موجود جو حسین موت آپ کا انتظار کر رہی ہے اس کا کچھ سوچیں۔ مجھے کم از کم آج کے دن آپ کی خیریت نیک مطلوب ہوتی بالکل نظر نہیں آ رہی......'' سلیمان نے جواب دیا۔

''میری خیریت تو تمہیں ویسے بھی کم ہی نیک مطلوب بلکہ بالکل بھی نیک مطلوب نہیں ہوتی ہے۔ تمہاری تو پوری کوشش ہوتی ہے کہ میں بمعہ اپنی خیریت کہیں سدھار جاؤں۔ مگر یہ تو بتاؤ کہ کون سی حسین موت میرا انتظار کر رہی ہے۔ کہیں ثریا تو نہیں آ ٹپکی؟'' عمران نے ایک اندیشے کے تحت پوچھا۔

"نہیں جناب! بلکہ مس جولیا ملک الموت کا روپ دھارے اس وقت فلیٹ میں بنفس نفیس موجود ہیں۔ ان کے چہرے کے تاثرات سے مجھے لگ رہا ہے کہ آج آپ کو قبرستان سدھارنے سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ اور مجھے اپنی تمام تنخواہیں اور مراعات ڈوبتی صاف نظر آ رہی ہیں۔ آپ سنبھل کر فلیٹ آ دھمکیں ورنہ ان کا کچھ پتہ نہیں کہ آپ کے چکر میں وہ مجھے ہی رگڑ چھوڑیں اور میں خوامخواہ ہی دو بیلوں کی لڑائی میں بے چارے مینڈک کی طرح کچلا جاؤں......" سلیمان کی زبان ایک بار جب چل نکلے تو پھر اس کے آگے بند باندھنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں تھا۔ مگر اس کی بات پر عمران چونک اٹھا تھا۔

"اچھا سلیمان۔ یہ بات چھوڑو ذرا کلمہ طیبہ تو سنانا......" عمران نے اچانک ایک خیال آنے پر کہا۔ کیونکہ سلیمان نے اسے سلام نہیں کیا تھا۔ ورنہ تو سلام کرنا اس کی روٹین تھا۔ باقی تو بعد کا مسئلہ تھا کہ فون کرنے والا بہروپیا ہے صدیوں چھپتا رہے کہ کسے فون ملا بیٹھا۔

"کیوں خیریت ہے۔ اوہ! مجھے لگتا ہے کہ آپ اپنی کند ذہنی کی وجہ لگتا ہے کہ بھول گئے ہیں اور آپ کو بار بار یاد کرنے کے باوجود بھی یاد نہیں آ رہا۔ ویسے تو مجھے اتنے اچھے انداز میں چھکے چھڑے کلمے آتے ہیں کہ اب میں اپنی کیا تعریف کروں۔ پھر آپ کہیں گے کہ میں اپنے منہ میاں مٹھو بن رہا ہوں......" سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ کون سا کسی سے کچھ کم تھا اور باتوں میں اس سے کوئی جیت جائے یہ بھی ممکن نہیں تھا۔

"پیارے سلیمان! شاباش، جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو......" عمران اسے پچکارا۔ کیونکہ اگر وہ کوئی بات کرتا تو سلیمان نے مزید بات بڑھاتے جانا تھا۔

CS CamScanner

''دیکھیں صاحب! آپ کو اپنے آپ پر شک ہے تو بڑے شوق سے کریں۔ مگر مجھ پر مت کریں۔ لگتا ہے آپ کو خود پر یقین نہیں رہا مگر مجھے غیر مسلم مت سمجھیں۔ اور اگر آپ چھ کلمے یاد کرنا چاہتے ہیں تو صاحب! میں اس سلسلے میں اپنی خدمات پیش کرنے کی علیحدہ فیس وصول کروں گا۔ انہیں میں اپنی تنخواہوں اور مراعات کی طرح آپ کی بھینٹ نہیں چڑھنے دوں گا......'' سلیمان کی زبان کون سا میر ٹھ کی قینچی سے کم تھی۔ چلی تو الفاظ کترتی چلی گئی۔ اور اس کام میں وہ عمران سے بھی دو نہیں کئی ہاتھ آگے تھا۔ اس کی باتوں اور انداز سے عمران کو کچھ تسلی تو ہوئی مگر پھر بھی وہ مکمل یقین کرنا چاہتا تھا۔

''اچھا اچھا جناب عالم، فاضل، بے عزت، اوہ سوری! باعزت ورشی بداطوار، اوہ سوری! بااطوار مہربانی کر کے کلمہ طیبہ سنا دیں۔ آپ کی فیس ادا کر دی جائے گی......'' عمران نے بھی جواباً اسی انداز میں کہا۔ اس کی ذہنی کوفت سلیمان کی باتوں سے ختم ہو گئی تھی۔ پھر سلیمان نے اسے کلمہ طیبہ سنا دیا۔

''ٹھیک ہے میں آ رہا ہوں۔ تم ایسا کرو کہ انتہائی احتیاط کے ساتھ ڈرائنگ روم میں بے ہوشی والی گیس فائر کر دو۔ اگر جولیا اس سے بے ہوش نہ ہو تو تمہارے پاس شاہ صاحب کا دم کیا پانی موجود ہے وہ اس پر چھڑک دینا......'' عمران نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

''اچھا صاحب! میں سمجھ گیا۔ آپ بس جلدی آ جائیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ مس جولیا آپ کی جگہ مجھے تختہ مشق سمجھ کر مجھ پر نشانہ بازی شروع کر دیں۔ اب مجھے آپ اور آپ کے ناہنجار چچا سنگ ہی کی طرح سنگ آرٹ تو آتا نہیں کہ میں خود کو بچا سکوں۔ اور صاحب، اگر آج مس جولیا بے ہوش نہ ہوئیں تو سمجھیں میں آج عالم بالا کو روانہ ہو

گیا......" سلیمان نے جواب دیا۔ وہ کہاں باز آنے والا تھا۔

"چلو! اچھا ہے۔ تمہاری تنخواہوں اور مراعات سے میری جان تو چھوٹ جائے گی نا......" عمران نے جواباً کہا مگر دوسری طرف سے رابطہ منقطع ہو گیا تھا۔ سلیمان نے عمران کا جواب سننے کی زحمت گوارہ نہیں کی تھی۔ وہ عمران کا مزاج آشنا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ عمران ضرور جواب دے گا اس لیے وہ پہلے ہی فون آف کر گیا تھا۔ جبکہ عمران نے گاڑی واپس فلیٹ کی طرف موڑ لی تھی۔



صدیقی اور اس کے ساتھی ہاتھوں میں مشین پسٹلز اور ہینڈ گرنیڈ لیے گاڑی میں بیٹھے آسمان پر پھیلتی تاریکی دیکھ رہے تھے جو لحہ بہ لحہ قریب آتی جا رہی تھی۔ اب خوفناک چیخ و پکار سنائی دینا شروع ہو گئی تھی۔ یہ چیخ و پکار کانوں کے پردے پھاڑنے کو آ رہی تھی۔

"صدیقی! اب کیا کیا جائے؟" نعمانی نے پوچھا۔ ان سب کے چہروں پر تشویش ابھر آئی تھی۔

"سمجھ نہیں آ رہا ہے کہ کیا ہو رہا ہے؟ یہ کیا ہے جس سے آسمان سیاہ ہو رہا ہے اور چیخ و پکار الگ مچی ہوئی ہے......" صدیقی نے الجھے ہوئے انداز میں کہا۔

اس دوران تاریکی نیچے میدان میں اترنا شروع ہو گئی تھی اور ساتھ ہی زوردار پھڑ پھڑاہٹ سنائی دینا شروع ہو گئی تھی۔

"ارے ارے، یہ تو گدھ ہیں۔ یہ اتنے سارے کہاں سے آ گئے ہیں۔ یہ تو یوں اکٹھے ہو رہے ہیں جیسے ہم مردار ہوں......" خاور نے چونک کر کہا تو باقی ساتھیوں کے

چہروں پر تشویش دوڑ گئی۔ پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی گِدھوں نے ان کی گاڑی سے تڑاتڑ ٹکرانا شروع کر دیا۔ بچت کی بات تو یہ تھی کہ وہ ایکسلو کی ہدایت پر خصوصی ساخت کی گاڑی استعمال کرنا شروع ہو گئے تھے ورنہ تو اب تک گاڑی سمیت ان کا حلوہ بن گیا ہوتا۔ ادھر گِدھ تھے کہ لگاتار گاڑی سے یوں ٹکرا رہے تھے جیسے وہ آج گاڑی کا کچومر نکال کر ہی دم لیں گے۔

"ساتھیو! اب تو کچھ کرنا ہی پڑے گا۔ ورنہ جیسے یہ ٹکرا رہے ہیں گاڑی کب تک ہمیں بچا پائے گی اور ہم کب تک اس میں بند رہ سکتے ہیں؟" صدیقی نے کہا۔ ادھر گِدھ لگاتار گاڑی سے ٹکرا رہے تھے اور ان کے ٹکراؤ سے گاڑی بری طرح سے لرز کر رہ جاتی تھی۔

"ایسا کرتے ہیں کہ مشین پسٹلوں کی نالیں شیشوں سے باہر نکال کر ان کو نشانہ بناتے ہیں اور ساتھ موقع ملتے ان پر ہینڈ گرنیڈ بھی پھینک دیتے ہیں۔ شروع ہو جاؤ......" صدیقی نے کہا تو سب اس کی ہدایت کے مطابق گِدھوں کے نشانے لگانا شروع ہو گئے۔

گِدھ چونکہ اندھا دھند ٹکرانے چلے آ رہے تھے اس لیے صدیقی اور اس کے ساتھیوں کی چلائی ہوئی گولی کسی نہ کسی گِدھ کو لازماً لگ جاتی تھی۔ جس گِدھ کو گولی لگتی وہ نیچے گرتا اور جل کر راکھ ہو جاتا۔ اس کے ساتھ ہی نعمانی اور خاور نے موقع دیکھ کر شیشے نیچے کر کے گاڑی سے کچھ فاصلے پر میدان میں موجود گِدھوں پر ہینڈ گرنیڈ پھینک دیے۔ جس سے میدان میں موجود گِدھوں کے چیتھڑے اڑتے چلے گئے۔ اس فائرنگ اور بمنگ کا نتیجہ یہ نکلا کہ گِدھوں نے گاڑی سے ٹکرانا بند کر دیا اور وہ گاڑی کے اردگرد میدان میں جمع ہونا اور شور مچانا شروع ہو گئے۔ صدیقی اور اس کے ساتھی

بھی فائرنگ روک چکے تھے۔

''صدیقی! ایسا کب تک چلے گا۔ ہمارا اسلحہ ناکافی ثابت ہوگا اور یہ تعداد میں بہت زیادہ ہیں۔ ہمیں کچھ اور سوچنا ہوگا ورنہ آج ہم میں سے کوئی نہیں بچے گا اور گاڑی کی حالت کا بھی تمہیں اندازہ ہو گیا ہوگا......'' چوہان نے تشویشناک انداز میں کہا۔

''تمہاری بات درست ہے۔ ہمیں کچھ کرنا ہوگا۔ یہ واقعی بہت زیادہ تعداد میں موجود ہیں۔ ایسا کرتے ہیں کہ ان پر منی راکٹ گنز استعمال کرتے ہیں شاید کچھ اچھا نتیجہ برآمد ہو......'' صدیقی نے چند لمحوں کے بعد کہا۔

''ارے یہ تو اچھی بات ہے۔ تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا......'' نعمانی نے کہا۔

''بس حیرانی اور پریشانی میں یاد ہی نہیں رہا۔ اپنی سیٹ کی ٹیک اندر کی طرف موڑ کر وہاں سے منی راکٹ گنز نکال لو......'' صدیقی نے کہا تو نعمانی اور خاور نے منی راکٹ گنز نکال لیں۔ پھر ان سب نے گدھوں پر راکٹ داغنا شروع کر دیے۔ گدھوں کے چیتھڑے اڑنا شروع ہو گئے اور ساتھ ساتھ راکٹوں کی رزسنس کی وجہ سے زمین اور ان کی گاڑی بھی لرز اٹھتی۔ ادھر گدھ لگاتار جل جل کر راکھ ہوتے جا رہے تھے۔

''صدیقی! تم نے ایک بات پر غور کیا کہ جس بھی گدھ کو گولی یا راکٹ لگتا ہے، وہ جل کر راکھ ہو جاتا ہے۔ مجھے یہ کوئی ماورائی سلسلہ لگتا ہے۔ ہمیں اب کچھ اور کرنا چاہیے......'' چوہان نے کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فضا میں یکلخت کلمہ طیبہ کی آواز گونجنا شروع ہو گئی اور اس آواز کے ساتھ ہی گدھوں میں کھلبلی مچ گئی اور گدھوں نے فضا

CamScanner

میں اڑنا شروع کر دیا۔ آسمان پر منڈلاتے گدھ بھی فضا میں غائب ہونا شروع ہو گئے۔

صدیقی اور اس کے ساتھیوں نے کلمہ طیبہ کی آواز والی سمت میں دیکھا تو انہیں ایک عام سے حلیے والا ایک دیہاتی بوڑھا ہاتھ میں عصا لیے اپنی طرف آتا دکھائی دیا۔ جلد ہی وہ بوڑھا ان کے پاس پہنچ گیا اور اس نے اپنے ہاتھ میں موجود پانی والی بوتل سے پانی چلو میں لے کر ساری گاڑی پر چھڑک دیا۔

''بھاگو یہاں سے۔ جتنی جلدی ہو سکے شاہ صاحب کے پاس پہنچ جاؤ۔ یہ وقتی طور پر گئے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اس بار یہ کوئی خطرناک حملہ کر دیں۔ کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے جاؤ۔ اللہ تمہارا حامی و ناصر ہو۔ یہ بوتل بھی رکھ لو، اس میں ابھی تھوڑا دم کیا پانی موجود ہے۔ تمہارے کام آئے گا اور ساتھ یہ اسم اعظم بھی پڑھتے رہنا.....'' بوڑھے آدمی نے اسم اعظم بتاتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی پانی والی بوتل صدیقی کی جھولی میں ڈال دی کیونکہ صدیقی نے اپنی سائیڈ کا شیشہ نیچے کر لیا تھا۔

''مگر بابا جی......'' صدیقی بولا ہی تھا بوڑھا چیخ پڑا۔

''تمہیں سنائی نہیں دے رہا۔ بھاگو یہاں سے۔ میں نے فی الحال انہیں روک دیا ہے۔ گاڑی داہنی سمت بھگاؤ۔ یہ چھوٹا راستہ ہے۔ تم جلدی پہنچ جاؤ گے۔ اللہ کا نام لو اور بھاگو۔ وقت ضائع مت کرو۔ میں کوشش کرتا ہوں کہ یہ راستے میں تم پر مزید کوئی حملہ نہ کریں۔ بس اب بھاگو......'' بوڑھے آدمی نے سخت لہجے میں کہا۔ بھاگو شاید اس کا تکیہ کلام تھا۔

''ٹھیک ہے۔ بابا جی......'' صدیقی نے کہا تو چوہان نے اگنیشن میں چابی لگا کر گھمائی تو انجن یوں جاگ اٹھا جیسے اسے کچھ ہوا ہی نہیں تھا۔ پھر چوہان نے گاڑی

بوڑھے آدمی کے بتائے راستے پر بڑھا دی۔ وہ زیر لب کلمہ طیبہ اور اسم اعظم کا ورد بھی کرتے جا رہے تھے جبکہ بوڑھا آدمی وہیں کھڑا انہیں جاتا دیکھ رہا تھا۔

O.....O.....O

شاہ صاحب کی مسجد میں عمران، صفدر، کیپٹن شکیل، تنویر، نعمانی، چوہان، صدیقی، خاور، ٹائیگر، سلیمان، جوزف اور جوانا موجود تھے۔ صالحہ بھی چادر لپیٹے اور سر کو دوپٹے سے اچھی طرح ڈھانپے بیٹھی تھی۔ اب اس کی حالت کافی بہتر تھی۔ ابتدائی طبی امداد اور صفدر اور کیپٹن شکیل کے بروقت ہسپتال پہنچانے پر اس کی جان بچ گئی تھی۔ پھر شاہ صاحب کی ہدایت کے مطابق ایکسٹو کے حکم پر اسے بھی یہاں لایا گیا تھا۔ ادھر عمران اور سلیمان بھی جولیا کو بیہوشی کی حالت میں لے آئے تھے۔ وہ اب بھی بے ہوش تھی کیونکہ اسے طویل بے ہوشی والی گیس کے ذریعے بے ہوش کیا گیا تھا۔ صالحہ نے جولیا کو اسی حالت میں وضو کروا دیا تھا۔ وہ سب باوضو تھے۔ کیونکہ بنا وضو مسجد میں داخل ہونا درست نہیں اور آداب مسجد کے خلاف بھی ہے۔

جولیا بھی مسجد میں ایک طرف بے ہوش پڑی تھی اور اس پر ایک بڑی اور موٹی چادر ڈالی ہوئی تھی۔ احترام مسجد کی وجہ سے سب خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر شاہ صاحب کی آمد پر ان سے سلام دعا ہوتے پر وہ سب شاہ صاحب کے مسجد سے ملحقہ حجرے میں چلے گئے اور جولیا کو بھی ساتھ ہی لے گئے۔ یہ کمرہ ویسے تو مسجد کا ہی حصہ تھا مگر یہاں شاہ صاحب ہر وقت عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ یہاں وہ دنیاوی باتیں بھی کر سکتے تھے اور احترام مسجد بھی قائم رہتا۔

''شاہ صاحب! کچھ سمجھ نہیں آ رہا ہے کہ کیا چکر چل نکلا ہے؟ عجیب وغریب

حالات پیش آچکے ہیں۔ رانا ہاؤس میں میرا استقبال کفن پوش مردوں نے کیا اور میں قریب الموت ہی تھا۔ جولیا نے صالحہ کو گولیاں ماردیں۔ پھر یہ میرے خاتمے کے در پے تھی۔ ادھر صدیقی اور اس کے ساتھیوں پر جس قامت کے اور جس انداز میں گدھوں نے حملہ کیا ہے ویسے تو گدھ نہیں کرتے......" عمران نے شاہ صاحب سے تفصیلاً بات کرتے ہوئے کہا۔

"بس یا ابھی اور بھی کچھ کہو گے......" شاہ صاحب نے پوچھا۔

"ایک اور بات بھی۔ میں پہلے بھی کئی بار آپ سے درخواست کر چکا ہوں۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ شیطان اور اس کی ذریات مجھ پر ہی کیوں حملہ آور ہوتی ہیں؟ آپ کو تو پتہ ہے کہ ملکی معاملات اور پاکیشیا کے خلاف دیگر عالمی سازشیں بھی......" عمران نے کہا اور بات ادھوری چھوڑ دی۔ کیونکہ وہ پہلے بھی اس کا خمیازہ کئی بار بھگت چکا تھا۔ اس نے نظریں جھکالی تھیں۔ باقی سب خاموش تھے۔

"میں تمہیں پہلے بھی کئی بار سمجھا چکا ہوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے کہ وہ کس سے کیا کام لیتا ہے اور تم کیا یہ سمجھتے ہو کہ پاکیشیا میں صرف تم ہی ایک ایسے انسان ہو جو ملکی اور بین الاقوامی معاملات کو سنبھال سکتا ہے۔ یہ بھی رب کریم کی عطا ہے کہ وہ تم سے کام لے لیتا ہے ورنہ تو تم آٹے میں نمک برابر بھی نہیں ہو۔ تمہاری دوسری بات کا جواب بھی ہو سکتا ہے کہ اب تک تم نے اکیلے شیطان کو جتنا نقصان پہنچایا ہے اتنا کسی نے نہیں پہنچایا ہے۔ تو ظاہر ہے کہ تم اس کی راہ کی سب سے بڑی رکاوٹ ہو اسی لیے شیطانی قوتیں ہر وقت تمہارے خاتمے کے لیے متحرک رہتی ہیں۔ اسی وجہ سے تم پر بار بار اور مختلف اوقات میں حملے ہوتے رہتے ہیں......" شاہ صاحب نے قدرے سخت لہجے میں جواب دیا۔

''نہیں نہیں شاہ صاحب۔ میرا یہ مطلب نہیں تھا۔ آپ ناراض مت ہوں.....''
عمران نے ڈرے ڈرے انداز میں کہا۔

''نہیں۔ میں تم سے کیسے ناراض ہو سکتا ہوں۔ میں کیا اور میری اوقات کیا۔ تم اللہ پاک کے معاملات میں اسی سے رجوع کیا کرو۔ یہ تو اس کی مشیت ہے کہ اس نے تمہیں خصوصی صلاحیتوں سے نواز رکھا ہے اور ہر کام تمہارے حصے میں آجاتا ہے۔ تم خوش قسمت ہو کہ تمہیں بن مانگے ہی وہ سب مل جاتا ہے جو اچھے اچھوں کو مانگنے پر بھی نہیں ملتا اور عمریں اسی تمنا میں الگ گزر جاتی ہیں۔ یہ کام تو کرنل فریدی سے بھی لیا جا سکتا ہے جو کرداری معاملات میں تم سے زیادہ سخت ہے اور جن چھوٹی چھوٹی باتوں کو تم اہمیت نہیں دیتے وہ سب کرنل فریدی مدنظر رکھتا ہے.....'' شاہ صاحب نے عمران کو سمجھاتے ہوئے کہا۔ عمران ان کا مطلب اچھی طرح سمجھ گیا تھا کہ شاہ صاحب کن باتوں کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ بعض اوقات روحانی معاملات میں مذاق، اکثر اوقات روحانی معاملات سے بیزاری، ان معاملات سے دستبردار ہونے کے چکر میں رہنا اور خود کو لاشعوری طور پر برتر سمجھنا۔ مگر پھر عمران عاجزی اور انکساری بھی سرعام کرتا تھا اور معافی بھی گڑگڑا کر مانگتا تھا۔

''نہیں شاہ صاحب۔ میرا یہ مطلب نہیں تھا۔ وہ تو میرے بھی پیر و مرشد ہیں۔ اور آپ تو جانتے ہیں کہ پیر مرید سے زیادہ زندہ اور روشن ضمیر ہوتا ہے.....'' عمران نے کہا۔

''اب بات کو گھماؤ مت۔ خیر اس بحث کو چھوڑو۔ میں تم سب کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس بار تمہارے خلاف ایک انتہائی خطرناک شیطانی سطح اتاری گئی ہے۔ اس سطح سے متعلق مخلوق کے حملے بڑے تیز اور خطرناک ہوتے ہیں.....'' شاہ صاحب

CamScanner

نے بتایا۔

"جی جی۔ آپ بتائیں ہم سب ہمہ تن خرگوش ہیں......" عمران کی زبان بے اختیار پھسل گئی۔ وہ چونکہ کافی دیر سے سنجیدہ تھا اس لیے اب زبان پر قابو نہ رکھ سکا۔

"اوسوری......سوری۔ میرا یہ مطلب تھا کہ خرگوش کے کان بڑے ہوتے ہیں اور وہ سب باتیں اچھی طرح سے سن لیتا ہے۔ ویسے ہی ہم بھی اپنے کان آپ کی طرف لگائے بیٹھے ہیں......" عمران نے تصحیح کے چکر میں بات گھما پھرا دی تو شاہ صاحب مسکرا پڑے جبکہ اس کے ساتھیوں کے چہروں پر بھی مسکراہٹ رینگ گئی۔ وہ عمران کی حالت سمجھ رہے تھے۔

"ہاں۔ میں سب سمجھتا ہوں۔ بہر حال اب سنو۔ کافرستان کا عامل ہے جس کا نام مہا کال ہے اس نے شیطان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے تمہارے خلاف ایک خصوصی شیطانی سطح کو اتارا ہے۔ یہ سطح مخلوق خبیثہ کی ہے۔ انہیں عرف عام میں جنات کہا جاتا ہے۔ یہ جنات انتہائی طاقتور اور خطرناک صلاحیتوں کے مالک ہیں۔ انہیں عفریت یا عفاریت بھی کہا جاتا ہے۔ یہ مختلف گروہوں میں رہتے ہیں اور ان کے کام کرنے کا انداز بھی مختلف ہوتا ہے۔ یہ عام طور پر چار گروہوں میں منقسم ہیں۔ پہلا گروہ کافر جنات کا ہے جو اپنا کفر بالکل بھی نہیں چھپاتے۔ یہ نیک اور صالح مسلمان جنات کے خلاف برسر پیکار رہتے ہیں۔ فتنہ اور فساد برپا کرتے ہیں۔ یہ مسلمان آدم زادوں کو بھی تنگ کرتے ہیں۔ اور ان میں مذہب کو بنیاد بنا کر اور ان کے غصے کو ہوا دے کر لڑائیاں کرواتے ہیں۔ معصوم لوگوں کو غیب کے بارے ترغیب دیتے ہیں اور انہیں یہ باور کراتے ہیں کہ وہ ان کے حاجت روا اور مشکل کشا ہیں۔ اپنی حاجتوں کے بارے میں ہم سے کہو اور ایسا کر کے وہ عوام کو شرک کی جانب مائل کرتے ہیں۔ دوسرا

گروہ منافقین جنات کا ہے۔اس گروہ کے جنات خود کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں اور مکروفریب سے کام لیتے ہیں۔خود کو ولی اللہ ظاہر کرتے ہیں اور بنی آدم سے عزت و تکریم کراتے ہیں۔اس کی مثال یہ اکثر اوقات کی حاضریاں ہیں جو زیادہ تر نامحرم عورتوں پر آتی ہیں۔اس طرح یہ اللہ پاک کے ان نیک بندوں کی بھی توہین کرتے ہیں اور ان کے کردار پر کیچڑ بھی اچھالتے ہیں۔یہ ان نیک لوگوں کا نام استعمال کرتے ہیں جنہوں نے ساری زندگی نامحرم عورتوں سے پردہ کیا اور انہیں ہمیشہ بہنیں یا بیٹیاں ہی کہا۔تیسرا گروہ فاسق جنات کا ہے۔یہ انسانوں کو انسانوں کی طرح ستاتے ہیں۔انسانوں سے اپنے لیے چڑھاوے،نذرونیاز اور مٹھائیاں وغیرہ وصول کرتے ہیں۔یہ فریب سے بھولے بھالے لوگوں کو راہ خدا سے بھٹکاتے ہیں اور انہیں افعال کفریہ اور باطل عقائد میں مبتلا کر کے ان کے افعال صحیحہ کو غارت کر دیتے ہیں۔چوتھا گروہ بد خصلت جنات کا ہے۔یہ چوروں کی طرح کام کرتے ہیں۔اولاد آدم کو روحانی برائیوں میں مبتلا کروا کر ان میں بدخصلتی،بدخلقی،غرور،جھوٹ،مکروفریب،دھوکہ دہی،غیبت اور خیالات فاسدہ پیدا کرتے ہیں اور انہیں گندگی،رذالت،آلودگی اور سفلی پستی میں دھکیل دیتے ہیں۔ان کی مثال جادوٹونہ اور ایسے ہی کفریہ تعویذات و عملیات ہیں......" شاہ صاحب نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور پھر سانس لینے کے لیے رک گئے۔سب خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔پھر شاہ صاحب دوبارہ بولنا شروع ہو گئے۔

"اسی طرح ان کا ایک خصوصی گروہ ہے۔ان کو ارواح خبیثہ،شیطان یا پھر عفاریت کہا جاتا ہے۔یہ بہت طاقتور اور خطرناک جنات ہوتے ہیں۔اس کافرستانی پنڈت نے ان عفاریت کو تمہارے پیچھے لگایا ہے۔ان کے کام کرنے کا انداز سب

سے مختلف اور انوکھا ہے۔ یہ انسان پر خوف و ہراس طاری کر کے اسے ذہنی طور پر مفلوج بنا دیتے ہیں۔ ان کے متاثرہ شخص کا اگر میڈیکل ٹریٹمنٹ بھی کروایا جائے تو وہ مکمل طور پر صحیح ہوتا ہے۔ ان کے قابض ہونے کی صورت میں انسان ہر وقت خود کو ایک انجانے خوف میں مبتلا پاتا ہے۔ یہ انسانی جسم میں داخل ہو کر اسے غصہ دلا کر اس سے کوئی نہ کوئی غلط کام کروا دیتے ہیں۔ متاثرہ شخص پر نحوست طاری رہتی ہے۔ ایسے شخص کا کسی اچھے اور دینی کام میں جی نہیں لگتا ہے۔ خاص طور پر جب اذان، نماز کا سلسلہ ہو۔ ان اوقات میں ایسا شخص شدید بے چینی، بیزاری اور خوف محسوس کرتا ہے......" شاہ صاحب نے تفصیل سے بیان کیا۔ پھر رک کر دوبارہ گویا ہوئے۔

"یہ جنات ویرانوں میں بسیرا کرتے ہیں۔ انہیں طاغوت کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ ان کا ذکر کتاب مقدس میں بھی ہے۔ جہاں یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو ملکہ بلقیس کا تخت لانے کے لیے اپنی اپنی طاقتوں کا بتاتے ہیں۔ یہ ویرانوں، چشموں، گڑھوں، مقبروں اور شہروں کے ان حصوں میں بود و باش اختیار کرتے ہیں جہاں عام طور پر زیادہ تر ویرانہ ہو۔ یہ ایسی جگہوں پر بھی قیام پذیر ہوتے ہیں جہاں خون وغیرہ پڑا رہتا ہو۔ یہ آگ کے قریب بھی رہائش اختیار کرتے ہیں۔ ویرانوں میں موجود بڑے بڑے درختوں پر بھی قیام کرتے ہیں اور عورتوں کی شکلیں اختیار کر کے انسانوں کو گمراہ کرتے ہیں اور انہیں ورغلا کر نقصان پہنچاتے ہیں۔ یہ عام طور پر گنجان علاقوں کا رخ نہیں کرتے ہیں اور نہ ہی اس طرح کسی پر حملہ آور ہوتے ہیں جیسے یہ تم سب پر ہوئے ہیں۔ انہیں باقاعدہ اس پنڈت نے قابو کر کے تمہارے پیچھے لگایا ہے۔ یہ ابھی تک اس لیے کامیاب نہیں ہو پائے کہ اس میں سب سے پہلے اللہ پاک کی خصوصی رحمت شامل ہے اور دوسری تم سب کی باکرداری ہے......" شاہ

صاحب نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔ سب خاموشی سے سن رہے تھے۔ کیونکہ شاہ صاحب انتہائی قیمتی معلومات فراہم کر رہے تھے جو ان میں سے کوئی بھی نہیں جانتا تھا۔

''تو کیا جولیا بھی ایسے ہی جنات کے زیر اثر تھی کیونکہ صالحہ نے بتایا ہے کہ اسے جولیا نے گولیاں ماری تھیں......'' صفدر نے اچانک سوال پوچھا تو سب چونک اٹھے۔

''ہاں بیٹا۔ جولیا بیٹی بھی انہی کے زیر اثر تھی۔ یہ ابھی تک بے ہوش بھی اسی لیے ہے کہ جولیا بیٹی بے ہوش ہے۔ ورنہ تو یہ کب کا اسے ختم کر کے جا چکا ہوتا۔ اسی عفریت نے جولیا بیٹی کی نظر بندی کر کے اسے عجیب وغریب مناظر دکھائے جن کی وجہ سے طیش میں آ کر جولیا بیٹی نے صالحہ بیٹی کے ساتھ ایسا کیا۔ ورنہ تو میری ان دونوں بیٹیوں میں بے پناہ پیار ہے۔ کیوں، صالحہ بیٹی میں ٹھیک کہہ رہا ہوں ناں......'' شاہ صاحب نے صالحہ کا دل جولیا کی طرف سے صاف کرتے ہوئے کہا۔

''جی جی۔ جولیا تو مجھے سگی بہنوں سے بھی زیادہ عزیز ہے اور اب مجھے پتہ چل گیا ہے کہ اس نے شیطانی عفریت کے زیر اثر آ کر ایسا کیا ہے تو میرے دل میں اب بھی جولیا کے لیے محبت اور احترام موجود ہے۔ مجھے سچ مچ جولیا بہت عزیز ہے......'' صالحہ نے پورے دل اور خوش خلقی سے کہا۔

''جیتی رہو میری بیٹی۔ اللہ تمہیں خوش اور آباد رکھے......'' شاہ صاحب نے صالحہ کو دعا دی۔ یہ تو اچھا ہوا تھا کہ یہ معاملہ شاہ صاحب نے یہیں حل کر دیا تھا۔

''تو اب اس عفریت کا کیا ہو گا شاہ صاحب؟'' صفدر نے سوال پوچھا۔

''میں نے اپنی بیگم کو کہا ہے۔ وہ کچھ دیر تک آتی ہیں تو اس کا بھی حل ہو جائے گا۔ پریشان مت ہو......'' شاہ صاحب نے جواب دیا۔

CamScanner

"یہ تو مجھے سمجھ آ گئی ہے کہ اب ہمارا واسطہ ان عفاریت سے پڑ چکا ہے۔ مگر کیا ان کا کوئی حل یا توڑ نہیں ہے؟" کیپٹن شکیل نے شاہ صاحب سے سوال کیا تو عمران نے یوں سر ہلایا جیسے یہ اس کی مرضی کا سوال ہو۔ باقی بس خاموش بیٹھے ہوئے باتیں سن رہے تھے۔

"بیٹے! اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا توڑ پیدا کیا ہے۔ ان کا بھی ہے۔ یہ جتنے مرضی طاقتور ہوں لیکن نمازی اور آیت الکرسی کے عامل سے خوف کھاتے ہیں۔ اس سے گھبراتے ہیں اور اس پر حملہ آور نہیں ہو پاتے۔ ایسا شخص ان کے قابو نہیں آتا۔ اس کی مثال حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔ جن کو دیکھ کر شیطان راستہ بدل لیتا تھا۔ اس کافرستانی پنڈت نے تو تم سب کے پیچھے ان کا پورے کا پورا قبیلہ لگا رکھا ہے....." شاہ صاحب نے جواب دیا۔

"مگر شاہ صاحب میں نے سن رکھا ہے کہ ایک جن قابو کرنا بہت مشکل ہوتا ہے تو کجا پورا قبیلہ قابو کرنا اور وہ بھی ان عفاریت کا....." عمران بھی آخر کار بول اٹھا۔ وہ کافی دیر سے خاموش تھا۔

"بیٹے! تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ ایک جن قابو کرنا ہی مشکل ہوتا ہے۔ اس پنڈت نے اپنی کالی طاقتوں کی مدد سے ایک معاہدے کے تحت ان سب کو قابو کیا ہے۔ ورنہ تو ان عفاریت میں سے کوئی ایک ہی اسے مار ڈالتا....." شاہ صاحب نے عمران کو جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مگر شاہ صاحب ہم نے تو کافی عرصے سے کافرستان میں کوئی مشن بھی نہیں مکمل کیا۔ پھر اس پنڈت کو مجھ سے کیا دشمنی ہو سکتی ہے؟" عمران نے کہا۔

"بیٹے! یہ سب اس پنڈت نے کافرستانی وزیر اعظم کی ایما پر کیا ہے۔ تم پورے

کافرستان کو کھٹکتے ہو۔ان کی دشمنی وہی ہے جو ایک کافر کو مسلمان سے ہوتی ہے۔اور ویسے بھی وہ کسی لیبارٹری میں ایک خاص جراثیمی ہتھیار تیار کر رہے ہیں جو آخری مراحل میں داخل ہو چکا ہے۔وہ نہیں چاہتے کہ تم ان کا یہ ہتھیار تباہ کر دو اس لیے یہ چکر چلایا گیا ہے۔اور جیسے ہی وہ یہ ہتھیار تیار کر لیں گے تو اسے فوری طور پر پاکیشیا پر چلا دیں گے......" شاہ صاحب نے جواب دیا تو سب چونک اٹھے۔ان سب کے چہروں پر تشویش کے اثرات ابھر آئے۔

"آپ کو پتہ ہے کہ وہ جراثیمی ہتھیار کس لیبارٹری میں تیار کیا جا رہا ہے اور یہ لیبارٹری کہاں واقع ہے؟" صفدر نے پوچھا۔

"اللہ مسبب الاسباب ہے وہی سب اسباب لگاتا ہے......" شاہ صاحب نے جواب دیا تو سب سمجھ گئے کہ معاملات خود بخود اللہ تعالیٰ کی طرف سے درست ہو جائیں گے۔

"مگر شاہ صاحب ان عفاریت سے بچاؤ کے لیے کچھ اقدامات تو اختیار کرنا ہوں گے......" عمران نے پوچھا۔

"ہاں بالکل۔تم پر عفاریت بھی حملہ آور ہو سکتے ہیں۔کوئی جادوئی وار بھی ہو سکتا ہے۔ان سے بچاؤ کے لیے آیت الکرسی، اسمائے حسنیٰ، حروف مقطعات کی تختیاں اور گلاب کی خوشبو بہترین حفاظتی حصار ہیں......" شاہ صاحب نے جواب دیا۔

"شاہ صاحب۔آپ کی باتوں کے مطابق جو گدھ ہم پر حملہ آور ہوئے تھے کیا وہ بھی یہی جنات ہی تھے؟ اگر وہ جنات تھے تو پھر عام پرندوں کی طرح کیوں مارے گئے ہیں؟" صدیقی نے سوال کیا تو سب شاہ صاحب کی جانب متوجہ ہو گئے۔

"بیٹے! وہ بھی انہی عفاریت کے قبیلے سے تھے۔جنات کو اللہ تعالیٰ نے یہ

CamScanner

صلاحیت دے رکھی ہے کہ یہ ہر روپ اختیار کر سکتے ہیں۔ ان عفاریت کا ٹھکانہ چونکہ ویران جگہیں ہوتی ہیں اور گِدھ بھی ویرانوں میں بسیرا کرتے ہیں۔ اس لیے یہ عفاریت ان گِدھوں کے روپ میں رہنا پسند کرتے ہیں۔ اور تم لوگوں کے ہاتھوں بھی اس لیے مارے گئے کہ ان پر خدائی قانون لاگو ہوتا ہے کہ یہ جس بھی جاندار کا روپ اپنائیں گے تو جیسے اس جاندار پر جو قوانین لاگو ہیں ان پر بھی ہو جائیں گے۔ مثلاً پرندوں کو خنجر، چاقو، تلوار اور ہر قسم کے اسلحہ سے ختم کیا جا سکتا ہے اسی طرح یہ گِدھوں کے روپ میں تھے اور چونکہ گِدھ بھی پرندے ہیں اسی لیے یہ تمہارے اسلحہ سے ختم ہو گئے۔'' شاہ صاحب نے جواب دیا تو سب نے یوں سر ہلا دیے کہ سب کو سمجھ آ گئی۔

''تو شاہ صاحب۔ یہ فوری طور پر خود کو بچا کیوں نہیں پائے؟'' کیپٹن شکیل نے گفتگو سن کر ایک انتہائی اہم سوال پوچھا۔

''تم سپیس میں جانے کے لیے کیا کیا تیاریاں کرتے ہو؟'' شاہ صاحب نے الٹا سوال کیا۔

''سپیس کا ایک خصوصی ماحول ہوتا ہے۔ وہاں قدم رکھنے کے لیے سپیس شٹلو، سپیشل یونیفارم اور سپیشل آکسیجن سلنڈرز بمعہ کنٹوپ وغیرہ اور ان کے علاوہ بھی بے شمار چیزیں استعمال ہوتی ہیں......'' کیپٹن شکیل نے قدرے حیرانی سے جواب دیا۔

''اگر یہ سب کچھ نہ ہو تو......؟'' شاہ صاحب نے پھر سوال کیا۔

''تو شاہ صاحب، سپیس میں دم گھٹنے سے فوراً موت واقع ہو جاتی ہے......'' کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔ باقی سب خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ جبکہ عمران زیر لب مسکرا رہا تھا۔ وہ شاہ صاحب کی معلومات کی روشنی میں سب سمجھ چکا تھا۔

CamScanner

''تو اسی طرح یہ بھی سمجھو کہ یہ جب انسانی یا حیوانی کوئی بھی روپ اپنائیں تو یہ ان تمام قاعدوں کے پابند ہو جاتے ہیں جن قاعدوں کے وہ انسان یا حیوان ہیں۔ اگر انسان دم گھٹنے سے مرجاتا ہے تو یہ بھی مرجائیں گے۔ اور انسان یا جانور جس انداز اور طریقے سے مرسکتے ہیں یہ بھی ویسے ہی مرسکتے ہیں۔ اگر کیڑے مکوڑوں کا روپ اختیار کریں تو جیسے ان کو مسل کر مارا جاسکتا ہے یہ بھی ویسے ہی مرجائیں گے۔ اگر یہ کسی کمزور انسان کا روپ اختیار کریں تو طاقت میں ان سے زیادہ انسان انہیں آسانی سے پچھاڑ دے گا لیکن یہ کمزور انسان کا روپ اختیار نہیں کرتے۔ دوسری فوراً واپس اپنی اصل حالت میں جانے کی بات اس کے لیے انہیں کچھ وقت درکار ہوتا ہے۔ یہ افسانوی قصے کہانیوں کی طرح فوراً ہی غائب نہیں ہو جاتے۔ پھر انہیں زبردست حملے کا حکم دیا گیا تھا اور ان میں غیظ و غضب چونکہ ایک حاوی عنصر ہے اس لیے بس انہوں فوری طور حملہ کر دیا۔ پھر کچھ تم نے مار دیے۔ کچھ اس بندے نے بھگا دیے......'' شاہ صاحب نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے مثالوں سے سمجھایا۔

''شاہ صاحب۔ وہ بابا جی کون تھے؟'' خاور نے پوچھا۔

''اللہ پاک کا ایک عاجز اور نیک بندہ......'' شاہ صاحب نے مختصر جواب دیا تو سب سمجھ گئے کہ وہ اس بندے کے بارے میں کچھ بتانا نہیں چاہتے۔

''مگر شاہ صاحب وہ پھر جل کیسے جاتے تھے؟'' نعمانی نے سوال کیا۔

''بیٹے! یہ چونکہ شیطانی عملیات میں بہت آگے بڑھ چکے تھے اور شیطان لعین کے پیروکار تھے اس لیے یہ اس نحوست کا شکار ہو گئے......'' شاہ صاحب نے جواب دیا۔

''تو اب مجھے کیا کرنا چاہیے شاہ صاحب؟'' عمران نے کہا۔

''تم اپنے ان تین ساتھیوں کو لے جاؤ اور باقی سب کو یہیں مسجد میں چھوڑ جاؤ۔ یہ

CamScanner

میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ بشری تقاضوں کے باعث یہ کوئی غلطی نہ کر بیٹھیں اور پھر ان عفاریت کے ہتھے نہ چڑھ جائیں۔ تمہارا ایک اور ساتھی بھی ہے۔ اس کی بھی حفاظت ضروری ہے......" شاہ صاحب نے کہا۔

"یہ ساتھی کون ہے؟" کیپٹن شکیل نے سوال کیا کیونکہ سب تو وہاں موجود تھے۔ بس ایکسٹو ہی وہاں موجود نہیں تھا۔ تو اچانک کیپٹن شکیل کے ذہن میں یہ خیال ابھرا کہ اگر شاہ صاحب ایکسٹو کی بات کر رہے ہیں تو وہ لازماً ایکسٹو کے بارے میں جانتے بھی ہوں گے۔ اس نے اس لیے یہ سوال کیا تھا کہ وہ شاہ صاحب سے ایکسٹو کے بارے میں جان سکے۔

"مگر شاہ صاحب۔ یہ یہاں کب تک بند رہیں گے اور دیگر معاملات......" عمران نے بات بدلنے کی کوشش کی۔ کیونکہ وہ کیپٹن شکیل کا سوال سمجھ گیا تھا۔

"باقی معاملات تم اللہ پر چھوڑ دو۔ اور میں تمہارے افسر اعلیٰ ہی بات کر رہا ہوں۔ وہ بھی ان عفاریت کی دسترس سے باہر نہیں ہے......" شاہ صاحب نے جواب دیا تو عمران کے چہرے پر تشویش ابھر آئی۔ کیونکہ بات پھر اسی طرف گھوم گئی تھی۔

"تو کیا شاہ صاحب۔ آپ جانتے ہیں کہ چیف کون ہے؟" کیپٹن شکیل نے آخر کار وہ سوال داغ دیا جو عمران کی پریشانی کا باعث تھا۔ سب پر اشتیاق نظروں سے شاہ صاحب کو دیکھنا شروع ہو گئے۔ ان میں سے کسی نے بھی عمران، سلیمان اور جوزف کی طرف غور ہی نہیں کیا۔ جن کے چہروں پر ہلکی سی تشویش ابھری ہوئی تھی۔

"جن باتوں سے تمہارا تعلق نہیں ہے وہ دوبارہ مجھ سے مت پوچھنا۔ اور بات کا مقصد صرف یہ ہے کہ حفاظت کا پہلو مدنظر ہے۔ یہ راز ملک وقوم کی بہتری کے لیے پوشیدہ ہے اور جب تک قدرت کو منظور ہوگا رہے گا......" شاہ صاحب نے سب کی

امیدوں پر گھڑوں پانی گرا دیا۔ سب کے پر اشتیاق چہرے لٹک گئے جبکہ عمران، سلیمان اور جوزف کے چہرے بحال ہو گئے۔ پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی شاہ صاحب کا بیٹا حجرے میں داخل ہوا اور اس نے سب کو سلام کیا۔ اس نے شاہ صاحب کے کان میں کچھ کہا اور پھر باہر چلا گیا۔

O......O......O

عمران کار میں سوار تیزی سے دانش منزل کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔ وہ شاہ صاحب سے ہدایات لینے کے بعد تمام ساتھیوں کو وہیں چھوڑ کر اب دانش منزل جا رہا تھا۔ عمران نے جلد دانش منزل پہنچنے کے لیے ایک مختصر راستہ اختیار کیا تھا۔

یہ راستہ قدرے سنسان بھی تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اسے جلد از جلد کافرستان جا کر اس لیبارٹری کو تباہ کر دینا چاہیے کیونکہ کوئی پتہ نہیں تھا کہ کب وہ جراثیمی ہتھیار مکمل ہو جائے اور کب کافرستان اسے پاکیشیا پر فائر کر دے۔ اور ساتھ ہی ساتھ اسے اس پنڈت کا بھی خاتمہ کر دینا چاہیے جس نے پوری سیکرٹ سروس کے پیچھے عفاریت چھوڑ رکھے تھے۔ عمران ذاتی انتقام کا قائل نہیں تھا مگر اپنے ساتھیوں پر آنچ آنا اسے گوارا نہیں تھا۔

کار سڑک پر دوڑ رہی تھی کہ سڑک پر یکلخت ایک بہت بڑا بگولا نمودار ہوا اور اس بگولے کی شدت سے کار لہراتی ہوئی سڑک کے کنارے موجود درختوں کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ جبکہ اس دوران ایک خوفناک گدھ اچانک کار کے بونٹ پر نمودار ہوا۔ حیرانی کی بات یہ تھی کہ کار بگولے کی تیز رفتار گردش کی وجہ سے بری طرح سے لڑکھڑا رہی تھی جبکہ گدھ بونٹ پر اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا۔ عمران کار قابو میں رکھنے کی کوشش

کرر ہا تھا۔ اب عمران کو کار میں یکدم حدت محسوس ہونا شروع ہو گئی تھی اور کار یوں گرم ہوتی جا رہی تھی جیسے اسے کسی بھٹی میں ڈال دیا ہو۔ عمران بگولے کی شدت اور بدھ کی وجہ سے بڑھتی حدت پر چند لمحوں کے لیے تو بوکھلا گیا کیونکہ اس کا جسم بھی جلن محسوس کر رہا تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ صورتحال مزید خراب ہوتی عمران نے با آواز بلند کلمہ طیبہ پڑھنا شروع کر دیا تو بونٹ پر بیٹھا بدھ کریہہ انداز میں چلاتا ہوا اُڑ کر آسمان میں غائب ہوتا چلا گیا۔ جبکہ اس کے ساتھ ہی بگولے کی گردش اور کار میں بڑھتی ہوئی حدت بھی ختم ہوتی چلی گئی۔

''اوہ! تیرا شکر ہے یا رب! آج تو نے مجھے بچا لیا۔ میں تو اپنے ہی خیالوں میں گم ہو کو ورد کرنا بھول گیا تھا.....'' عمران نے بے اختیار شکر ادا کرتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے کار کی پوزیشن درست کی اور اسے دانش منزل کی طرف بڑھاتا چلا گیا۔ اب وہ زیر لب با قاعدہ ورد کرتا جا رہا تھا۔



بلیک زیرو دانش منزل کے آپریشن روم میں بیٹھا اس وقت پاکیشیائی ثقافت سے متعلق ایک رسالہ پڑھ رہا تھا۔ وہ رسالہ پڑھنے میں اس قدر منہمک تھا کہ اسے آپریشن روم میں بجنے والی سیٹی کی تیز آواز نے چونکا دیا۔

''اوہ۔ لگتا ہے کوئی دانش منزل میں داخل ہوا ہے۔ مگر یہ کیسے ممکن ہے؟'' بلیک زیرو نے چونک کر کہا اور اٹھ کر پاس ہی موجود مشین کی طرف بڑھ گیا۔ کیونکہ اس مشین سے لگاتار سیٹی کی آواز آ رہی تھی اور سگنل والا بلب بھی بار بار بلنک کر رہا تھا۔

بلیک زیرو نے مشین پینل کے بٹن پریس کیے تو مشین کی اسکرین پر دانش منزل

کے تمام حصے نمودار ہو گئے۔ تمام حصے خالی تھے۔ کہیں بھی کوئی بھی نہیں موجود تھا مگر مشین سے لگا تار سیٹی کی آواز آ رہی تھی اور سگنل والا بلب بھی بلنک کر رہا تھا۔

"حیرت ہے ساری دانش منزل تو خالی پڑی ہے پھر یہ مشین کیوں لگا تار کاشن دے رہی ہے؟" بلیک زیرو انتہائی پریشانی سے بڑبڑایا۔ سسٹم میں خرابی کا بھی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا کیونکہ وہ یا عمران تمام سسٹم باقاعدگی سے اپ ڈیٹ کرتے تھے۔

"کسے ڈھونڈ رہے ہو؟" بلیک زیرو کو پشت پر ایک کھڑکھڑاتی اور سرد آواز سنائی دی تو وہ تیزی سے پلٹا۔ کیونکہ وہ مسلسل سکرین کو مانیٹر کر رہا تھا۔ پھر اس کی آنکھیں حلقوں میں پھیلتی چلی گئیں کیونکہ مشین جس وجود کا کاشن دے رہی تھی وہ ٹھیک اس کے سامنے موجود تھا۔ وہ وجود شکل وصورت میں بلیک زیرو جیسا تھا۔ فرق صرف آنکھوں کا تھا۔ سامنے والے وجود کی آنکھیں گہری سرخ اور پتلیاں سیاہ اور لمبوتری تھیں۔ بلیک زیرو کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ قد آدم آئینہ دیکھ رہا ہو۔

"تت۔ کون ہو تم اور یہاں تک کیسے آ گئے ہو؟" بلیک زیرو نے بوکھلائے ہوئے انداز میں اپنے ہم شکل سے پوچھا۔ اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور جسم میں بے اختیار سردی کی لہریں دوڑتی چلی گئیں۔ ہم شکل کی آنکھیں اسے اپنے وجود میں اترتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔

"میں ایکسٹو ہوں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف اور اس دانش منزل کا نگران......" ہم شکل نے چند لمحے بلیک زیرو کو گھورنے کے بعد جواب دیا تو اس کا جواب سن کر بلیک زیرو کی آنکھیں سچ مچ پھیل کر کانوں سے جا لگیں۔ کیونکہ وہ راز جسے پانے کے لیے بڑے بڑے سورما قبرستان سدھار چکے تھے اور کوئی بھی ایڑی چوٹی کا زور لگانے کے باوجود بھی نہیں جان پایا تھا وہ اس کا ہم شکل یوں بتا رہا تھا جیسے یہ

CamScanner

انتہائی معمولی بات ہو۔

”تم...... تم یہ کیسے جانتے ہو؟ اور اتنے سخت حفاظتی اقدامات کے باوجود یہاں کیسے گھس آئے ہو؟“ بلیک زیرو نے خود پر قابو پا کر سخت لہجے میں پوچھا۔ وہ بہرحال تربیت یافتہ تھا اور ایسے غیر متوقع حالات میں خود پر قابو پانے کی صلاحیت رکھتا تھا۔ پھر وہ تیزی سے پاس پڑی مشین کی طرف مڑا اور اس نے بجلی کی تیزی سے ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے ہی لمحے چھت سے ایک لہر نکل کر ہم شکل پر پڑی مگر ہم شکل تو بٹن دبانے سے پہلے ہی دو قدم پیچھے ہٹ کر غائب ہو گیا تھا۔ پھر وہ دوبارہ نمودار ہوا اور آپریشن روم اس کے قہقہوں سے گونج اٹھا۔ بلیک زیرو ہم شکل کے اس عمل پر چونک اٹھا تھا۔ اسے معاملے کی سنگینی کا احساس ہونا شروع ہو گیا تھا۔

”تم مجھے نہیں مار سکتے۔ یہ کھلونے اب نہیں چلیں گے۔ مجھے یہاں آنے سے تم تو کیا دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔ گندی مٹی کے انسان......“ بلیک زیرو کے ہم شکل نے کہا تو بلیک زیرو کے جسم میں سنسناہٹ دوڑتی چلی گئی۔

”کک۔ کیا مطلب......“ بلیک زیرو نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔ اسے کسی ماورائی معاملے کا احساس ہونا شروع ہو گیا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ وہ اب کیا حکمتِ عملی اختیار کرے۔

”مطلب...... موت......“ ہم شکل نے کہا اور پھر وہ دو قدم پیچھے ہٹ کر غائب ہو گیا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک اٹھا۔ پھر اس سے پہلے کہ بلیک زیرو کچھ کرتا اس کا ہم شکل ٹھیک اس کے پیچھے نمودار ہوا اور اس نے اپنا سرد ہاتھ بلیک زیرو کے سر پر رکھا تو اس کے احساسات ایک لمحے میں فنا ہو گئے۔ اس کے ہم شکل نے اسے اٹھا کر دیوار پر دے مارا۔ بلیک زیرو کا جسم ایک دھماکے سے دیوار سے ٹکرا کر دیوار کے پاس ہی

CamScanner

ڈھیر ہو گیا اور احساسات تو پہلے ہی فنا ہو چکے تھے۔



عمران دانش منزل پہنچا تو اسے دانش منزل کا بیرونی گیٹ کھلا ملا۔

''یہ کالے صفر کو کیا ہو گیا ہے؟ اس نے گیٹ کیوں کھلا چھوڑ رکھا ہے؟'' عمران نے خود کلامی کی اور گاڑی دانش منزل کے پورچ میں لے جا کر روکی اور اتر کر واپس آ کر اس نے گیٹ کے ساتھ منسلک کنٹرول پینل آپریٹ کیا تو بیرونی گیٹ ویسے ہی کھلا رہا۔ گیٹ بند نہیں ہوا تھا۔

''یہ کیا چکر چل رہا ہے؟ طاہر ایسا تو کبھی نہیں کرتا۔ حیرت ہے۔ اوہ! کہیں طاہر بھی تو ان عفاریت کا شکار تو نہیں ہو گیا.....'' عمران تشویش بھرے انداز میں بڑبڑایا اور پھر تیزی سے آپریشن روم کی طرف بڑھ گیا۔ اسے عجیب سے خیالات آ رہے تھے۔ وہ جیسے ہی آپریشن روم کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تو اس کی آنکھیں پھیل کر کانوں سے جا لگیں۔ رانا ہاؤس والا منظر ایک بار پھر اس کے سامنے تھا۔

ہر طرف قبریں ہی قبریں تھیں اور ان میں سے عجیب و غریب، کٹی پھٹی شکلوں اور نوکیلے دانتوں والی مخلوق نکل نکل کر اکٹھی ہو رہی تھی۔ تمام مخلوق عمران کو دیکھ کر بے ہنگم انداز میں چیخنا، چلانا شروع ہو گئی تھی۔ تمام مخلوق نے ٹیڑھے میڑھے انداز میں بازو لہراتے ہوئے عمران کی طرف بڑھنا شروع کر دیا تھا۔ عمران ابھی حیرانی و پریشانی سے یہ سب دیکھ ہی رہا تھا کہ اسے پشت پر ایک آواز سنائی دی تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

''آئیے آئیے جناب ایکسٹو، چیف آف پاکیشیا سیکرٹ سروس۔ اچھا ہے آج

دونوں اکسلو اکٹھے موت کی چادر اوڑھ کر سو گئیں گے......'' عمران کے مڑنے پر پیچھے کھڑے بلیک زیرو نے کہا۔ اس کی آواز سرد اور کھڑکھڑاہٹ سے بھرپور تھی۔ عمران بلیک زیرو کو دیکھ کر چونک اٹھا کیونکہ اس کی آنکھیں انتہائی سرخ اور پتلیاں سیاہ اور لبوتری تھیں۔ اور اس کی اکسلو والی بات پر عمران بے اختیار بوکھلا اٹھا تھا۔

''یہ۔ یہ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟'' عمران نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔ اسے اس وقت سب سے زیادہ پریشانی اکسلو کے راز کی تھی اور بلیک زیرو کے بارے میں تو وہ سامنے موجود بلیک زیرو کو دیکھ کر ہی سمجھ چکا تھا کہ اصل بلیک زیرو اس کا شکار ہو گیا ہے۔

''مجھے تو کچھ نہیں ہوا ہے البتہ تمہاری موت آ گئی ہے......'' بلیک زیرو کے ہم شکل نے سرد انداز میں کہا۔ اسی لمحے عمران کی پشت پر موجود مخلوق میں سے دو نے آگے بڑھ کر اس کے بازو پکڑ لیے تھے۔ ایک اور مخلوق نے عمران کی گردن کے گرد بازو لپیٹ دیا تھا۔ وہ بے خبری میں مار کھا گیا تھا کیونکہ بلیک زیرو کی اور راز کی پریشانی نے اسے کچھ دیر کے لیے سن کر دیا تھا اور وہ چند لمحات کے لیے گردوپیش فراموش کر بیٹھا تھا۔

ادھر بلیک زیرو کا ہم شکل کسی بھاڑ کی طرح منہ کھولے عمران کی طرف بڑھ رہا تھا اور مخلوقات کا شکنجہ بھی عمران کے گرد تنگ تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ کوئی انہونی گھٹ جاتی، ان مخلوقات کے نرغے میں پھنسے اور کسمساتے عمران نے یکلخت با آواز بلند کلمہ طیبہ کا ورد شروع کر دیا۔ ورد شروع ہوتے ہی مخلوقات اور قبریں یوں غائب ہو گئیں جیسے ان کا کوئی وجود ہی نہ ہو۔ جبکہ بلیک زیرو کا ہم شکل جو عمران کی طرف بڑھ رہا تھا وہ رک گیا اور اپنی جگہ پر کھڑا بری طرح سے کانپنا شروع ہو گیا۔

CS CamScanner

"رک جاؤ۔ اسے مت پڑھو۔ یہ۔ یہ مجھے اذیت دے رہا ہے۔ رک جاؤ۔ اس کی وجہ سے میں غائب بھی نہیں ہو پا رہا......" بلیک زیرو کے ہم شکل نے اذیت ناک لہجے میں کہا کیونکہ عمران اب معوذتین کی تلاوت بھی شروع کر چکا تھا۔

عمران لگاتار تلاوت کرتا ہوا بلیک زیرو کے ہم شکل کے پاس آیا اور اس نے تلاوت کرتے ہوئے ہی کانپتے ہوئے بلیک زیرو کے ہم شکل کی گردن اور کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے زوردار انداز میں دیوار پر دے مارا۔ بلیک زیرو کا ہم شکل ایک دھماکے کے ساتھ دیوار سے ٹکرایا اور دیوار کی جڑ میں ہی گر گیا۔ پھر عمران نے آگے بڑھ کر معوذتین کی تلاوت کرتے ہوئے آگے بڑھ کر بلیک زیرو کے ہم شکل کی گردن ایک جھٹکے سے توڑ ڈالی۔ اس کا جسم چند لمحے تڑپتا رہا پھر ساکت ہوتا چلا گیا۔ پھر عمران نے بلیک زیرو کے ہم شکل کی لاش تلاوت کرتے ہوئے اٹھائی اور اسے بلیک روم میں لے جا کر برقی بھٹی میں ڈال کر جلا دیا۔ پھر عمران نے آپریشن روم میں آ کر ایک مشین آپریٹ کر کے دانش منزل کا بیرونی گیٹ بند کیا اور تمام حفاظتی نظام آن کیا اور پھر سرچنگ مشین پر پوری دانش منزل چیک کی تو اسے دانش منزل کے تہہ خانے میں اصلی بلیک زیرو پڑا نظر آ گیا۔ عمران نے مشین کو زوم ان کیا تو بلیک زیرو کا نظام تنفس جاری دیکھ کر اس کے چہرے پر سکون ابھر آیا۔ بلیک زیرو کو غالباً اس کے ہم شکل نے ہی وہاں پہنچایا تھا۔

عمران نے تلاوت منقطع نہیں کی تھی۔ وہ زیر لب باقاعدہ تلاوت کر رہا تھا۔

اسے اب ایکسٹو کے راز والی بات پریشان کر رہی تھی۔ بلیک زیرو کی طرف سے پرسکون ہونے کے بعد اس نے شاہ صاحب کے گھر کا نمبر ملایا تو اسے پتہ چلا کہ وہ مقدس مقامات کی زیارت کے لیے چلے گئے ہیں اور ان کی واپسی ایک ماہ بعد ہوگی۔ پھر عمران تلاوت کرتا ہوا پانی کی بوتل لیے تہہ خانے کی جانب بڑھتا چلا گیا

CamScanner

تا کہ بلیک زیرو کو ہوش میں لا سکے۔

O......O......O

عمران، بلیک زیرو کو ہوش دلا کر اسے غسل کرنے بھیج چکا تھا اور خود بیٹھا اب تک کے حالات اور ایکسٹو کے راز کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ نجانے یہ راز اب کس تک پہنچ چکا ہوگا؟ آیا کہ یہ راز اس جن تک ہی محدود رہا یا نہیں۔

ابھی وہ اسی ادھیڑ بن میں مبتلا ہی تھا کہ آپریشن روم کی مشین روشن ہو گئی اور اسکرین پر بیرونی گیٹ کا منظر ابھر آیا۔ مین گیٹ کے سامنے جوزف اپنی خصوصی ساخت کی بلٹ پروف گاڑی کے ساتھ موجود تھا۔ یہ سپیشل ہارڈ میٹریل سے تیار شدہ گاڑی تھی اور حادثہ ہونے کی صورت میں یہ سوار کو خاصا تحفظ پہنچاتی تھی۔ اس کے پچک جانے کا اندیشہ سو میں سے دو سے تین پرسنٹ تھا۔ وہ بھی انتہائی خطرناک حادثہ ہونے کی صورت میں تھا۔ جوزف کے چہرے کے تاثرات نے عمران کو چونکنے پر مجبور کر دیا۔ اسکرین پر فل زوم ان میں اس کا چہرہ صاف دکھائی دے رہا تھا۔ جوزف کے تاثرات نے عمران کے دماغ میں خطرے کی گھنٹیاں بجانا شروع کر دی تھیں۔ عمران نے ایک بٹن دبایا تو آپریشن روم میں جوزف کی آواز ابھری۔ بیرونی گیٹ میں خفیہ مائیک لگا ہوا تھا جس آپریشن روم میں آواز سنائی دے رہی تھی۔

''باس۔ باس جلدی باہر آؤ۔ رانا ہاؤس میں جوانا اور ٹائیگر پر حملہ ہوا ہے۔ باس۔ ہمیں جلد وہاں پہنچ کر انہیں بچانا ہوگا......'' جوزف کی آواز سنائی دی تو عمران کے ہونٹ بے اختیار بھنچتے چلے گئے۔ اس کے چہرے پر پریشانی ابھر آئی۔

''تم رکو میں آرہا ہوں......'' عمران نے مشین کے مائیک پر جواب دیا اور اٹھ کر

CS CamScanner

بیرونی گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ راہداری میں اسے بلیک زیرو آتا دکھائی دیا۔

"کہاں چل دیئے آپ؟" بلیک زیرو نے پوچھا۔

"کیا بتاؤں کچھ سمجھ نہیں آ رہا۔ وہ کالا دیو باہر کھڑا کہہ رہا ہے کہ ٹائیگر اور جوانا پر رانا ہاؤس میں حملہ ہوا ہے۔ اس کی کالی شکل جیسی دل دہلا دینے والی خبر نے مجھے سچ مچ دہلا دیا ہے۔ بہرحال تم اب ہوشیار رہنا......" عمران نے کہا اور پھر بلیک زیرو کا جواب سنے بغیر ہی بیرونی گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ظاہر ہے اس کے عزیز از جان ساتھی خطرے میں تھے تو وہ باتوں میں وقت ضائع نہیں کر سکتا تھا۔ اسی پریشانی میں اس نے بھی کوئی حفاظتی اقدام نہیں اٹھایا تھا۔

"کالے دیو! کوئی خیر کی خبر بھی لے آئے ہو یا اپنی سیاہ صورت جیسی سیاہ بلکہ کالی سیاہ خبر ہی سناؤ گے......" عمران نے باہر آ کر جوزف سے کہا اور خود سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ جوزف ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا تھا۔

"جلد ہی آپ کو اچھی خبر ملے گی باس......" جوزف نے سرد مگر عجیب انداز میں کہا تو عمران اس کے انداز کو کوئی معنی نہیں دے سکا۔ کیونکہ جیسے وہ پریشان تھا جوزف بھی تو ویسے ہی پریشان تھا۔ اس لیے عمران نے اس کے انداز پر زیادہ توجہ نہیں دی۔

پھر جوزف نے گاڑی بھگانا شروع کر دی اور پر ہجوم سڑک پر گاڑی لا کر اس نے سپیڈ بڑھانا شروع کر دی۔

"ارے ارے کالے دیو۔ یہ کیا کر رہے ہو؟ کیا یہاں سے ہی سیدھا جنت لے جانے کا ارادہ ہے؟" عمران گاڑی کی سپیڈ پر بوکھلا اٹھا کیونکہ جوزف لگاتار سپیڈ بڑھاتا جا رہا تھا۔

سڑک پر رش تھا اور اس دوران جوزف دو، تین گاڑیوں کو ٹکر بھی مار چکا تھا اور وہ

گاڑیاں فٹ پاتھ پر موجود ریڑھیوں اور لوگوں پر چڑھ گئی تھیں۔ گاڑیوں کے ٹکراؤ اور لوگوں کی چیخ وپکار سے ماحول گونج اٹھا تھا مگر جوزف بے پروا گاڑی بھگائے جا رہا تھا۔

"کیا تم پاگل ہو گئے ہو جوزف! گاڑی روکو۔ ایسے تو ہم رانا ہاؤس نہیں قبرستان جائیں گے۔ گاڑی روکو......" عمران نے چیخ کر کہا مگر جوزف گاڑی بھگائے جا رہا تھا۔

"بالکل باس! قبرستان ہی تو جانا ہے مگر تمہیں جانا ہے مجھے نہیں......" جوزف نے عمران کی طرف چہرہ موڑ کر خونخوار لہجے میں کہا تو عمران اس کا چہرہ دیکھ کر بے اختیار بوکھلا گیا۔ کیونکہ جوزف کی آنکھیں سرخ، پتلیاں سیاہ اور لمبوتری ہو گئی تھیں۔ جوزف کے منہ سے نوکیلے دانت بھی نکلے ہوئے تھے۔

"کک۔ کون ہو تم......" عمران کے منہ سے قدرے خوف بھری آواز نکلی۔ اس دوران گاڑی طوفانی انداز میں دوڑتی ہوئی ایک سنسان سڑک پر پہنچ چکی تھی۔ اس سڑک پر ٹریفک اس وقت نہ ہونے کے برابر تھی۔ سڑک کے دونوں اطراف میں بجلی کے بڑے بڑے کھمبے لگے ہوئے تھے۔ جو قطار در قطار موجود تھے۔ کہیں کہیں اکا دکا درخت بھی موجود تھے۔

"موت......" جوزف کے منہ سے خونخوار آواز نکلی اور اس کے ساتھ ہی وہ ڈرائیونگ سیٹ سے غائب ہو گیا اور گاڑی لہراتی ہوئی سامنے آتے ہوئے ایک ہیوی لوڈ ڈ ٹرک کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

عمران نے آخری کوشش کے طور پر اسٹیئرنگ پوری قوت کے ساتھ بائیں جانب موڑا اور اس کی ساتھ ہی اپنی طرف کا دروازہ کھول کر باہر کود گیا۔ اس دوران گاڑی

CamScanner

طوفانی رفتار سے ٹرک کی طرف بڑھتی چلی گئی اور ٹرک ڈرائیور بھی گاڑی کو طوفانی رفتار سے اپنی جانب بڑھتا دیکھ کر بوکھلا گیا۔ وہ بھی ٹرک سنبھال نہیں پایا۔ ایک خوفناک ٹکراؤ ہوا اور گاڑی ہوا میں اڑتی ہوئی ساتھ موجود بجلی کے کھمبے سے جا ٹکرائی اور ٹرک ڈرائیور اس ٹکراؤ کی وجہ سے ٹرک پر قابو نہ پا سکا اور ٹرک بھی بجلی کے کھمبے سے جا ٹکرایا۔ ایک دھماکہ ہوا اور ٹرک میں آگ بھڑک اٹھی اور ڈرائیور کو خود کو بچانے کا موقع نہیں مل سکا۔

جبکہ عمران جس نے گاڑی سے چھلانگ لگائی تھی وہ سڑک پر بری طرح سے پٹخنیاں کھاتا ہوا سڑک کے ساتھ کچے راستے پر جا گرا۔ اس کی ہڈیاں ان پٹخنیوں کے نتیجے میں کڑکڑا اٹھی تھیں۔ چند لمحے تو وہ یوں ہی کچے راستے پر پڑا رہا پھر اٹھا اور لڑکھڑاتا ہوا جائے وقوعہ سے ہٹتا چلا گیا۔



کافرستان کے شمال مشرقی سمت میں موجود ہزاروں ایکڑ پر محیط جنگلات کا ایک طویل سلسلہ تھا۔ اس سلسلے کو کال جنگل کہا جاتا تھا۔ یہ نام کا ہی نہیں بلکہ سچ مچ کا کال یعنی موت کا جنگل تھا۔ یہ سلسلہ انتہائی تاریک تھا۔ سورج کی روشنی بھی شاذ ہی اس جنگل میں اترتی تھی۔ اس جنگل میں انتہائی خطرناک شیر، چیتے اور بھیڑیے پائے جاتے تھے۔ اس جنگل کے ساتھ کالانگ کا پہاڑی سلسلہ واقع تھا۔ اس پہاڑی سلسلے کے ساتھ ایک بڑا تاریخی شہر "ہوانی" تھا۔ اگر کوئی بھولا بھٹکا انسان یہاں آجاتا تو اسے زندہ لوٹنا نصیب نہیں ہوتا تھا۔ یہاں کوبرا نسل کا ایک خطرناک سانپ پایا جاتا تھا۔ جس کے زہر سے انتہائی تکلیف دہ موت واقع ہوتی تھی اور انسان کچھ دیر بعد پانی

بن کر بہہ جاتا تھا۔

اس جنگل کے درمیان میں زیر زمین کافرستانی جراثیمی ہتھیار تیار کرنے والی لیبارٹری موجود تھی۔ پھر پنڈت مہاراج مہاکال کے کہنے پر کافرستانی وزیراعظم نے جنگل کے درمیان ایک بہت بڑا حصہ صاف کر کے وہاں ایک بہت بڑی عمارت تعمیر کروائی تھی اور اس عمارت کے اردگرد سو سے زائد مزید چھوٹی اور مختلف قسم کی عمارات تعمیر کروائی گئی تھیں۔ جن میں مہاراج مہاکال کے چیلے چپاٹے رہتے تھے جو قریبی بستیوں سے شیطان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اور بھینٹ چڑھانے کے لیے لوگوں کو اغوا کر کے لاتے تھے۔ مہاراج مہاکال اور اس کے چیلے یہاں شیطانی عوامل اور رسومات سرعام سرانجام دیتے تھے۔ اس بڑی عمارت میں خود مہاراج مہاکال رہتا تھا۔ یہ سارا انتظام اس جراثیمی ہتھیاروں کی لیبارٹری کو بچانے کے لیے کیا گیا تھا۔ جو بھی یہاں اس مقصد کے لیے آتا تو مہاراج مہاکال کی کالی طاقتیں انہیں لمحوں میں ختم کر کے رکھ دیتی تھیں۔

مہاراج مہاکال اس وقت اس بڑی عمارت کے تہہ خانے میں موجود تھا۔ تہہ خانے کی دیواریں شیطانی تصاویر سے سجی ہوئی تھیں۔ دیواروں اور فرش پر خون ہی خون جما ہوا تھا۔ اور تہہ خانے میں انتہائی ناگوار بدبو پھیلی ہوئی تھی۔ اگر کوئی عام آدمی یہاں ہوتا تو اب تک اس بدبو سے بے ہوش ہوتا تو درکنار شاید فوت ہی ہو چکا ہوتا۔ لیکن مہاراج مہاکال بڑے اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا۔ وہ شراب سے محظوظ ہو رہا تھا۔ اچانک تہہ خانے میں دھواں پھیلا اور ایک بدہیت اور عجیب الخلقت مخلوق نمودار ہوئی۔ اس مخلوق کا گردن سے پیٹ تک کا حصہ مگرمچھ کا، دم سانپ کی طرح لہراتی، منہ گھڑیال نما اور ہاتھ پاؤں انسانی تھے۔ یہ شیطانی دربا کی خاص طاقت تھی اور اسے خود

شیطان نے حرام جانوروں کی ہڈیوں، دھوئیں اور گندگی سے پیدا کیا تھا۔ اس مخلوق کا نام ہاکالی تھا اور اسے شیطان کے نائب کا درجہ حاصل تھا۔

"آؤ آؤ! ہاکالی! میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا۔ کہو کیا خبر لائے ہو؟" مہاراج مہاکال نے ہاکالی کو دیکھ کر قدرے نرم لہجے میں کہا۔ کیونکہ وہ شیطان کا نائب تھا جسے وقتی معاونت کے لیے شیطان نے مہاراج مہاکال کے پاس بھیج رکھا تھا۔

"مہاکال! تمہارے لیے کچھ اچھا نہیں ہو رہا ہے......" ہاکالی کے منہ سے ایسی آواز نکلی جیسے کوئی سانپ سرسراتے ہوئے انسانی زبان میں بات کر رہا ہو۔

"کیا مطلب ہاکالی! میں سمجھا نہیں......" مہاراج مہاکال نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم یہاں بیٹھے شراب سے محظوظ ہو رہے ہو جبکہ تمہارے بھیجے ہوئے عفاریت لگاتار مر رہے ہیں۔ اور تمہارے دشمن صحیح سلامت ہیں......" ہاکالی نے کہا۔

"کیا بکواس کر رہے ہو ہاکالی! یہ کیسے ممکن ہے۔ ان وحشی جنات کو کون مار سکتا ہے جنہیں میں نے خود بڑے جتنوں کے ساتھ قابو کیا ہے......" مہاراج مہاکال نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں تمہارا غلام نہیں ہوں مہاکال، اور نہ ہی تم مجھ سے ایسے بات کرنے کا کوئی اختیار رکھتے ہو۔ مت بھولو کہ میں شیطان کا نائب ہوں اور تمہارے لمحے سے بھی پہلے ٹکڑے اڑا سکتا ہوں۔ سمجھے تم......" ہاکالی نے سرسراتے ہوئے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہاں ہاں، جانتا ہوں۔ تم ناراض مت ہو۔ مگر یاد رکھو مجھے بھی معمولی مت سمجھنا۔ میں بھی انسانی دائرے، جناتی دائرے اور عفاریت کے قبیلے کا سردار ہوں۔ اس کے

علاوہ مہا کالی کی کالی طاقتوں کا کافرستان میں سب سے بڑا پجاری ہوں۔ میں تو بس تمہاری بات پر پریشان ہو گیا تھا......'' مہاراج مہا کال نے نخوت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم مجھے دھمکا رہے ہو مہا کال......'' ہا کالی سرد انداز میں سرسرایا۔

''نہیں نہیں، یہ وقت ہمارے آپس میں جھگڑنے کا نہیں ہے۔ تم بتاؤ کیا کہہ رہے تھے؟'' مہاراج مہا کال نے چند لمحوں بعد مفاہمتی انداز اپناتے ہوئے کہا۔ بہر حال ہا کالی اس سے زیادہ طاقتور تھا۔

''تم نے وہ جنات بھیجے اور مطمئن ہو گئے۔ سب تم نے سردار جن پر چھوڑ دیا۔ پھر اس نے بھی اپنے قبیلے والوں پر بس یہی ذمہ داری عائد کی کہ وہ ان دشٹ شتروں کے مرنے کے حالات پیدا کریں۔ کاری وار لگانے کا اس نے بھی آدیش نہیں دیا۔ نہ ہی تم نے اپنی کالی طاقتوں سے کچھ کام لیا۔ اب تمہارے شترو ایک مہارشی کے پاس ایک روشن مقام پر محفوظ ہیں۔ باقی تمہارا بڑا شترو اپنے چند متروں کے ساتھ یہاں وہ جگہ تباہ کرنے آرہا ہے جس کی تم حفاظت کر رہے ہو......'' ہا کالی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ سردار جن تو مجھے وچن دے کر گیا تھا کہ وہ ان پاپیوں کو نرک باسی کر دے گا۔ کیا اس نے ایسا جان بوجھ کر کیا ہے؟'' مہاراج مہا کال نے سوال کیا۔

''نہیں۔ وہ بس اگنی سے بنائی گئی مخلوق ہیں اور وہ چونکہ غیظ و غضب کا مجموعہ ہیں۔ اس لیے اپنا ہر کام اپنے غصے اور غضب کو مدنظر رکھ کر کرتے ہیں۔ تم انہیں صحیح گیان دیتے تو اب تک تمہارے شترو ہلاک ہو چکے ہوتے......'' ہا کالی نے جواب

CamScanner

دیتے ہوئے کہا۔

"تو اب مشورہ دو کہ مجھے کیا کرنا چاہیے؟" مہاراج مہا کال نے پوچھا۔

"اس کے لیے تمہیں مجھے میری منہ مانگی بھینٹ دینا ہوگی۔ بولو منظور ہے تمہیں....." ہاکالی نے عجیب سے لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھوں میں وحشیانہ چمک ابھر آئی تھی۔

"کیا مطلب۔ تم تو کچھ بھی مانگ سکتے ہو....." مہاراج مہا کال نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا کیونکہ ہاکالی اس سے اس کی طاقتیں اور جان تک بھی مانگ سکتا تھا۔

"ہاں بالکل۔ کچھ بھی مانگ سکتا ہوں....." ہاکالی نے اسی انداز میں جواب دیا۔

مہاراج مہا کال کچھ دیر تک تذبذب کے عالم میں ہاکالی کو دیکھتا رہا پھر بولا۔

"ٹھیک ہے مانگو کیا مانگتے ہو لیکن میری جان مانگنے کا اختیار تم نہیں رکھتے....." مہاراج مہا کال نے کہا۔

"مجھے پتہ ہے۔ تم مجھے اپنی تین سب سے بڑی طاقتوں کی بھینٹ دو اور ساتھ ساتھ اپنے پچاس پیروکاروں کی بھی....." ہاکالی نے کہا تو مہاراج مہا کال کا اس کی بات سن کر رنگ فق ہو گیا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ اس طرح تو میں خالی ہاتھ ہو جاؤں گا اور پاکیشیائی شیطانوں کا مقابلہ کیسے کروں گا؟" مہاراج مہا کال نے گھبرائے ہوئے انداز میں کہا۔

"یہ میں نہیں جانتا....." ہاکالی نے جواب دیا۔

"چلو ٹھیک ہے۔ لے لو بھینٹ مگر پہلے حل بتاؤ....." مہاراج مہا کال نے ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا۔

CamScanner

"تم ان شتروں پر ان کے جہاز میں ہی پہلا حملہ کرا دو۔ اگر وہ بچ نکلیں تو انہیں اس جنگل میں آنے دو۔ یہاں تمہاری اور تمہاری طاقتوں کی حکمرانی ہے۔ تم آسانی سے ان کا خاتمہ کر سکتے ہو۔ اگر تم فوری طور پر سردار جن کو ان کے مقابل بھیج دو گے تو زیادہ بہتر ہوگا اور اس کے ساتھ ہی تم کالی کی ہنڈیا تیار کر کے ان پر دے مارو۔ وہ اس وار سے کبھی بھی نہیں بچ سکیں گے۔ اور نہ ہی ان میں کوئی اس قابل ہے کہ وہ کالی کی ہنڈیا کا توڑ کر سکے......" ہاکالی نے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے میں یہی کرتا ہوں۔ میں اپنی بڑی طاقتوں کی بھینٹ کے باوجود بھی کالی کی ہنڈیا تیار کر کے ان دشٹ پاپیوں پر مار سکتا ہوں۔ تم جاؤ......" مہاراج مہاکال نے کہا اور اٹھ کر تہہ خانے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ اس نے ہاکالی کے جانے کا بھی انتظار نہیں کیا۔

"ہاہاہاہا! جاؤ۔ میں نے تمہارے ہاتھ کاٹ دیئے ہیں۔ تمہاری موت کا سبب میں نے تمہاری طاقتوں کی بھینٹ لے کر کر دیا ہے۔ باقی اگر تمہارے شترو بچ گئے تو تمہارا تیا پانچہ ہونا پھر طے ہے۔ تمہیں میرا اپمان کرنا بہت مہنگا پڑے گا۔ مہاکال......" ہاکالی نے قہقہہ لگاتے ہوئے عجیب سے انداز میں کہا اور وہاں سے غائب ہو گیا۔

O......O......O

عمران جائے حادثہ سے ہٹنے کے بعد دانش منزل پہنچا۔ اس نے بلیک زیرو کو تمام صورتحال سے آگاہ کیا۔ پھر کافرستان میں موجود اپنے ایجنٹ ناٹران کے ذمے جراثیمی ہتھیار والی لیبارٹری اور مہاکال کے بارے میں تفصیلاً معلومات حاصل کرنے کے لیے کہا۔ پھر ناٹران نے اسے دو روز کی انتہائی کڑی محنت کے بعد تمام معلومات

فراہم کر دیں۔ عمران نے ان معلومات کی روشنی میں لائحہ عمل تیار کیا۔ پھر وہ اپنے ساتھیوں سمیت ناپالی میک اپ میں ناپال پہنچا۔ پھر وہاں سے ناپالی میک اپ میں اس نے ایک ڈومیسٹک فلائٹ لی۔ یہ فلائٹ ناپال سے براہِ راست کال جنگل کے اوپر سے ہوتی ہوئی کال جنگل کے ساتھ آتی کالانگ پہاڑی سلسلے میں موجود ایک بڑے اور تاریخی شہر ''ہوانی'' میں جاتی تھی۔ اس شہر میں ایک قدیم تہذیب کے آثار دریافت ہوئے تھے۔ ناپال میں چونکہ کافرستانی مذہب کے پیروکار کثیر تعداد میں موجود تھے، اسی لیے کافرستان اور ناپال میں ایسی ڈومیسٹک فلائٹس کا آنا جانا لگا رہتا تھا۔ عمران بھی اپنے ساتھیوں سمیت ناپالی ماہرین آثار قدیمہ کے میک اپ ''ہوانی'' جا رہا تھا تاکہ وہاں پھر وہ کال جنگل کا راستہ اختیار کر سکے۔ اس ڈومیسٹک فلائٹ میں پائلٹ کیبن اور پیسنجر سیٹس ایک دوسرے سے ملحق تھیں۔ ایسا ہونے کی وجہ سے پائلٹ اور پیسنجرز کو آپس میں بات چیت کرنے میں دشواری پیش نہیں آتی تھی۔ عمران اپنے ساتھ دو بڑے اور ایک چھوٹا بیگ لایا تھا۔ ان بیگز میں جدید ساخت کا خصوصی سامان ڈبل کوٹنگ اور ڈبل پیکنگ میں موجود تھا۔ کوٹنگ خصوصی میٹریل سے تیار شدہ تھی، جو کسی بھی ریز سے چیک نہیں ہو سکتی تھی۔ عمران پوری طرح سے تیار ہو کر آیا تھا اور انہوں نے ہنگامی حالات سے نمٹنے کے لیے پیراشوٹس بھی باندھ رکھے تھے۔ شاہ صاحب سے چونکہ ملاقات نہ ہونے کی وجہ سے عمران نے سب کی جیبوں میں حروف مقطعات کی تختیاں بھی ڈال رکھی تھیں اور معوذتین کی تختیاں گلوں میں پہن رکھی تھیں۔

''عمران صاحب! اب کیا پروگرام ہے؟ کال جنگل میں ہمیں خوفناک جانوروں اور زہریلے حشرات الارض کا بھی سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ پھر کافرستانی ایجنسیوں اور مہا کال کی شیطانی طاقتوں اور اس کے چیلوں کے بارے میں آپ نے کیا سوچ رکھا

ہے......" صالحہ نے پاکیشیا کی ایک مقامی زبان میں عمران سے سوال کیا۔ وہ پائلٹ کیبن سے تین سیٹس پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ جولیا اور صالحہ ان دونوں کے عقب میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ صالحہ نے بطور احتیاط مقامی زبان استعمال کی تھی اور اس کی آواز بھی بلند نہیں تھی۔

ویسے تو عمران کا پروگرام جوزف کے ساتھ جوانا اور ٹائیگر کو ساتھ لے کر جانے کا تھا لیکن پھر پروگرام میں تبدیلی کر لی اور اپنے ساتھ جولیا اور صالحہ کو ساتھ لے کر آیا تھا۔ جوزف تو بہرحال ان کے ساتھ ہی تھا۔ صالحہ صحت مند ہو چکی تھی کیونکہ شاہ صاحب نے اسے دم کیا ہوا پانی دیا تھا اور اللہ کا کلام بھی پڑھ کر اس پر پھونکا تھا اور چونکہ جولیا نے ماورائی طاقتوں کے زیر اثر صالحہ پر حملہ کیا تھا اس لیے مقدس کلام اور مقدس پانی کی وجہ سے وہ صحت یاب ہو چکی تھی۔

"کیوں۔ تمہیں صفدر کی یاد ستا رہی ہے کہ اگر وہ ساتھ ہوتا تو سفر اچھا گزرتا......"
عمران کی کون سی کل سیدھی تھی جو وہ فوراً درست جواب دے دیتا۔

"ارے نہیں عمران صاحب! ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ صفدر کو میں اپنا کولیگ ہی سمجھتی ہوں کیونکہ وہ ایک ہنر مند سیکرٹ ایجنٹ ہے......" صالحہ نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا تو اس کا مطلب ہے صالحہ تم واقعی صفدر کے لیے نرم گوشہ رکھتی ہو ورنہ تو سب ہی پاکیشیائی سیکرٹ ایجنٹ ہنر مند ہیں......" جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران ہنس پڑا اور جوزف نے بھی دانت نکوس دیئے جبکہ صالحہ، جولیا کی بات پر نروس ہو گئی۔

"میرا پروگرام تو روز اول سے ہی تیار ہے اور دلہن بھی تقریباً تیار ہے۔ بس وہ

کیپٹن شکیل کی یادداشت گھاس کھانے گئی ہوئی ہے جو لوٹنا بھول گئی ہے۔ اسی لیے بات خطبۂ نکاح پر آ کر رک جاتی ہے۔ بالفرض اگر یہ سب ہو جائے تو میرے راستے کا سب سے بڑا پتھر بلکہ پہاڑ رقیب روسیاہ...... اوہ سوری، رقیب روسفید ہے۔ جسے اپنی جگہ سے ہلا پانا بیچ بیچ ناممکن ہے۔ اس لیے میں اس آس پر جی رہا ہوں اور ٹھنڈی آہیں بھر رہا ہوں......" عمران نے جولیا کی بات سن کر ہنسنے کے بعد جواب میں پوری تقریر جھاڑ دی تو اس دفعہ صالحہ مسکرانے لگی لیکن جولیا غصے سے عمران کو دیکھنے لگی جو پھر سے حماقتوں میں لگ گیا تھا۔

"کیوں پریشان ہو رہے ہو۔ کافرستانی ایجنسیوں سے بچنے کے لیے تو یہ راستہ اختیار کیا ہے۔ ویسے بھی ابھی کافرستان میں ہمارے بارے میں کوئی خاص تھرتھلی نہیں مچی۔ ان ایجنسیوں اور ایجنٹوں کے لیے علی عمران ابھی بھی پاکیشیا میں موجود ہے۔ باقی رہی شیطانی طاقتیں تو ان کے لیے ہمارے پاس مقدس کلام کی تختیاں موجود ہیں۔ اور مہاکال کے چیلے بہرحال انسان ہی ہیں۔ پھر ہمارے ساتھ جنگل پرنس موجود ہے تو ہمیں کیا ضرورت ہے کہ ہم گھبراتے پھریں......" عمران نے اس بار سنجیدگی سے کہا تو جولیا اور صالحہ نے اثبات میں سر ہلا دیے۔ پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی عمران کو اپنی دائیں جانب ایک دھندلا سا ہیولا دکھائی دینا شروع ہو گیا تو وہ چونک اٹھا۔ جبکہ جولیا اور صالحہ نارمل ہی رہیں۔

"میں قہقہار جن ہوں عمران صاحب۔ مجھے شاہ صاحب نے بھیجا ہے۔ میں نے ہیولے کا عکس لیا ہے اس لیے آپ کے علاوہ مجھے کوئی دیکھ سن نہیں سکتا۔ شاہ صاحب نے پیغام بھیجا ہے کہ کافرستانی پنڈت یہ جہاز فضا میں ہی تباہ کروا سکتا ہے۔ آپ ہوشیار رہیں......" قہقہار جن نے کہا اور عمران کو اس کا نظر آتا ہیولا دکھائی دینا ختم ہو

کیا۔

''کیا ہوا عمران! تم چونکے کیوں تھے؟'' جولیا نے پوچھا۔ اسے عمران نے اشارہ کر دیا تھا اس لیے وہ خاموش رہی۔ پھر اس کے مڑنے پر وہ بول پڑی تو عمران نے اسے تمام بات بتا دی۔ جوزف اور صالحہ بھی یہ بات سن چکے تھے۔

''تو اب؟'' صالحہ نے سوال کیا۔

''تو وہی کرتے ہیں جو مہا کال چاہتا ہے......'' عمران نے پراسرار انداز میں کہا۔

''میں سمجھی نہیں عمران صاحب......'' صالحہ نے پوچھا کیونکہ عمران جو کہہ رہا تھا وہ صریحاً موت تھی۔

''جوزف! تم بتاؤ کہ میں کیا کہنا چاہتا ہوں......'' عمران نے جواب دینے کی بجائے جوزف کو مخاطب کیا۔

''مس صالحہ! آپ بھی باس کے ساتھ متعدد ماورائی کیسوں میں کام کر چکی ہیں ایسی عام باتیں تو آپ کو خود ہی سمجھ آ جانی چاہئیں۔ باس کا مطلب ہے کہ جنات آتے ہیں تو انہیں آنے دو۔ اگر وہ کال جنگل کے اوپر جہاز گرانا چاہتے ہیں تو ایسا ہونے میں ہمارا فائدہ ہے۔ ہم نے پیراشوٹس باندھ رکھے ہیں۔ ہمارے پاس مقدس کلام کی تختیاں موجود ہیں جن کی موجودگی میں وہ پاس پھٹک بھی نہیں سکتے۔ تو ہمیں کیوں کر گھبرانا چاہیے......'' جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا تو جولیا اور صالحہ دونوں چونک گئیں اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ رقصاں تھی۔ جوزف اس کا منصوبہ اچھی طرح سمجھ گیا تھا۔ اور بات بھی صحیح تھی۔

''بہت خوب جوزف۔ تم عمران سے کچھ کم نہیں ہو۔ ویری ویل ڈن۔ بہت خوب......'' جولیا نے جوزف کو سراہتے ہوئے کہا۔

''شکریہ مسی.....'' جوزف نے بھی جولیا کی بات سن کر مسکراتے ہوئے کہا۔

''واقعی جوزف۔ میرے ذہن سے یہ بات سلپ ہوگئی تھی۔ تم واقعی حاضر دماغ ہو۔ ویری گڈ.....'' صالحہ نے بھی ستائش بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ میں تو اپنے آقا کا ایک ادنیٰ سا غلام ہوں۔ غلام کا آقا سے کوئی مقابلہ نہیں ہوتا۔ یہ تو آقا کی مرضی ہے کہ وہ غلام سے کام لے لیتا ہے اور اپنی خدمت کا موقع فراہم کر دیتا ہے.....'' جوزف نے انتہائی عاجزانہ انداز میں کہا۔ اسے عمران سے ایسی ہی والہانہ عقیدت تھی۔ عمران کئی بار اسے منع کر چکا تھا مگر جوزف باز نہیں آتا تھا۔

''اب بند کرو یہ آقا، غلام کی گردان۔ کیسے غلام ہو کہ اپنے آقا کی شادی تک نہیں کرا سکتے تم.....'' عمران نے بات بدلتے ہوئے کہا ورنہ جوزف کب رکنے والا تھا۔

''باس! یہ تو آپ کے حکم پر منحصر ہے.....'' جوزف نے مختصراً جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اور میرے رقیب رو سیاہ.....اوہ سوری، رو سفید۔ اس کا کیا حل کرو گے؟ وہ تمہیں بعد میں پوچھے گا پہلے میرا بینڈ بجانے کے ساتھ ساتھ مریہ بنا کر رکھ دے گا.....'' عمران نے مسکراتے ہوئے جوزف سے پوچھا۔

''ارے باس۔ اس کی اتنی جرأت کہاں۔ یہ آپ ہی اسے ڈھیل دے رہے ہیں۔ آپ حکم دیں تو میں اسے کسی چیونٹی کی طرح مسل کر رکھ دوں.....'' جوزف نے سخت لہجے میں جواب دیا۔ وہ تو جوزف عمران کی وجہ سے خاموش رہتا تھا اور تنویر کا احترام بھی بطور عمران کے ساتھی کرتا تھا۔ ورنہ تنویر جیسے عمران کو مخاطب کرتا تھا، وہ رویہ جوزف کی برداشت سے باہر تھا۔

''نہیں نہیں ۔تم ابھی جوش میں مت آؤ۔اس مسئلے کو بعد میں حل کریں گے۔ابھی ہشیار رہو......'' عمران نے کہا۔ وگرنہ ہوسکتا کہ واپسی پر جوزف اور تنویر کے درمیان ٹھن جاتی۔پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی، اچانک جہاز کے شیشے سرخ ہوتے چلے گئے۔پھر پائلٹ کے جسم کو یکلخت ایک جھٹکا لگا۔جس سے جہاز ذرا سے ڈگمایا اور پھر سنبھل گیا۔

''تم اب اپنی ان یادوں کو الوداع کہہ دو......'' پائلٹ نے منہ موڑ کر ان سے مخاطب ہوکر کہا۔اس کی آنکھیں سرخ اور پتلیاں سیاہ اور لمبوتری ہوگئی تھیں ۔وہ سب چونک اٹھے کیونکہ پائلٹ کے جسم پر مہاکال کا جن قابض ہوچکا تھا۔وہ تمام تو کلام مقدس کی تختیوں کی وجہ سے محفوظ تھے۔لیکن پائلٹ تو غیر مسلم ہونے کی وجہ سے ان جنات کی دسترس میں تھا۔اور عمران اسے کلام مقدس کی تختیاں دے کر چونکانا نہیں چاہتا تھا۔یہی وجہ تھی کہ پائلٹ پر جن قابض ہوگیا تھا۔پھر پائلٹ نے لیور نیچے کی جانب دبایا تو جہاز کال جنگل کی طرف تیزی جھکتا چلا گیا۔ساتھ ہی کٹک کی آواز سنائی دی اور پائلٹ کی گردن کی ہڈی ٹوٹنے کی آواز ابھری۔پائلٹ کی گردن ایک طرف جھک گئی تھی۔جن اسے مار کر جاچکا تھا۔

''چلو جلدی کرو۔جولیا اور صالحہ تم دونوں سامان اٹھاؤ۔جوزف! تمہارے پاس ہلکی پاور کا ہینڈ گرنیڈ ہے،اس سے جہاز کی دم اڑاؤ۔ہری اپ......'' عمران نے تیز لہجے میں کہا تو سب حرکت میں آگئے۔

پھر جوزف نے جہاز کی دم والے حصے پر ہینڈ گرنیڈ دے مارا۔ایک دھماکا ہوا۔جہاز کی دم اڑتی چلی گئی اور وہ بری طرح سے بے توازن ہوگیا اور عجیب وغریب انداز میں ڈولتا ہوا کال جنگل کی طرف گرتا چلا گیا۔جبکہ عمران اور اس کے ساتھی بڑی مشکل

CS CamScanner

سے جہاز سے کودنے میں کامیاب ہو پائے۔ پھر وہ بھی کال جنگل کی جانب کرتے چلے گئے۔ پھر مخصوص بلندی پر آ کر انہوں نے پیراشوٹس کھول لیے اور لہراتے ہوئے کال جنگل کی جانب بڑھتے چلے گئے جبکہ جہاز اس دوران مردہ پائلٹ کے جسم کے ساتھ ہی گر کر تباہ ہو چکا تھا۔

O.....O.....O

عمران اور اس کے ساتھی اس وقت جنگل میں موجود تھے۔ وہ ٹہلنے والے انداز میں جنگل میں آگے بڑھ رہے تھے۔ عمران کے پاس کوئی بیگ نہیں تھا۔ ان کے ہاتھوں میں انتہائی جدید ساخت کی گنیں بھی موجود تھیں۔ وہ آگے بڑھ رہے تھے کہ اچانک جوزف چونک کر رک گیا۔

"کیا ہوا! جوزف۔ کوئی خاص بات....." عمران نے اسے ایسے چونکتے ہوئے دیکھ کر پوچھا۔ جولیا اور صالحہ کے اعصاب بھی تن چکے تھے۔

"ہاں! خطرہ آہستہ آہستہ ہماری طرف بڑھ رہا ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے مختلف درندے اکٹھے ہو کر ہماری جانب بڑھ رہے ہیں۔ مجھے ان درندوں کی شدید بو محسوس ہو رہی ہے....." جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ جنگل میں آتے ہی اس کی حسیات انگڑائی لے کر جاگ اٹھی تھیں۔

"کیا یہ درندے شیطانی قوتیں ہیں؟" عمران نے سوال کیا۔ وہ اب جنگل کے اس حصے میں موجود تھے جہاں ایک خاصا بڑا حصہ میدان نما تھا اور درخت بھی خاصے فاصلے پر تھے۔

"ہاں! بو دونوں ہی کی محسوس ہو رہی ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں آگے بڑھنے کی

بجائے یہیں رک کر ان درندوں کا انتظار کرنا چاہیے۔ یہ جگہ بھی مناسب ہے......"
جوزف نے جواب دیا۔

"چلو ٹھیک ہے۔ یہیں رک جاتے ہیں......" عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

پھر کچھ دیر بعد وہاں دو شیر، ایک چیتا اور ایک بھیڑیا مختلف درختوں کی اوٹ سے نکل کر سامنے آگئے۔ ان درندوں کے منہ عجیب سے انداز میں کھلے ہوئے تھے۔ سب سے حیرت انگیز بات یہ تھی کہ ایک دوسرے کے دشمن ایک ساتھ کھڑے تھے۔ ان درندوں کا انداز میکانکی سا تھا۔

"عمران صاحب! آپ نے غور کیا ہے؟" صالحہ نے سوال کیا۔

"ہاں! اور جوزف، کیا تمہیں بھی وہی محسوس ہوا ہے جو ہمیں محسوس ہو رہا ہے......"
عمران نے جوزف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ البتہ جولیا خاموش تھی مگر گن پر اس کی گرفت سخت ہو چکی تھی۔

"باس! یہ جنات کے زیر اثر ہیں۔ ورنہ تو یہ ایک دوسرے کے دشمن ہیں اور اکٹھے ہو ہی نہیں سکتے۔ مجھے لگتا ہے کہ یہ کسی کا انتظار کر رہے ہیں ورنہ تو اب تک ہم پر حملہ آور ہو چکے ہوتے......" جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

چند لمحوں بعد عمران اور اس کے ساتھیوں کو درختوں کے پیچھے سے نکل کر اپنی طرف ایک لمبا اور طاقتور وجود آتا دکھائی دیا۔

"کون ہو تم؟" عمران نے اس لمبے اور طاقتور وجود کو مخاطب کیا۔ وہ وجود ان درندوں کے عقب میں آ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ درندے ذرا برابر بھی نہیں بدکے تھے۔ اس وجود کی آنکھیں گہری سرخ تھیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اس کی آنکھوں میں کسی نے گہرا

CS CamScanner

سرخ رنگ ڈال دیا ہو۔

''میں کلیالیش ہوں۔اس عفاریت کے قبیلے کا سردار۔ جسے مہاراج مہا کال نے تمہارے خاتمے پر مقرر کیا ہے......'' سردار کلیالیش نے جواب دیا۔ پھر اس نے چٹکی نما اشارہ کیا تو درندے میکانکی انداز میں ان کی جانب بڑھنا شروع ہو گئے جبکہ سردار کلیالیش پیچھے ہٹتا ہوا غائب ہو گیا تھا۔

''ان کے سروں اور آنکھوں کا نشانہ لے کر گولیاں مارو تا کہ ان پہ قابض جنات بھی ساتھ ہی ختم ہو جائیں......'' عمران دھیرے سے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہوا۔ پھر ان سب نے ان درندوں پر گولیاں داغنا شروع کر دیں۔ گولیوں نے ان درندوں کے بھیجے اور آنکھیں اڑا دی تھیں۔

''حملہ کرو......'' سردار کلیالیش درختوں کے پاس نمودار ہو کر چلایا تو جولیا نے اچانک اس پر فائرنگ کر دی۔ مگر سردار کلیالیش پہلے ہی غائب ہو چکا تھا۔ اسی لمحے عمران اور اس کے ساتھیوں کو یوں محسوس ہوا جیسے منہ زور آندھی چل پڑی ہو۔ ان سے کچھ فاصلے پر موجود درخت اس منہ زور آندھی سے اکھڑ رہے تھے مگر یہ سب اس سے محفوظ رہے۔ پھر سردار کلیالیش درختوں کے پاس دوبارہ نمودار ہوا۔

''تمہارے پاس آخر ایسا کیا ہے کہ میرے ساتھی چھونا تو درکنار تم لوگوں کے پاس بھی نہیں آ پا رہے......'' سردار کلیالیش نے پوچھا۔

''وہ جو بھی ہے اس کی موجودگی میں تم سب تو کیا، تمہارا ملعون آقا بھی ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکتا......'' عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس دوران جولیا سردار کلیالیش کا نشانہ لے چکی تھی مگر جوزف نے اس کی گن پہ ہاتھ رکھ کر نال نیچے کر دی۔

CamScanner

''تم موگالا کو جانتے ہو؟'' جوزف نے عمران کو اشارہ کرتے ہوئے سردار کلیالیش کو مخاطب کیا۔تو عمران جوزف کے اس عمل پر چونک اٹھا۔اسے جوزف کا رویہ اور سوال سمجھ نہیں آیا تھا۔

''ہاں! وہ ہمارا آقائے عظیم ہے۔ہم اس کے پجاری ہیں......'' سردار کلیالیش نے جواب دیا۔

''پھر تو تم افریقہ کے سب سے بڑے وچ ڈاکٹر موشالی کو بھی جانتے ہو گے؟'' جوزف نے دوبارہ سوال کیا تو سردار کلیالیش چونک اٹھا۔جبکہ عمران حیران ہو رہا تھا کہ جوزف کیا چکر چلا رہا ہے۔اس نے جولیا کو سردار کلیالیش پر حملہ کرنے سے کیوں منع کیا ہے۔وہ ان کے سامنے تھا اور ایک گولی کی مار تھا۔کیونکہ وہ اس وقت انسانی روپ اپنائے ہوئے تھا۔

''ہاں۔وہ دنیا کا واحد انسان تھا جس نے عظیم موگالا کو اس کے انسانی روپ میں دست بدست لڑائی میں شکست دی تھی۔اس لڑائی کو'' کاسوما'' کہا جاتا ہے۔موشالی نے موگالا کو اپنا غلام بنا لیا تھا......'' سردار کلیالیش نے جواب دیتے ہوئے پوچھا۔

''تو کیا تم مجھے جانتے ہو؟'' جوزف نے سوال کیا۔عمران اور باقی ساتھیوں کے چہروں پر الجھن موجود تھی۔انہیں جوزف کے ان سوالات کا ابھی تک کوئی سر پیر سمجھ نہیں آیا تھا۔سردار کلیالیش چند لمحے اسے دیکھتا رہا پھر وہ جوزف سے مخاطب ہوا۔

''تمہارے گرد اس وقت ایک ایسا مقدس ہالہ موجود ہے جسے میں پار نہیں کر پا رہا ہوں۔مجھے تمہارے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہو سکا......'' سردار کلیالیش نے جواب دیا۔

''میں افریقہ کے اس خاندان کا شہزادہ ہوں جو خالی ہاتھوں جنگلی درندوں کو

CamScanner

چیرنے پھاڑنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ شیطان اور اس کی ذریات کے سب سے بڑے دشمن ہیں۔ ہم افریقہ کے تمام سیاہ رازوں سے واقف ہیں۔ میں مکاشو ہوں، مکاشو خاندان کا شہزادہ۔ اور افریقہ کے تمام وچ ڈاکٹروں کا منہ بولا بیٹا......'' جوزف نے کہا۔ عمران اور باقی ساتھیوں کو اب بھی جوزف کے رویے کی سمجھ نہیں آئی تھی۔ جوزف کے کہنے پر سردار کلیالیش نے اشارہ کیا اور پھر چند لمحوں بعد بولا۔

''اب مجھے میرے ساتھیوں نے تمہارے بارے میں پتہ کر کے بتا دیا ہے۔ اب بولو......'' سردار کلیالیش نے کہا۔

''وچ ڈاکٹر موشالی نے مجھے اپنا منہ بولا بیٹا بنا رکھا ہے اور میرے سر پر اس نے اپنا ہاتھ رکھا ہوا ہے۔ میں وچ ڈاکٹر موشالی کی طرح تمہیں ''کاسوما'' کی دعوت دیتا ہوں۔ اسے قبول کرو......'' جوزف نے کہا تو سب بے اختیار چونک اٹھے۔ انہیں جوزف کے سوال و جواب اب سمجھ آئے تھے۔

''تم جانتے ہو مکاشو، تم یہ دعوت دینے کے بعد پیچھے نہیں ہٹ سکو گے......'' سردار کلیالیش نے کہا۔

''ہاں! تم اس نشان پر ہاتھ رکھ کر دعوت قبول کرو اور میری شرائط تسلیم کر کے اپنی شرائط بتاؤ......'' جوزف نے کہا۔ اس کے ہاتھ میں ایک کاغذ تھا جس پر ''کاسوما'' کا نشان بنا ہوا تھا۔ اس بات چیت کے دوران ان پر پھر دوبارہ کوئی حملہ نہیں ہوا تھا۔ عمران، صالحہ اور جولیا حیرت سے جوزف کو دیکھ رہے تھے۔

''میں مہاراج مہاکال کی اجازت کے بعد ہی اسے قبول کر سکتا ہوں۔ کیونکہ اب میں اس کا غلام ہوں......'' سردار کلیالیش نے کہا تو جوزف کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ درختوں کی طرف بڑھتا ہوا غائب ہو گیا۔

CamScanner

"جوزف! یہ کیا چکر چلا دیا ہے تم نے۔ تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا ہے۔ تم اس جن سے کیسے جسمانی مقابلہ کرو گے؟ وہ لمحوں میں تمہیں توڑ پھوڑ کر رکھ دے گا۔ کیا یہ کوئی بچوں کا کھیل ہے؟" عمران جوزف پر بھڑک اٹھا۔ جولیا اور صالحہ کے چہروں پر بھی تشویش تھی۔

"باس! اس سلسلے کو ختم کرنے کا ایک یہی طریقہ ہے۔ اگر ابھی ہم میں سے کوئی ایک اس سردار جن کو ختم بھی کر دیتا تو اس کی جگہ کوئی اور نیا سردار آ جاتا۔ پھر ان میں اور ہم میں دشمنی پڑ جاتی۔ پھر اگر ہم مہاکال کو مار بھی دیتے تو یہ عفاریت ہاتھ دھو کر ہمارے پیچھے پڑے رہتے۔ اور تمام ممبران کی گردنوں پر خوامخواہ ہر وقت خطرے کی تلوار لٹکتی رہتی۔ میں یہ مقابلہ جیت جاؤں گا۔ آپ مجھ پر بھروسا رکھیں۔ مجھے وچ ڈاکٹر موشالی نے فاتح رہنے کی دعا دے رکھی ہے۔ یہ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا......" جوزف نے انتہائی اعتماد بھرے لہجے میں کہا تو عمران اس کا چہرہ دیکھ کر رہ گیا۔ جولیا اور صالحہ کے چہروں پر گہری تشویش نمایاں تھی۔

O......O......O

مہاراج مہاکال ایک کمرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کمرے میں جگہ جگہ خون جم کر سیاہ ہو چکا تھا۔ کمرے سے شدید تعفن اٹھ رہا تھا۔ اس کمرے میں کالی کا ایک بہت بڑا اور ہیبت ناک بت پڑا تھا۔

مہاراج مہاکال یہاں بیٹھا جادوئی ہنڈیا کی تیاری میں مصروف تھا۔ اس کے سامنے الو کی آنکھیں، خون، عجیب و غریب گندگی اور سور کا گوشت موجود تھا۔ ایک طرف بالوں کا ایک چھوٹا سا گچھا بھی پڑا ہوا تھا۔ یہ عمران کے بال تھے۔ ان بالوں کو

CamScanner

مہاراج مہاکال نے اپنی کالی طاقتوں کی مدد سے حاصل کیا تھا۔سامنے موجود چولہے پر ایک ہنڈیا رکھی ہوئی تھی جس کے نیچے آگ جل رہی تھی۔اس ہنڈیا میں گائے کا پیشاب ابل رہا تھا۔پھر اس سے پہلے کہ مہاراج مہاکال کچھ کرتا اچانک کمرے میں ایک وجود داخل ہوا۔یہ سردار کلیالیش تھا۔

''مہاراج کو پرنام......'' سردار کلیالیش نے کہا۔

''ہاں! ہم نے تمہارا پرنام قبول کیا۔بولو کیوں آئے ہو؟ تمہیں پتہ ہے کہ ہم اس وقت ایک ضروری کام میں مصروف ہیں......'' مہاراج مہاکال نے کہا۔

''سردار! مجھے تمہارے مخالف دشٹ پاکیشیائیوں کے افریقی ساتھی نے ''کاسوما'' کی دعوت دی ہے۔میں تم سے آگیا لینے آیا ہوں۔مجھے آگیا دو کہ میں تمہارے دشٹ پاکیشیائیوں کا مقابلہ کر کے انہیں ختم کر سکوں......'' سردار کلیالیش نے کہا۔

''کیا کہہ رہے ہو۔وہ تم سے کیسے مقابلہ کر سکتا ہے؟ تم ایک جن ہو اور وہ ایک انسان۔اور یہ ''کاسوما'' کیا ہے؟'' مہاراج مہاکال نے حیرانی سے پوچھا۔

''میں صحیح کہہ رہا ہوں۔یہ ایک مقابلہ جو ایک انسان اور ایک جن کے درمیان انسانی روپ اپنا کر اور اپنی مرضی کی شرائط تسلیم کرنے کے بعد ہوتا ہے۔اگر میں نے یہ مقابلہ تسلیم نہ کیا تو میں اپنے قبیلے کی سرداری سے معزول ہو جاؤں گا اور میرا قبیلہ بھی آزاد ہو جائے گا۔اگر ایسا ہوا تو وہ تمہاری تکہ بوٹی کر کے رکھ دیں گے۔تمہارے شترؤں کو ہلاک کرنے کی اب یہی ایک صورت ہے۔ان کے پاس روشن کلام ہے۔میں اور میرا قبیلہ ان کے آس پاس بھی نہیں جا پا رہے۔اب بچار کر لو......'' سردار کلیالیش نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے! اگر ایسا ہے تو ایسا ہی سہی۔میں تمہیں ان کی شرائط تسلیم کر کے

CS CamScanner

مقابلے کی آگیا دیتا ہوں......'' مہاراج مہا کال نے کچھ دیر سوچنے کے بعد کہا۔

''اگر تم بالفرض ناکام رہے تو میں یہ جادوئی ہنڈیا تیار کر کے ان پر چھوڑ دوں گا۔ وہ مہان کالی کے شراپ سے بچ نہیں پائیں گے......'' مہاراج مہا کال نے کہا۔

''ٹھیک ہے سردار۔ جب تک مقابلے کا فیصلہ نہیں ہو جاتا تب تک تم اور تمہاری جادوئی شکتیاں کوئی مداخلت نہیں کریں گی۔ ورنہ میں بنا لڑے ہی ہار جاؤں گا......'' سردار کلیالیش نے کہا تو مہاراج مہا کال کے سر ہلانے پر وہ دروازے کی طرف بڑھتا ہوا غائب ہو گیا جبکہ مہاراج مہا کال ہنڈیا تیار کرنے میں مصروف ہو گیا۔

O......O......O

عمران اور جوزف کے مابین بحث چل نکلی تھی۔ جوزف لگاتار عمران کو قائل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

''کیا تم اس جن سے سلیمانی مبازرت لڑو گے......'' عمران نے پوچھا۔

''نہیں باس! یہ سلیمانی دعوت مبازرت سے ملتا جلتا ہی مقابلہ ہے۔ ''کاسوما'' اصل میں اس جگہ کا نام ہے جہاں وچ ڈاکٹر موشالی اور موگالا کے درمیان مقابلہ ہوا تھا۔ سلیمانی دعوتِ مبازرت کی شرائط ہم دونوں نہ مانتے تو فیصلہ کوئی تیسرا فریق کرتا جو ہمیں ہر حال میں ماننا پڑتا۔ لیکن کاسوما کی شرائط ہم دونوں کو لازمی ماننا پڑیں گی......'' جوزف نے جواب دیا۔

''مگر تم......'' ابھی عمران اتنا ہی کہہ پایا تھا کہ سردار کلیالیش وہاں نمودار ہوا۔

''مکاشو! میں نے مہاراج مہا کال سے آگیا لے لی ہے۔ اب تم اپنی شرائط بتاؤ......'' سردار کلیالیش بولا۔

''تم انسانی روپ میں مجھ سے مارشل آرٹس کا مقابلہ کرو گے۔تمہارا کوئی ساتھی، کوئی شیطانی ذریت اس مقابلے میں مداخلت نہیں کرے گی۔تم بھی اپنی کوئی بھی جناتی طاقت استعمال نہیں کرو گے۔اگر میں نے تمہیں شکست دے دی تو تم اور تمہارا تمام قبیلہ مجھے سردار مان کر میرے حکم کی پیروی کرو گے......'' جوزف نے شرائط بتاتے ہوئے کہا۔عمران جولیا اور صالحہ کے چہروں پر بھی تشویش نمایاں تھی۔

''ٹھیک ہے۔میں نے چونکہ مہاراج مہا کال سے آگیا لی ہوئی ہے، میں تمہاری شرائط تسلیم کرتا ہوں۔اب تم میری شرائط سنو! تمہارے ساتھی بھی کسی قسم کی مداخلت نہیں کریں گے۔نہ ہی یہ ہتھیار استعمال کریں گے اور نہ ہی تمہارے سمیت کوئی روشن کلام سے مدد لے گا۔اگر میں نے تمہیں شکست دے دی تو تم سب خود سے روشن کلام علیحدہ کر کے خود کو میرے اور میرے ساتھیوں کے حوالے کر دو گے۔تم سے مارشل آرٹس کا مقابلہ کرنے کے لیے مجھے دنیا کے سب سے بڑے مارشل آرٹس ماسٹر کا روپ اپنانا ہوگا......'' سردار کلیا لیش نے بھی اپنی شرائط بتاتے ہوئے کہا۔

''جوزف! یہ کیا کر رہے ہو؟ تم جانتے ہو کہ تم اس سے انسانی روپ میں بھی مقابلہ نہیں کر سکو گے۔یہ بہرحال طاقت میں تم سے زیادہ ہوگا۔تم خواہ مخواہ اپنے ساتھ ہمیں بھی موت کے منہ میں دھکیل رہے ہو......'' عمران نے سردار کلیا لیش کی شرائط سن کر کہا۔

''نہیں باس۔اب ہم پیچھے نہیں ہٹ سکتے۔اس نے میری شرائط تسلیم کر لی ہیں۔اب مجھے بھی اس کی شرائط تسلیم کرنا ہوں گی۔اگر یہ معاہدے کی خلاف ورزی کرے گا تو خود بخود جل کر راکھ ہو جائے گا۔اور یہ جس مرضی انسان کا روپ اختیار کر لے، میں لازماً اسے شکست دے دوں گا۔وچ ڈاکٹر موشالی کا ہاتھ میرے سر پر ہے۔

باس.....'' جوزف نے عمران کو جواب دیتے ہوئے کہا تو اس کی بات سن کر عمران، جولیا اور صالحہ کے چہرے بہت فکر مند ہو گئے۔

''اگر ایسا ہے تو عمران، اس سے میں مقابلہ کروں گی۔ تم سب پیچھے ہٹ جاؤ.....'' جولیا نے کہا۔

''عمران صاحب! اگر آپ اجازت دیں تو.....'' صالحہ نے عمران کو مخاطب کرنا چاہا۔

''نہیں۔ تم میں سے کوئی بھی مقابلہ نہیں کرے گا۔ یہ مقابلہ میں خود کروں گا.....'' عمران نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔ اسے اپنے ساتھیوں کی تکلیف کب گوارا تھی۔ سردار کلیالیش خاموش کھڑا تھا۔

''باس! آپ میں سے کوئی بھی یہ مقابلہ نہیں کر سکتا، کیونکہ ''کاسوما'' کی جو دعوت دے مقابلہ بھی صرف وہی کر سکتا ہے۔ میں چونکہ وچ ڈاکٹر موشابی کا منہ بولا بیٹا ہوں اور اس کا ہاتھ میرے سر پر ہے۔ اس لیے میں اسے لازماً شکست سے دوچار کروں گا۔ سردار کلیالیش! میں تمہاری شرائط تسلیم کرتا ہوں.....'' جوزف نے پہلے عمران اور آخر میں سردار کلیالیش سے مخاطب ہو کر کہا۔ پھر دونوں نے ''کاسوما'' کے نشان والے کاغذ پر اپنے اپنے ہاتھ رکھ کر اپنی اپنی شرائط ایک بار پھر دہرا دیں۔

پھر سردار کلیالیش درختوں کی طرف چلتا ہوا غائب ہو گیا۔ چند لمحوں بعد وہ ایک باچانی باشندے کے روپ میں ظاہر ہوا۔ سردار کلیالیش کے اس باچانی باشندے کے روپ اور جوزف کے قد و قامت میں انیس بیس کا فرق تھا۔ سردار کلیالیش کے اس روپ کو دیکھ کر عمران کے چہرے پر تشویش ابھر آئی۔

''جوزف! تم جانتے ہو ناں کہ یہ اس وقت کس کے روپ میں ہے؟'' عمران نے

CamScanner

جوزف سے پوچھا۔

''ہاں باس۔ اچھی طرح جانتا ہوں۔ یہ جاپانی مارشل آرٹس ماسٹر جن یو ہاما کے روپ میں آیا ہے۔ جو اس وقت مارشل آرٹس کی دنیا کا سب سے بڑا فائٹر ہے اور اپنے بریکنگ نیک لاک کی وجہ سے مشہور ہے۔ یہ دو سیکنڈز میں اپنے مخالف کی گردن توڑ دیتا ہے......'' جوزف نے بڑے اطمینان بھرے انداز میں سردار کلیالیش کے روپ کی توصیف بیان کی۔

''تو پھر......'' عمران نے پوچھا۔ جولیا اور صالحہ کے چہروں پر تشویش موجود تھی۔ سب ایک دوسرے کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتے تھے۔ بلکہ دوسرے کی تکلیف اپنے اوپر لینے کے عادی تھے اور یہاں جوزف نے معاملہ ہی الٹ کر رکھ دیا تھا۔ یہ نہیں تھا کہ ان میں سے کسی کو جوزف پر اعتماد نہیں تھا۔ بس انسانی نفسیات سے مجبور تھے۔

''بس آپ اجازت دیں باس......'' جوزف نے اطمینان بھرے انداز میں کہا۔ اس کے چہرے پر بلا کا اعتماد اور انداز میں چٹانوں جیسی سنجیدگی تھی۔ عمران چند لمحات کے لیے اس کا چہرہ دیکھتا رہا پھر اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر جوزف نے اپنے گلے میں پہنی ہوئی کلام مقدس کی تختیاں اتار کر عمران کے حوالے کیں اور خود سردار کلیالیش کی جانب بڑھتا چلا گیا جو اس وقت مارشل آرٹس ماسٹر جن یو کو ہاما کے روپ میں کھڑا تھا۔



پھر مقابلہ شروع ہو گیا۔ جوزف، سردار کلیالیش کی جانب بڑھا اور اس نے

تیزی سے سامنے آکر بائیں جانب جھکائی دی اور اس کی پشت پر آکر اسے پیچھے سے پکڑ لیا۔ جوزف نے ایک بازو اس کی گردن اور دوسرا بازو اس کے سینے کے گرد لپیٹ کر اسے اٹھا کر گردن کے بل پیچھے پھینکنے کی کوشش کی۔ یہ مارشل آرٹس کا ایک خطرناک داؤ تھا۔ اس داؤ سے مخالف کی گردن ایک لمحے میں ٹوٹ جاتی تھی۔ اس داؤ کو "اپ لفٹ بیک ڈراپ" کہا جاتا تھا۔ جوزف کو یہ داؤ لگاتے دیکھ کر عمران، جولیا اور صالحہ کے چہروں پر سنسنی دوڑ گئی تھی مگر سردار کلیالیش نے آگے کی جانب جھکائی دیتے ہوئے جوزف کا ایک بازو نہ صرف پکڑ لیا بلکہ اپنی کمر کا زور لگا کر دھوبی کے کپڑے کی طرح اسے اٹھا کر زمین پر دے مارا۔ اس سے پہلے کہ جوزف اٹھ پاتا سردار کلیالیش نے آگے بڑھ کر جوزف کے سینے پر اپنے پاؤں کی ٹھوکر پوری قوت کے ساتھ ماری۔ جوزف سینے کے سامنے ہاتھ رکھتا ہوا رول کر کے الٹی قلابازی کھا کر اٹھ کھڑا ہوا ورنہ اگر جوزف کو یہ مخصوص ٹھوکر لگ جاتی تو اس کا دل ایک لمحے میں پھٹ جاتا۔ عمران، جولیا اور صالحہ کے چہروں پر جو تشویش ابھری ہوئی تھی وہ جوزف کو بچتے دیکھ کر اطمینان میں تبدیل ہو گئی۔

"جوزف! احتیاط کرو۔ ابھی تو سادہ سی فائٹ ہو رہی ہے اور تم جان سے جاتے بچے ہو....." عمران نے جوزف کو ہوشیار کرتے ہوئے کہا۔ جوزف نے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ وہ نپے تلے قدموں کے ساتھ سردار کلیالیش کی جانب بڑھا۔ پھر اس نے بھاگتے ہوئے چھلانگ لگائی اور بھرپور فلائنگ کک سردار کلیالیش کے سینے پر لگانے کی کوشش کی لیکن سردار کلیالیش تیزی سے ایک طرف ہٹ گیا اور اس نے کسی ہتھوڑے کی طرح دونوں ہاتھوں کے مکے جوزف کی ٹانگوں پر دے مارے۔ جوزف دھڑام سے زمین پر آگرا۔ پھر اس سے پہلے جوزف اٹھ پاتا سردار کلیالیش نے ایک

ہاتھ اس کی گردن اور دوسرا ہاتھ اس کی ٹانگوں پر ڈال کر اسے کھلونے کی طرح اٹھا لیا اور گھما کر پشت کے بل زمین پر دے مارا۔ پھر اس سے پہلے کہ جوزف اٹھ پاتا سردار کلیالیش تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے مخصوص انداز میں جوزف کی پسلیوں پر ٹھوکر دے ماری۔ ہلکی سی کڑک کی آواز ابھری اور جوزف ماہی بے آب کی طرح تڑپتا ہوا دوسری جانب رول کر گیا۔ سردار کلیالیش کی ٹھوکر نے جوزف کی پسلی توڑ ڈالی تھی۔

جوزف ایک دو لمحے کے لیے بری طرح سے تڑپا لیکن پھر درد پر قابو پاتے ہوئے تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے اپنی پسلی پر ہاتھ رکھا ہوا تھا۔ ادھر عمران، جولیا اور صالحہ کے چہرے دھواں دھواں ہو رہے تھے۔ جوزف کو ایسے پسلی تڑواتے دیکھ کر عمران کو لگ رہا تھا کہ وہ آج جوزف کو کھو دے گا۔ سردار کلیالیش انسانی روپ میں ہونے کے باوجود بھی جوزف پر اب تک بھاری پڑا تھا۔

"جوزف! کیا کر رہے ہو۔ ایسے تو بچے بھی فائٹ نہیں کرتے جیسے تم کر رہے ہو......" عمران نے انتہائی درشت لہجے میں جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔ تو جوزف کے چہرے پر سچ مچ غصے کے چراغ جل اٹھے۔ جبکہ سردار کلیالیش اپنی جگہ پر چہرے پر تمسخرانہ مسکراہٹ لیے کھڑا تھا۔

جوزف نے چند لمحے گہرے سانس لیے۔ پھر عجیب انداز میں بازو پھیلا کر سردار کلیالیش کی جانب بڑھا۔ وہ اپنی جگہ پر جما رہا۔ اس نے ذرا بھی حرکت نہیں کی تھی۔ جوزف نہایت تیزی سے سردار کلیالیش کی جانب بڑھا اور اس نے اسے جھکائی دیتے ہوئے اپنی ٹانگیں اس کے جسم کے گرد اور بازو اس کی گردن کے گرد مخصوص انداز میں لپیٹ دیے۔ اسے "آکٹوپس لاک" کہا جاتا تھا۔ اس داؤ میں ٹانگوں اور بازوؤں کی قوت سے مخالف کا نظام تنفس متاثر کیا جاتا تھا۔ ایسا کرنے سے مخالف کی

قوت تیزی سے ختم ہو جاتی تھی۔ پھر ایک زوردار جھٹکا دے کر گردن توڑ دی جاتی تھی۔ پھر اس سے پہلے کہ جوزف جھٹکا دے کر گردن توڑ ڈالتا، سردار کلیالیش نے جوزف کے بازوؤں میں بازو پھنسا کر اس کے بازو پوری قوت کے ساتھ مخالف سمت میں مروڑ دیئے۔ ایک جھٹکے کے ساتھ جوزف کا لاک کھل گیا۔ سردار کلیالیش نے ایک ہاتھ سے جوزف کے سر کے بال پکڑ کر اس کا چہرہ سامنے کرنے کے بعد اس کے ماتھے پر زوردار سٹریٹ پنچ رسید کیا اور پھر دوسرے ہاتھ سے ایک اور ہیوی پنچ جوزف کی ٹوٹی پسلی پر دے مارا۔ جوزف کے منہ سے کراہ نکلی اور اس کی گرفت ڈھیلی ہوتی چلی گئی۔ سردار کلیالیش نے جوزف کی پشت میں بازو ڈال کر اسے پشت کے بل زمین پر دے مارا۔ اس نے ایک اور ہیوی پنچ جوزف کے منہ مارا جس سے جوزف کے ہونٹ پھٹ گئے اور خون بہنا شروع ہو گیا۔

پھر سردار کلیالیش نے جوزف کے بازو میں بازو پھنسا کر اس کی گردن کے گرد اپنے بازو لپیٹ دیئے اور جوزف کی گردن کو لاک کر دیا اور زور لگا کر جوزف کی گردن کو چوک کرنا شروع ہو گیا۔ یہ وہی ''بریکنگ نیک لاک'' تھا جس کی وجہ سے مارشل آرٹس ماسٹر جن یوکوہاما مشہور تھا۔ جس کے روپ میں اس وقت سردار کلیالیش تھا۔ اس داؤ کا دوسرا نام ''اینا کونڈا گرپ'' بھی تھا۔ جوزف کو اس داؤ میں پھنستے دیکھ کر عمران، جولیا اور صالحہ کے چہروں پر بے چینی دوڑ گئی تھی۔ پھر اس سے پہلے کہ سردار کلیالیش جوزف کی گردن توڑ ڈالتا، جوزف نے اپنے آزاد ہاتھ کا پنچ پوری قوت سے سردار کلیالیش کی ناک کی ہڈی پر مارا جس سے سردار کلیالیش کی گرفت ذرا سی ڈھیلی پڑ گئی اور اس کی ناک سے خون بہنا شروع ہو گیا کیونکہ جوزف کے زوردار پنچ نے اس کی ناک کی ہڈی توڑ دی تھی۔ پھر جوزف نے آزاد بازو کو سردار کلیالیش کے بازوؤں میں

ڈال کر اس کالاک کھول لیا۔ اس نے کے لاک سے جوزف کو نکلتے ہوئے دیکھ کر عمران اور باقی ساتھیوں کے چہروں پر بشاشت دوڑ گئی۔ پھر اس سے پہلے کہ سردار کلیالیش سنبھل پاتا جوزف نے اس کا ہاتھ پکڑ کر نہایت سرعت سے اس کا ہاتھ جڑ سے اکھاڑ دیا۔ سردار کلیالیش کی چیخ سے جنگل گونج اٹھا۔ ابھی سردار کلیالیش اس افتاد پر نہیں سنبھلا تھا کہ جوزف نے اس کا دوسرا بازو پکڑ کر مخصوص جھٹکا دے کر کندھے کی جڑ سے نکال دیا۔ سردار کلیالیش کی چیخوں سے جنگل گونج اٹھا۔ پھر جوزف دو قدم پیچھے ہٹ کر بھاگ کر اچھلا اور اس نے لنج منج کھڑے سردار کلیالیش کے سینے پر ڈبل فلائنگ ککس لگا دیں۔ سردار کلیالیش پشت کے بل زمین پر آ رہا۔ جوزف تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے اسے الٹا کر کے اس کی ٹانگیں اٹھا کر موڑیں اور ایک مخصوص جھٹکا دیا تو کڑک کڑک کی آواز کے ساتھ سردار کلیالیش کی ریڑھ کی ہڈی کے مہرے کھسک گئے۔ جنگل سردار کلیالیش کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے گونج اٹھا۔ مہرے کھسکنے کی وجہ سے وہ بیکار ہو گیا تھا۔ تکلیف کی شدت سے وہ بے حال ہو رہا تھا اور لنج منج انداز میں اس کا جسم پڑا تھا۔ وہ چونکہ انسانی روپ میں تھا اور تمام انسانی ضابطوں اور قاعدوں کا پابند تھا۔ اس لیے اب درد سے بے حال ہو رہا تھا اور طاقتیں استعمال نہ کرنے کا اس نے حلف دے رکھا تھا۔ سردار کلیالیش کو بیکار کرنے کے بعد جوزف بے اختیار پشت کے بل زمین پر آ گرا اور لمبے لمبے سانس لینا شروع ہو گیا۔ اس نے ایک ہاتھ ٹوٹی پسلی پر رکھا ہوا تھا۔

”ویل ڈن جوزف، ویری ویل ڈن۔ تم نے آج میرا سر ناز سے بلند کر دیا ہے۔ تم سپر فائٹر ہو......“ عمران نے جوزف کی طرف بڑھتے ہوئے اسے پورے دل سے سراہتے ہوئے کہا۔ یہی حال جولیا اور صالحہ کا بھی تھا۔

''جوزف! تم سچ میں ایک ورلڈ کلاس ماسٹر فائٹر ہو۔ میں نے تمہارے جیسا فائٹر آج تک نہیں دیکھا۔ جولیا تمہیں سلام پیش کرتی ہے......'' جولیا بھی جوزف کی طرف بڑھتے ہوئے بولی اور اس کے کندھے کو تھپتھپایا تو جوزف خوش ہو گیا۔

''سچ سچ جوزف! تم گریٹ گرینڈ فائٹر ہو۔ ورنہ تمہیں تو میں نیک لاک میں پھنسا دیکھ کر سانس لینا ہی بھول گئی تھی۔ یہ تمہارا ہی خاصا ہے تم نے انجر ہونے کے باوجود بھی اس کا لاک کھول لیا......'' صالحہ نے بھی جوزف کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔ جبکہ سردار کلیالیش اسی طرح لنج منج گٹھڑی بنا پڑا کراہ رہا تھا۔ پھر عمران نے آگے بڑھ کر جوزف کو اٹھایا اور اس کے گلے میں کلام مقدس کی تختی ڈالنے لگا تھا کہ جوزف نے اسے روک دیا۔

''ٹھہرو باس۔ اس سے پہلے پوچھ لیں کہ یہ اپنی شکست تسلیم کرتا ہے یا نہیں۔ ورنہ لڑائی پھر شروع ہو جائے گی......'' جوزف، عمران کو روکتے ہوئے بولا۔

''ہاں، ہاں۔ میں تم سے شکست تسلیم کرتا ہوں۔ آدم زاد! تم نے مجھے ناکارہ کر دیا ہے۔ میں اور میرا قبیلہ تمہاری اطاعت قبول کرتے ہیں۔ اب ہم سب مہاراج مہاکال کی غلامی سے آزاد اور تمہارے غلام ہیں۔ جو تم کہو گے ہم وہی کریں گے......'' سردار کلیالیش نے انتہائی تکلیف بھرے لہجے میں کہا۔

''تو ٹھیک ہے۔ تم پھر میرے آقا کو اپنا بڑا آقا تسلیم کرو اور اس کے تمام ساتھیوں پر حملہ آور ہونے والے اپنے تمام جنات کو روک دو۔ میرے آقا کی ہر قسم کی مدد کرو۔ یہ میرا تمہیں بطور آقا حکم ہے......'' جوزف نے کہا تو سردار کلیالیش نے عمران کی غلامی کا اعلان کر دیا۔ پھر جوزف نے کلام مقدس کی تختیاں لے کر پہن لیں۔

''صالحہ! تم اس کی ہڈیاں اور مہرے ایڈجسٹ کر دو......'' عمران نے معاملات

CamScanner

ملے ہونے کے بعد صالحہ نے کہا تو اس نے سردار کلیالیش کی ہڈیاں اور پٹھے ایڈجسٹ کر دیئے۔ اس ایڈجسٹمنٹ کے دوران سردار کلیالیش کی چیخوں سے جنگل گونجتا رہا کیونکہ وہ انسانی روپ کی وجہ سے انسانی ضابطوں کا پابند تھا۔

"اب تم کھڑے ہو سکتے ہو......" صالحہ نے اس کی ایڈجسٹمنٹ کے بعد کہا تو سردار کلیالیش اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر اب بھی تکلیف بہرحال موجود تھی۔

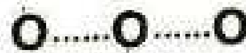
"تم۔ تم واقعی آدم زاد ہم سے برتر مخلوق تخلیق کیئے گئے ہو۔ تمہارے ساتھی نے جیسے مجھے ناکارہ کیا مجھے لگا تھا کہ شاید میں اٹھ پاؤں۔ کیونکہ روپ بدلنے کے لیے مجھے اپنی طاقتوں اور تمہارے ساتھی کے حکم کی ضرورت تھی۔ اور اپنا اصل روپ میں تمہارے سامنے اختیار نہیں کر سکتا تھا۔ بہرحال ہم جنات بھی قاعدوں کے پابند ہوتے ہیں۔ تمہارے اس ہمدردانہ رویے اور مقصد تخلیق سمجھنے کے بعد میں خالق کائنات کے حضور رجوع کرتا ہوں اور تمام برائیوں اور کفر سے توبہ کر کے میں خالق کائنات کو اپنا آقا اور مالک تسلیم کرتا ہوں۔ میں شیطان اور موگالا سے بیزار ہوں......" سردار کلیالیش نے کہا تو اس کی باتیں سن کر عمران اور اس کے ساتھیوں کے چہروں پر ایک الوہی چمک دوڑ گئی۔ ان کے چہرے کھل اٹھے تھے۔ اس سے بڑی اور کیا کامیابی ہو سکتی تھی۔

"تم رکو۔ میں اپنے قبیلے والوں سے پوچھ لوں کیا وہ میرا ساتھ دیں گے یا پھر اپنی اسی روش پر رہنا پسند کریں گے۔ اگر وہی روش اختیار کریں گے تو میں اس قبیلے کی سرداری چھوڑ دوں گا......" سردار کلیالیش نے کہا اور درختوں کی طرف بڑھتا ہوا غائب ہو گیا۔ عمران اس بات پر خوش تھا کہ سردار کلیالیش کو خالق کائنات کا وہ فلسفہ سمجھ آ گیا تھا جو فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کے حکم میں پنہاں تھا۔ جس

سے ابلیس انکار کر کے عزازیل کے لقب سے محروم ہو کر راندہ درگاہ ہو گیا تھا۔ کچھ دیر بعد سردار کلیالیش دوبارہ درختوں کے پاس نمودار ہوا۔ اب وہ اس شکل میں تھا جس میں وہ پہلی بار ان کے سامنے آیا تھا۔

"آقا! میرا قبیلہ بھی میرا اطاعت گزار ہے۔ وہ بھی شیطان اور موگالا سے بیزار ہیں اور خالق کائنات سے رجوع کرتے ہیں......" سردار کلیالیش نے ان کے قریب آ کر کہا۔

"پھر تو تم غلام بالکل بھی نہیں ہو سکتے۔ تم نے چونکہ رجوع کر لیا ہے اور اسلام قبول کر لیا ہے تو تم اب ہمارے برابر ہو۔ اب ہم دین اسلام کی رو سے بھائی بھائی ہیں۔ تم آزاد ہو۔ تمہارا کوئی مالک نہیں ماسوائے اللہ کے......" جولیا نے بڑے پر خلوص انداز میں کہا تو عمران نے بھی مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا پھر اس نے آگے بڑھ کر سردار کلیالیش سے ہاتھ ملایا۔ ان سب کے چہرے چمک رہے تھے۔ وہ اللہ پاک کی مدد سے آدھا میدان مار چکے تھے۔ صالحہ اور جوزف کے چہروں پر بھی فتح کی مسکراہٹ تھی۔



پھر عمران، سردار کلیالیش کو احکام اسلام تعلیم دینا شروع ہو گیا جبکہ اس کے ساتھی خاموش کھڑے سن رہے تھے۔ پھر سردار کلیالیش کے پوچھنے پر عمران نے اسے بتایا کہ اب وہ کافر جنات کے خلاف مسلمان جنات کی مدد کرنا شروع کر دے اور شیطان اور اس کی ذریات کے خلاف جہاد شروع کر دے۔ کیونکہ خیر و شر کی جنگ مسلمان اور کافر جنات کے مابین تو تا ابد جاری و ساری رہنی تھی۔

CamScanner

اچانک انہیں شوں شوں کی ہلکی ہلکی آواز سنائی دینا شروع ہو گئی تو وہ سب بری طرح سے چونک اٹھے۔

"اوہ۔ لگتا ہے کہ مہاکال نے تم پر جادوئی ہنڈیا کا وار کر دیا ہے۔ یہ اسی کی آواز لگ رہی ہے۔ اب تم کیا کرو گے۔ اسے تو روکا بھی نہیں جا سکتا اور نہ ہی تم میں سے کوئی اسے واپس پلٹا سکتا ہے......" سردار کلیالیش نے تشویشناک انداز میں کہا۔

"کیا تمہاری جناتی طاقت بھی کام نہیں آسکتی؟" عمران نے سوال کیا۔

"نہیں۔ میں بھی اسے نہیں روک سکتا۔ یہ انتہائی رذیل اور سفلی شکتیوں کے منتروں اور ایسی غلیظ ترین چیزوں سے تیار ہوتی ہے جن سے ہم دور ہی رہتے ہیں۔ میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا......" سردار کلیالیش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اب شوں شوں کی آواز بلند ہوتی جا رہی تھی۔

"جوزف! کیا تم کوئی طریقہ جانتے ہو؟" عمران نے جوزف سے سوال کیا۔

"بس اتنا ہی کہ افریقہ کا ایک وچ ڈاکٹر تھا زمبالا۔ وہ ایسے جادو کا توڑ روشن مٹی سے کیا کرتا تھا۔ بس......" جوزف نے جواب دیا تو عمران کے چہرے پر تفکر کے تاثرات ابھر آئے۔ ادھر شوں شوں کی آواز تیز ہوتی جا رہی تھی۔

"سردار کلیالیش! تم ایسا کرو کہ مجھے پاک اور صاف مٹی کے تین ڈھیلے لا دو۔ جلدی......" عمران نے سردار کلیالیش سے کہا تو اس نے اشارہ کیا تو چند لمحوں بعد ہی اس کے ہاتھ پر مٹی کے تین ڈھیلے نمودار ہوئے جو اس کے ساتھی جن نے پہنچائے تھے۔ عمران نے ڈھیلے ہاتھ میں لیے۔ پھر اس نے بسم اللہ، آیت الکرسی اور معوذتین پڑھ کر ان ڈھیلوں پر دم کر دیا۔

"صالحہ! خدانخواستہ یہ ڈھیلے اگر ہنڈیا پر نہ لگ سکے تو تم نے بسم اللہ پڑھ کر ہنڈیا کا

نشانہ لے کر گولی چلا دینی ہے......" عمران نے صالحہ کو ہدایت دی تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جبکہ جوزف اور جولیا کے اعصاب بھی تن چکے تھے۔ شوں شوں کی آواز اب بہت بلند ہو چکی تھی۔ پھر اچانک درختوں کے درمیان سے ہنڈیا نکلی اور بجلی کی سی تیزی سے عمران کی طرف بڑھی۔

عمران نے با آواز بلند کلمہ طیبہ پڑھا اور ہنڈیا کا نشانہ لے کر دم کیا ڈھیلا پوری قوت کے ساتھ بازو گھما کر دے مارا۔ مٹی کا ڈھیلا گولی کی طرح ہنڈیا سے جا ٹکرایا اور ہنڈیا زمین بوس ہو کر ٹوٹ گئی۔ انتہائی ناگوار بدبو پھیل گئی اور زمین کا وہ حصہ سیاہ ہو گیا تھا۔ وہاں سے گاڑھے رنگ کا دھواں اٹھ رہا تھا۔ سردار کلیالیش کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"یہ۔ یہ اتنی آسانی سے کیسے تباہ ہو گئی؟ مہا کال تو کہہ رہا تھا کہ اسے کوئی بھی تباہ نہیں کر سکتا اور نہ ہی اسے دنیا کی کوئی طاقت روک سکتی ہے......" سردار کلیالیش نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ اللہ پاک کے پاک کلام کا اثر ہے۔ اس مقدس کلام کے آگے شیطان اور اس کی ذریات ہیچ ہیں۔ اب مہا کال کا مسئلہ باقی ہے۔ جب تک وہ زندہ ہے تب تک وہ بے گناہ لوگوں کو موت کے گھاٹ اتارتا رہے گا اور اسے ختم کیے بغیر ہم لیبارٹری بھی آسانی سے تباہ نہیں کر پائیں گے۔ وہ ہم پر لگاتار جادوئی حملے کرتا رہے گا۔ اس لیبارٹری کی تباہی بھی ضروری ہے کیونکہ کروڑوں مسلمانوں کی زندگیاں داؤ پر ہیں......" عمران نے کہا تو اس کے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیے۔

"اس مہا کال کی تم فکر مت کرو۔ اس سے تو ابھی میں نے اور میرے قبیلے والوں نے بدلہ لینا ہے۔ اس نے ہمیں غلام بنایا تھا۔ رہی لیبارٹری تو وہ تو اسی جنگل میں ہی

ہے۔ مجھے بتاؤ میں تمہاری کیا مدد کر سکتا ہوں؟'' سردار کلیالیش نے سوال کیا۔

''اچھا یہ بتاؤ، کیا تم لیبارٹری میں چند بم لگا سکتے ہو؟'' عمران نے کچھ دیر سوچنے کے بعد سردار کلیالیش سے پوچھا۔

''بڑی آسانی سے......'' سردار کلیالیش نے جواب دیا۔

''وہ کیسے؟'' صالحہ نے سوال کیا۔ اس کے لہجے میں حیرت نمایاں تھی۔

''ہم جس چیز کو بھی پکڑ کر اصل روپ میں چلے جائیں وہ بھی ہمارے ساتھ ہی غائب ہو جاتی ہے۔ تم نے اکثر سنا ہو گا کہ گھروں سے اکثر اوقات کبھی کچھ غائب ہو جاتا ہے کبھی کچھ۔ ایسا اکثر عاملین ہماری مدد سے ہی کرتے ہیں۔ اسی طرح میں لیبارٹری میں کسی بھی جگہ بڑی آسانی سے بم لگا سکتا ہوں......'' سردار کلیالیش نے جواب دیا۔

''تو کیا مہاکال تمہیں یہ سب کرنے دے گا؟'' جولیا نے پوچھا۔

''اسے تو میں ایک لمحے میں گردن توڑ کر ہلاک کر دوں گا......'' سردار کلیالیش نے کہا۔

''اس کی شیطانی طاقتیں تمہارا راستہ نہیں روکیں گی؟'' اس بار عمران نے سوال کیا۔

''اب نہیں روک پائیں گی۔ پہلے ہم غلام تھے۔ اب آزاد ہیں......'' سردار کلیالیش نے کہا۔ پھر وہ ان سے اجازت لے کر وہاں سے غائب ہو گیا۔ پھر کچھ دیر بعد وہ دوبارہ نمودار ہوا اور اس نے انہیں بتایا کہ اس نے مہاکال کو گردن توڑ کر ہلاک کر دیا ہے۔ اس کی ہلاکت کے ساتھ ہی اس کی تمام طاقتیں بھی فنا ہو گئی ہیں۔

پھر عمران نے اسے اپنے بیگ سے دو وائرلیس ہائی پاور لانگ رینج بم ایکیٹویٹ

کر کے دیئے۔ اور عمران نے یہ بم اسے لیبارٹری کی اسٹاک بیٹریوں سے لگانے کے لیے کہا تو سردار کلیالیش یہ کام چند لمحوں میں سرانجام دے کر لوٹ آیا۔

پھر سردار کلیالیش، عمران اور اس کے ساتھیوں کو جنگل کے ایک انتہائی مختصر راستے سے جنگل سے ملحق "ہوانی" شہر لے آیا۔ جنگلی جانوروں اور حشرات الارض سے سردار کلیالیش اور اس کے ساتھی جنات نے ان کی حفاظت کی تھی۔ ہوانی شہر کی سرحد پر پہنچ کر عمران نے بیگ سے ایک ریموٹ کنٹرول نکالا۔ اس کا ایک بٹن پریس کیا تو اس پر سبز رنگ کا بلب جل اٹھا۔ اس کا مطلب تھا کہ بم ایکٹیویٹ ہیں۔ پھر اس نے دوسرا بٹن پریس کیا تو سرخ رنگ کا بلب جل اٹھا اور اس کے ساتھ ہی جنگل خوفناک دھماکوں سے گونج اٹھا۔ زمین بھی بری طرح سے لرز اٹھی تھی۔ ریموٹ کنٹرول کا سرخ بلب بجھ گیا تھا۔ جنگل میں آگ کے بادل تیرتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔

پھر عمران اپنے ساتھیوں سمیت ہوانی شہر پہنچا۔ وہاں سے اس نے ان سب کو محفوظ راستے سے واپس پاکیشیا بھیج دیا۔ خود تین روز تک وہاں رک کر وہ ایکسٹو کے راز کی بابت ذاتی طور پر تحقیق کرتا رہا۔ اس نے وہاں کی تمام بڑی ایجنسیاں ٹٹولیں، کافرستانی وزیراعظم کے آفس، پریذیڈنٹ آفس الغرض جہاں تک بھی اس راز کے آشکار ہونے کا احتمال ہو سکتا تھا، سے معلومات حاصل کیں لیکن کسی کو بھی کچھ پتہ نہیں تھا۔ عمران سردار کلیالیش سے بھی یہ بات نہیں پوچھ سکتا تھا۔ پھر چار و ناچار عمران واپس پاکیشیا لوٹ آیا۔



عمران پاکیشیا آ چکا تھا۔ اسے لوٹے آج دوسرا دن تھا۔ وہ اس وقت دانش

منزل میں موجود تھا۔ وہ اور بلیک زیرو دونوں اب تک پیش آنے والے واقعات پر تبادلہ خیال کر رہے تھے۔ ایک سوال ایسا تھا جو ان دونوں کے لیے دردِ سر بنا ہوا تھا اور حل ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔ پھر بلیک زیرو کے مشورے سے عمران نے سید چراغ شاہ صاحب کی بابت معلوم کیا تو اسے پتہ چلا کہ وہ زیارات مقدسہ سے لوٹ آئے ہیں تو وہ ان سے ملنے چلا آیا۔

اب وہ شاہ صاحب کی مسجد میں باوضو بیٹھا ان کا انتظار کر رہا تھا۔ پھر شاہ صاحب آئے تو عمران ان سے خندہ پیشانی سے ملا اور وہ عمران کو لے کر اپنے حجرے میں چلے آئے تاکہ آرام سے گفتگو ہو سکے۔

"شاہ صاحب! مجھے ایک بات نے انتہائی پریشان کر رکھا ہے۔ کیا جا کال ایکسٹو کا راز جان پایا تھا؟ یا کوئی اور یہ راز جان پایا ہے یا نہیں؟ جس جن کو میں نے ہلاک کیا تھا وہ مجھ سے پوچھے بنا ہی راز کیسے جان گیا تھا؟ اور یہی سب اس نے طاہر سے بھی کہا تھا......" عمران نے کئی سوال کر ڈالے اور پھر طاہر کی بات، اپنی بات اور کافرستان میں اپنی تمام کارروائی ان کے گوش گزار دی۔

"بیٹے! اللہ پاک نے ہر انسان کے ساتھ ایک فرشتہ اور ایک شیطان یعنی جن پیدا کر رکھا ہے۔ فرشتہ اسے اچھائی کا حکم دیتا ہے جبکہ شیطان جن اسے گناہ کی ترغیب دیتا ہے۔ انہیں عام طور پر ہمزاد کہا جاتا ہے۔ یہ انسان کی وہ تمام باتیں جانتے ہوتے ہیں جن باتوں کو وہ سب سے چھپاتا ہے۔ چاہے یہ خفیہ ہوں یا ظاہر۔ اس جن نے بھی طاہر بیٹے کے ہمزاد سے یہ راز جان لیا تھا۔ کیونکہ وہ باوضو نہیں تھا ورنہ اسے اس کے ہمزاد تک رسائی نہ مل پاتی۔ جھوٹے عاملین بھی انہی ہمزاد سے معلومات حاصل کر کے معصوم عوام کو بیوقوف بناتے ہیں۔ باقی رہی یہ بات کسی اور تک پہنچنے کی تو ادھر اس نے

طاہر بیٹے پر قابو پایا ادھر تم وہاں جا پہنچے۔ پھر تم نے اسے موقع پر ہی ہلاک کر دیا۔ اس لیے وہ یہ معلومات کسی کو بھی نہیں پہنچا پایا۔ تم خاطر جمع رکھو ابھی تک یہ راز، راز ہی ہے کوئی اس بارے میں نہیں جانتا۔ یہ تمہیں بس ایک اشارہ تھا۔ امید ہے کہ تم یہ اشارہ سمجھ گئے ہو گے......'' شاہ صاحب نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران کا چہرہ ان کی بات سن کر کھل اٹھا تھا کیونکہ شاہ صاحب نہایت نیک اور صاحب کشف بزرگ تھے۔ اور وہ ان کی اشارہ والی بات بھی سمجھ گیا تھا۔

''لیکن شاہ صاحب جب جنگل میں جوزف نے اپنی بابت اس سردار جن سے پوچھا تھا تب وہ کیوں نہیں بتا پایا تھا؟'' عمران نے سوال کیا۔

''بیٹے! تم لوگوں نے کلام مقدس کی تختیاں پہن رکھی تھیں اسی لیے وہ جوزف کے ہمزاد تک رسائی حاصل نہیں کر پایا تھا۔ اگر مقدس تختی اسکے گلے میں نہ ہوتی تو وہ اس کے بارے میں بھی جان لیتا......'' شاہ صاحب نے جواب دیا۔

''تو وہ شاہ صاحب جس مخلوق نے میرے بازو پکڑ رکھے تھے وہ......؟'' عمران نے پھر سوال کیا۔ وہ مکمل تسلی کرنا چاہتا تھا۔

''وہ بس تمہاری نظر بندی اور آنکھوں کا دھوکہ تھا۔ تم پریشان تھے اس لیے اس جن نے ایسا کر کے تمہیں وہ منظر دکھایا تھا......'' شاہ صاحب نے جواب دیا۔

''اللہ پاک کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ یہ راز اب بھی راز ہے۔ ورنہ تو میرا سانس اٹکا ہوا تھا کہ نجانے کیا ہو جائے۔ کیونکہ کچھ پتہ نہیں چل رہا تھا۔ اب میں جا کر طاہر کو تسلی دیتا ہوں۔ کیونکہ اس کا اوپر کا سانس تو اوپر ہی ہے لیکن نیچے کا سانس نجانے کہاں غائب ہو گیا ہے۔ اب مجھے واپس جا کر اس کا سانس بھی ڈھونڈنا پڑے گا......'' عمران نے ہلکے پھلکے انداز میں کہا۔ اس کی پریشانی شاہ صاحب کی وضاحت سے اب دور ہو

چکی تھی۔ اب وہ اپنے موڈ میں لوٹ آیا تھا۔

''دیکھنا، کہیں زیادہ دور ہی نہ نکل جانا کہ تمہاری تلاش میں مجھ بوڑھے کو گھوڑے دوڑانا پڑ جائیں۔ اب میں تمہارے جیسا مالدار تو نہیں ہوں کہ گھوڑے خرید کر دوڑا سکوں۔ اس لیے بس مجھ بوڑھے کو ہی بھاگ دوڑ کرنا پڑے گی......'' شاہ صاحب نے بھی خلاف معمول عمران کو چست جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران ان کے اس خوبصورت جواب پر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ وہ شاہ صاحب کا اسے مالدار کہنے کا مطلب اچھی طرح سے سمجھ چکا تھا۔

ختم شد

یہ ناول شائع ہو چکے ہیں۔ گھر بیٹھے منگوانے کے لیے رابطہ کریں۔ 0312-4272165---0300-6863623

نام کتاب	قیمت	مصنف
ٹارگٹ سی ورلڈ-------	300	ارشاد العصر جعفری
ڈیتھ پلان---------	200	// // //
ورلڈ پلے-----------	300	خالد نور
ڈیتھ وائرس---------	200	// // //
گرین ڈائمنڈ---------	300	سید علی حسن گیلانی
مشن امپوسیبل		// // //
شناسا دشمن----------	200	شبیر شفی
سائبر اٹیک......زیر طبع--	--------	محمد عثمان

عمران سیریز میں بلیک تھنڈر سلسلے کا ایکشن فل ناول

بلیک تھنڈر

مصنف۔۔۔۔ خالد نور

سپیشل ایجنٹ

O- بلیک تھنڈر، دنیا کی طاقتور اور خفیہ تنظیم جو ایک بار پھر عمران کے مقابلے میں آ گئی۔
O- بلیک تھنڈر، جو پاکیشیا اور شوگران کے مشترکہ منصوبے کو سبوتاژ کرنا چاہتی تھی...... کیوں؟
O- ووکس، بلیک تھنڈر کا سپیشل ایجنٹ۔ جسے عمران کو ہلاک کرنے کا ٹاسک دیا گیا۔
O- راکسن زہر، جس سے انسان جلد ہی موت کے منہ میں پہنچ جاتا تھا۔ عمران کو ہلاک کرنے کے لیے اس زہر کا استعمال کیا گیا۔
O- وہ لمحہ، جب سلیمان اور ووکس کی فائٹنگ ہوئی۔ پھر کیا ہوا؟
O- وہ لمحہ، جب عمران پارک سے نکل رہا تھا کہ ووکس نے اسے زہریلا انجکشن لگا دیا۔ سنسنی خیز سچویشن۔ کیا عمران ہلاک ہو گیا؟
O- ووکس، جس نے اپنے چیف کو ہلاک کر دیا...... کیوں؟
O- وہ لمحہ، جب عمران اور اس کے ساتھیوں کو ایک باکس میں بند کر کے ڈیتھ گیس فائر کر دی گئی۔ پھر کیا ہوا؟
O- وہ لمحہ، جب عمران کی موٹر بوٹ کھلے سمندر میں خراب ہو گئی اور سپیشل ایجنٹ ووکس موٹر بوٹ پر دھاوا بولنے پہنچ گیا۔ پھر کیا ہوا؟
O- وہ کون تھے جو عمران کی مدد کے لیے پہنچ گئے؟
O- **کیا** عمران اور اس کے ساتھی شوگرانی انجینئرز کو بلیک تھنڈر سے بازیاب کرا سکے
یا O

بلیک تھنڈر سیریز کا ایک ایسا شاہکار ناول جو آپ نے اس سے پہلے کبھی نہیں پڑھا ہوگا۔

بہت جلد شائع ہو رہا ہے

فروغ عمران سیریز تحریک

ہمارے وہ معزز ممبران جنہوں نے اس ناول کی اشاعت میں خصوصی تعاون کیا

نام اشہر	نام اشہر	نام اشہر	نام اشہر
اعجاز احمد لودھی ...... مانسہرہ	غلام مرتضی ...... میاں والی	ذیشان ہاشمی ...... لاہور	وراثت ملک ...... لاہور
اویس ریاض، اوچشریف	عبدالمتین ...... کراچی	سید عبداللہ طارق، کراچی	سلمان اکرم، نارووال
محمد ندیم ...... لاہور	عبدالمنان ...... حیدرآباد	طاہر اعظم ...... اوکاڑہ	محمد شکیل ...... ٹنڈو آدم
آصف مرزا ...... لاہور	شکیل عباس ...... میاں چنوں	رضوان کامرہ ...... اٹک	گوہر اقبال ...... کوئٹہ
سلیم احمد ...... احمد پور شرقیہ	شکیل قریشی ...... ڈی جی خان	حافظ حنیف عارف، گجرات	کے زمان کامرہ ...... اٹک
محمود عدیل ...... کراچی	عبدالباسط ...... لاہور	ایم ہاشمی ...... ٹنڈو محمد خان	نذیر احمد بزمی ...... خان پور
فیصل محمود، فیصل آباد	توقیر اشرف ...... گجرات	قربان علی ...... شہداد کوٹ	سمیع الطاہر، سیالکوٹ
فتح محمد عرشی، میانوالی	عادل ...... سرگودھا	وسیم عباس ...... جھنگ	بابر امین ...... گوجرہ
ضیاء عباس ...... کراچی	ریحان رشید، مظفرگڑھ	اویس مجلا ...... ملتان	عرفان الحق، گوجرانوالہ
غزال احمد ...... کراچی	عثمان ذوالفقار، ساہیوال	ضیاءالرحمن ...... گجرات	محمد ذیشان ...... کراچی
عدنان علی ...... چنیوٹ	زین بطرس ...... کوئٹہ	محمد اسد ...... بھکر	شہزاد اکبر ...... چکوال
سید شیراز احمد، اسلام آباد			

انتظامیہ ایکسٹو پبلی کیشنز ملتان

0300-6863623----0312-4272165

☆......اسے بھی پڑھیئے......☆

ہماری تحریک کا مقصد عمران سیریز/جاسوسی ادب میں کتاب کی بحالی ہے۔ جو کہ اس ڈیجیٹل اور PDF کے دور میں ایسے نایاب ہو رہی ہے کہ ہر دوسرا شخص پی ڈی ایف میں کتاب کا مطالبہ کرتا ہے۔ اسی وجہ سے نئی عمران سیریز کی طباعت واشاعت بہت مشکل ہو چکی ہے۔ لہٰذا عمران سیریز کے شائقین اور متوالوں نے مصنفین کے ساتھ مل کر ایک تحریک کا آغاز کیا ہے جس کا منشور ہے کہ اپنی مدد آپ کے تحت فنڈ ریزنگ کے ساتھ کتاب کی اشاعت کو ممکن بنایا جائے۔ اس سلسلے کی ایک اہم کڑی یہ ہے کہ

- عمران سیریز کی بحالی میں سنجیدہ افراد کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کیا جائے۔
- ملک / بیرون ملک سے ممبر سازی کی جائے اور ایک فنڈ سرکل کے ذریعے اس کام کو آگے بڑھایا جائے۔
- بےلوث وسنجیدہ افراد کا ایک متحدہ گروپ بنے جو ہر ماہ ایک معقول اور واجبی سی رقم اس تحریک کے تحت بطور فنڈ پیش کرے۔
- یہ متحمل رقم کم سے کم 200 روپے اور زیادہ سے زیادہ اپنی مرضی پر منحصر ہے۔
- ہماری کوشش ہوگی کہ ان پیسوں میں ہی ہر ماہ کم از کم ایک ناول شائع کریں۔
- ایک معقول رقم جمع ہو جانے کے بعد کمپوزنگ، ڈیزائننگ، پرنٹنگ اور پوسٹنگ وغیرہ کے تمام تر اخراجات پورے ہونے کی صورت میں بچ جانے والی رقم کسی فرد واحد کی ملکیت تصور نہیں ہوگی بلکہ اسے اسی مد میں اگلے ماہ استعمال کی جائے۔

نوٹ: مصنفین کی رائلٹی اپنی جگہ برقرار ہے، جو کہ ایک اصول کے مطابق ہوگی ان شاءاللہ

سالانہ فنڈ	ششماہی فنڈ	یکمشت دو ماہ کا فنڈ	ماہانہ فنڈ
1200	600	500	300

- ہماری کوشش ہوگی کہ اپنے ممبران کو ان پیسوں میں ہر ماہ کم از کم ایک ناول گفٹ پوسٹ کیا جائے۔
- مزید معلومات کے لیے مندرجہ ذیل وٹس ایپ نمبر پر رجوع فرمائیں یا میل آئی ڈی پر رابطہ کریں۔

وٹس ایپ لنک wa.me/923107604847
x2publicationsmoltan@gmail.com

انتظامیہ ایکسٹو پبلی کیشنز ملتان

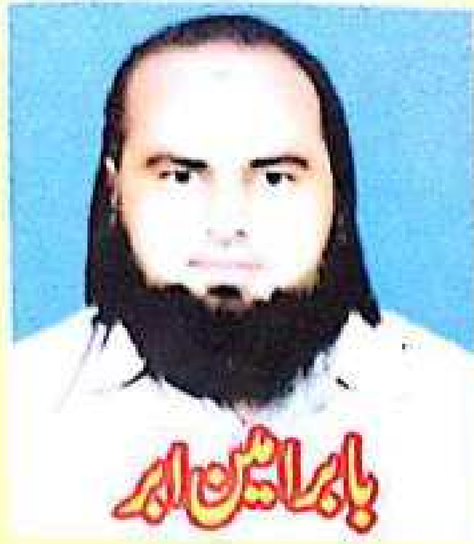
CamScanner

ناول کے بارے میں اپنی
قیمتی آراء اس نمبر پر دیں

بابر امین اکبر

What's App.
0308-6784211

CamScanner







ایکسٹو پبلی کیشنز ملتان
0300-6863623
0312-4272165
E-mail: x2publicationmoltan@gmail.com

عمران سیریز

نائٹ کرائم

ازقلم:بابرامین ابر

جملہ حقوق بحقِ مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب : نائٹ کرائم

مصنف : بابر امین ابر

موضوع عمران سیریز : شارٹ سٹوری

طرزِ اشاعت : برقی اشاعت

تزئین و آرائش : محمد عثمان ذوالفقار

اشاعت : جون ۲۰۲۳

سرپرست صاحبان : خالد نور، نجم حجازی، محمد شہزاد علوی، بابر امین ابر

ناشر : ایکسٹو آن لائن پبلشر



اداریہ

محترم قارئین کرام

السلام علیکم

اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ موجودہ دور اور ناگفتہ بہ ملکی حالات نے اشاعتی کام کو بے پناہ نقصان پہنچایا ہے اور کتابی شکل میں ناول لانا جوئے شیر لانے سے کم نہیں۔

انھی حالات کے پیش نظر معزز ساتھیوں نے ملکر قارئین تک اپنی تحاریر اور دوسرے مصنفین کی تحاریر پہنچانے کے لیے ایکسٹو آن لائن پبلشر کے نام سے ادارہ قائم کیا ہے تاکہ قارئین اور کتاب کا رشتہ قائم رہے۔اس ادارے کے تحت ناول صرف سافٹ کاپی کی شکل میں شائع ہوا کریں گے۔اور کتابی شکل میں جاسوسی سیریز پبلی کیشن ملتان سے شائع ہوں گے۔کیوں کہ مہنگائی سب کے سامنے ہے اور ہمارے ادارے کے فنڈز کی صورت حال انتہائی حد تک مخدوش ہے اور نہ ہونے کے برابر ہے۔اس لیے ناول کتابی شکل میں لانے کے لیے کم از کم تین سے چار ماہ یا اس بھی زیادہ عرصہ درکار ہے۔لہٰذا تب تک اس ادارے کے تحت آن لائن ناولز مختلف مصنفین کے آپ تک پہنچائے جاتے رہیں گے۔امید ہے آپ ہمارے اس اقدام کی حوصلہ افزائی فرمائیں گے۔اپنی آراء سے ضرور نوازیں۔

ادارہ ایکسٹو آن لائن پبلشر

نائٹ کرائم

پیش لفظ

محترم قارئین !   السلام علیکم

میرا پہلا مختصر عمران سیریز کا ناولٹ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔اس میں مستقبل قریب میں واقع ہونے والے ایک گھناؤنے دھندے کو ایک مختصر پیرائے میں بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مختصر ناولٹ نجم حجازی صاحب کے نقش قدم پر چلتے ہوئے لکھنے کی جسارت کی ہے۔اس میں مزاح کا عنصر بھی موجود ہے۔ہلکا پھلکا مزاح دار ایکشن بھی ہے۔امید ہے کہ آپ کو میرا یہ پہلا مختصر ناولٹ ضرور پسند آئے گا۔

آپ سب کا مخلص

بابر امین ابر (گوجرہ)

اس نمبر رائے یا تبصرہ ضرور بھیجیں۔   0308-6784211

شرف انتساب

محترم بھائی نجم حجازی کے نام

"اوئے! ہٹاؤ اپنی یہ دکان! کیا تماشا لگا رکھا ہے؟ ہوسٹل والی میڈم کہتی ہیں کہ ہمیں پریشانی ہوتی ہے۔"ایک ہٹے کٹے سانڈ نما شخص نے عمران سے آکر کہا۔

جو ایک این، جی، او کے تحت چلنے والے گرلز ہوسٹل کے بالمقابل علی عمران حلوائی ایم۔ایس۔ سی، ڈی۔ایس۔ سی (آکسن) کے نام سے دکان سجائے بیٹھا تھا۔

یہ ایک چوراہا تھا۔ جس کے بائیں جانب تین سو میٹر کی دوری پر دائیں ہاتھ گرلز ہوسٹل کی عمارت موجود تھی۔اور اس کے ارد گرد دکانیں سجی ہوئی تھیں۔ عمران بائیں جانب اپنی دکان کھول کر بیٹھ گیا تھا۔ عمران والی سائیڈ میں صرف اس کی ہی دکان موجود تھی۔

عمران کے ساتھ صدیقی اور خاور موجود تھے۔اس کی دکان کے اندر مختلف انواع واقسام کی مٹھائیاں شیشے کے بڑے بڑے باکسز میں سجی ہوئی تھیں۔

خود عمران دکان کے باہر ایک بڑے سے لکڑیوں کے بنے ہوئے مضبوط پھٹے پر لڈوؤں، جلیبیوں، سموسوں اور پکوڑوں کے تھال سجائے بیٹھا تھا۔

اس سے آگے ایک مٹی کی بڑی سی بھٹی بنی ہوئی تھی جس پر ایک بڑی کڑاہی میں صدیقی برفی بنانے کے لیے ایک کفگیر کی مدد سے دودھ کاڑ رہا تھا۔ جبکہ خاور پنکھی کی مدد سے مکھیوں کو بھگانے میں مصروف تھا۔

عمران نے ایک چھوٹے چوہے دان میں چار چوہے بھی قید کر کے علیحدہ رکھے ہوئے تھے۔ان چوہوں کی بابت دریافت کرنے پر عمران نے ان دونوں کو چوہوں کا بھرتہ بنا کر کھلانے کی آفر بھی کی تھی۔ جسے ان دونوں نے مسترد کر دیا تھا۔

()()()()()()()()()()()()()()()()

علی عمران حلوائی ایم۔ایس۔سی'ڈی۔ایس۔سی(آکسن) نامی سائن بورڈ پر ایک دلچسپ تحریر موجود تھی۔

عمران حلوائی کی مٹھائیاں کھائیں

جی'جان'دماغ تگڑے بنائیں۔

جس کی کس بل نکالنا مقصود ہوں

"اسے عمران حلوائی کے لڈو کھلائیں۔

"دکان کیوں ہٹے گی؟ یہ یہیں رہے گی۔اگر تمھاری میڈم کو کوئی مسئلہ ہے تو انھیں یہ لڈو لے جا کر کھلاؤ۔یہ دافع تمام مسائل وآفات ہیں۔ان سے خصوصی افاقہ ہو گا۔"عمران نے معصوم سے انداز میں کہا۔تو لڈوؤں سے مکھیاں اڑاتا خاور اور دودھ میں کفگیر چلاتا صدیقی دونوں ہنس پڑے۔

"میں تمھیں آخری کہہ رہا ہوں کہ صبح تک یہ دکان یہاں سے ہٹ جانی چاہیے۔ نہیں تو تمھارے ساتھ بہت برا ہو گا۔ تمھاری ہڈیاں توڑ ڈالوں گا۔"سانڈ نما شخص نے غراتے ہوئے کہا۔غصے سے اس کے چہرے پر موجود بڑی بڑی مونچھیں پھڑ پھڑانا شروع ہو گئی تھیں۔

"بیٹے! میری ہڈیاں لما لما باٹو کی بنی ہوئی ہیں۔ جنھیں توڑ پانا تم جیسے نانہجار چوہے کے بس کی بات بالکل بھی نہیں ہے۔اور اگر میں نے غصے میں آکر تمھاری مونچھوں کو تاؤ دے دیا تو قلا بازیاں

کھاتے پھروگے۔ جاؤ! شکل گم کرو! "عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ انداز تاؤ دلانے والا تھا۔ صدیقی، خاور اپنے فرائض سر انجام دیتے ہوئے مسکرا رہے تھے۔ ارد گرد کے دکان دار حضرات بھی کچھ فاصلے پر جمع ہو گئے تھے۔ لیکن سب سانڈ نما شخص کے خوف کی وجہ سے خاموش تھے۔

"تو تم ایسے نہیں مانو گے؟" سانڈ نما شخص نے پوچھا۔

"نہیں! بالکل نہیں! اور میں ویسے بھی نہیں مانوں گا۔ چاہے تم جتنا مرضی ڈھول پیٹ لو!" عمران نے مزاحیہ انداز میں کہا۔ تو اس سانڈ نما شخص نے عمران کے گریبان پر ہاتھ ڈال دیا۔

عمران نے پاس پڑی دودھ والی بڑی کڑاہی سے گرم دودھ کا ایک ڈبہ بھر کر اس کے بازو پر انڈیل دیا۔ تو وہ ہاتھ جھٹکتا ہوا عمران کا گریبان چھوڑ کر پیچھے ہٹ کر چلانا شروع ہو گیا۔

"صدیقی! خاور! پکڑ کر اس سانڈ کو الٹا کرو تا کہ اسے علی عمران حلوائی
ایم۔ ایس۔ سی، ڈی۔ ایس۔ سی (آکسن) کی بے حرمتی کرنے اور بھڑنے کا مزہ چکھایا جا سکے۔" عمران نے کہا۔ تو صدیقی اور خاور نے چشم زدن میں اس سانڈ نما شخص کو الٹا لٹا کر مضبوطی سے جکڑ لیا۔ دیگر دکانداروں میں سے کسی نے بھی آگے بڑھنے کی کوشش نہیں کی تھی۔

عمران نے گرم گرم کفگیر نکال کر اس شخص کے کولہوں پر لہک لہک کر لگانا شروع کر دیا۔ وہ ایک دو لمحوں کے لیے کفگیر گوشت پر رکھ کر دباتا اور پھر اٹھا لیتا۔

اس کے بعد عمران نے کفگیر کی مدد سے اس شخص کے کولہوں کو بجانا شروع کر دیا۔

عمران کے اس عمل سے وہاں موجود افراد کے لبوں پر بے ساختہ مسکراہٹیں بکھر گئی تھیں۔

پھر عمران نے اس شخص کا کمر بند ڈھیلا کر کے اس کی شلوار میں چوہے چھوڑ کر دوبارہ کمر بند اور اس کے پائینچے بھی رسیوں کی مدد سے مخصوص انداز میں کس دیں۔

"اب چھوڑ دو اسے! آج سب یہاں افریقی رمبا سمبا ناچ دیکھ لیں گے۔" عمران نے کہا۔ تو صدیقی اور خاور نے اسے چھوڑ دیا۔

وہ شخص عجیب انداز میں ٹانگیں اوپر نیچے اٹھاتا اور بری طرح سے لچکتا مٹکتا بھاگ نکلا۔

اس نے چوہوں سے جان چھڑانے کی کافی کوشش کی لیکن چوہوں نے فرار کا راستہ نہ پا کر اس کی شلوار میں اودھم مچا رکھا تھا اور گانٹھیں مخصوص انداز میں لگائی گئی تھیں۔ اس لیے بات تھی کہ بن کر نہ دے رہی تھی۔

اس دلچسپ اور مزاحیہ صورتحال پر سب ہنس رہے تھے۔

"ہونہہ! بڑا آیا تھا علی عمران حلوائی کو اٹھانے! ہاہاہاہا!" عمران نے پرانی فلموں کے ولنز کی طرح قہقہے لگاتے ہوئے کہا۔ تو صدیقی اور خاور نے بھی اس کے ساتھ قہقہے لگا دیے۔

کیوں کہ انھیں چوہے قید کرنے کا مصرف اچھی طرح سمجھ آ چکا تھا۔

()()()()()()()()()()()()()()()()()

سر عبدالرحمٰن اپنی مخصوص جیپ کے ساتھ وہاں آ پہنچے۔ فیاض ان کے ہمراہ تھا۔ وہ دونوں سادہ لباس میں ملبوس تھے۔

"تو تم میرا نام خاک میں ملانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہتے۔" سر عبدالرحمٰن نے آتے ہی تند لہجے میں کہا۔ فیاض ان کے پیچھے سعادت مندی سے کھڑا تھا۔

"لیکن ڈیڈی! یہاں تو خاک ہے ہی نہیں۔ ٹف ٹائل لگی ہوئی ہے۔ اور دکان پر صرف میرا نام لکھا ہوا ہے۔ آپ کے نام کا خاک میں ملنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔" عمران نے سعادت مندی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

صدیقی اور خاور اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے۔

"یہ جو تم حلوائی کی دکان کھول کر بیٹھ گئے ہو۔ اس کے بارے میں لوگ کیا کہیں گے کہ باپ انٹیلیجنس کا سربراہ ہے اور بیٹا ڈاکٹریٹ کر کے یہاں بیٹھا مٹھائیاں فروخت کر رہا ہے۔" سر عبدالرحمٰن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اب کیا کروں ڈیڈی؟ پیٹ پالنے کے لیے بہت پاپڑ بیلنا پڑتے ہیں۔ فلیٹ کا نجانے کتنے زمانوں کا کرایہ واجب الادا ہے۔ آغا سلیمان پاشا کی فرعون کے زمانے سے لے کر اب تک کی تمام تنخواہیں بمعہ سالانہ ترقی، بونسز اور واجبات میرے ذمے واجب الادا ہیں۔ اس لیے کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی پڑے گا ناں!" عمران نے مسمسی سی صورت بناتے ہوئے کہا۔

"کیا ہر وقت فضول بکواس کرتے رہتے ہو۔ کتنی بار تمھیں سمجھایا ہے کہ کوٹھی آ کر رہنا شروع کر دو! میں تمھیں خرچ دے دیا کروں گا۔ اور ایسے فضول جھنجٹوں سے تمھاری جان بھی چھوٹ جائے گی۔ کہو! سلیمان کا کتنا حساب کتاب تمھارے ذمے ہے۔ میں ابھی سب بے باک کر دیتا ہوں۔ چھوڑو یہ سب اور میرے ساتھ کوٹھی چلو!" سر عبدالرحمٰن نے کہا۔

"لیکن ڈیڈی! میں کب تک آپ کے روپوں پہ پلتا رہا گا۔ کل میری شادی ہو گی۔ بیوی بچے ہوں گے۔ جب وہ مجھ سے خرچ طلب کریں گے تو کیا میں انھیں آپ کے پاس بھیجا کروں گا کہ جاؤ اپنے دادا ابو سے لے لو! میں تو ٹٹ پونجیا ہوں۔ نکھٹو ہوں۔ آپ کی بہو کیا سوچے گی؟ نہیں! نہیں! میری غیرت یہ گوارا نہیں کرتی ڈیڈی!" عمران نے جواب دیا۔ اس کے ساتھی اور فیاض خاموش تھے۔

"تو اسی لیے تو تمھیں کہتا ہوں کہ کوئی ڈھنگ کی نوکری ڈھونڈ لو! لیکن تمھارے کانوں پر تو جوں تک نہیں رینگتی!" سر عبدالرحمٰن نے کہا۔ عمران کا جواب سن کر انھوں نے ہونٹ بھینچ لیے تھے۔

"ڈیڈی! جوں کانوں پر نہیں بالوں کے گھنے جنگل میں سیر و تفریح کرتی ہے اور اپنا گھونسلہ بنا کر وہاں اپنی نسل کی افزائش کرتی ہے۔ اگر آپ چاہیں تو آپ کو دکھا سکتا ہوں۔" عمران نے اپنے بالوں کو پکڑ کر سر عبدالرحمٰن کے سامنے پیش کرتے ہوئے کہا۔ تو سر عبدالرحمٰن کا چہرہ عمران کے اس عمل پر غصے سے سرخ ہو گیا۔

"تم، تم! فیاض! اس گدھے کو گرفتار کر لو! یہ ہمیشہ میری ناک کٹوانے پہ تلا رہتا ہے۔" سر عبدالرحمٰن نے پہلے عمران پھر فیاض سے مخاطب ہو کر کہا۔ جو اب تک دونوں باپ بیٹے کی گفتگو خاموشی سے سن رہا تھا۔

وہ بھڑوں کے چھتے میں ہاتھ ڈالنا نہیں چاہتا تھا۔ اسی لیے خاموش کھڑا تھا۔ اب مصیبت اس کے گلے آ پڑی تھی۔ آگے کنواں پیچھے کھائی والا معاملہ تھا۔

"جج، جی سر! لیکن کس جرم؟" فیاض کی زبان بے اختیار ہکلا گئی۔ سر عبدالرحمٰن نے غصیلی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تو اس کے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پڑنا شروع ہو گئے۔ وہ ان کے غصے سے بے حد ڈرتا تھا۔

"تمھیں کس گدھے نے انٹیلی جنس میں بھرتی کیا ہے؟" سر عبدالرحمٰن نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"آ، آ، مم، میرا مطلب ہے کہ مجھے نہیں معلوم!" فیاض بری طرح سے گڑبڑا گیا۔ حالانکہ عمران کو گرفتار کرنا اس کی ازلی اور سب سے بڑی تمنا تھی۔

"ڈیڈی! یہ صحیح کہہ رہا ہے کہ آپ کو وارنٹ لانا پڑیں گے کہ میں کس جرم میں ملوث ہوں؟ یا پھر میں ملکی مفادات کے خلاف جرائم کا ارتکاب کر رہا ہوں۔" عمران نے سر عبدالرحمٰن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اور سوپر! اگر اپنے سر کامیابی کا سہرا سجانا چاہتے ہو تو یہاں سے پھوٹ لو! پھر مت کہنا کہ عمران دوست تھا اور کامیابی کی کھیر اس نے کسی اور کو کھلادی ہے۔" عمران نے فیاض کے قریب آکر دھیرے سے کہا۔

"چلیں! سر! چلتے ہیں۔" فیاض نے سر عبدالرحمٰن سے لجاجت بھرے لہجے میں مخاطب ہو کر کہا۔

سر عبدالرحمٰن کچھ دیر اسے گھورتے رہے پھر بولے۔

"چلو! فیاض! اب وارنٹ لے کر ہی آنا اور اسے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دینا!" سر عبدالرحمٰن نے کہا اور چل دیے۔

"ڈیڈی! جاتے ہوئے سروسز ہاسپٹل سے بھی ہوتے جایئے گا۔ آپ کو حالات کا کچھ اندازہ ہو جائے گا۔" عمران نے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

سر عبدالرحمٰن نے ایک لمحے کے لیے اس کی جانب مڑ کر دیکھا اور جیپ میں سوار ہو گئے۔

"سوپر! میں تمھیں ایک نصیحت کر رہا ہوں کہ تم صرف پیڑ کھانے پر توجہ دینا! آموں کی گنتی مجھ پر چھوڑ دینا! نہیں تو ساری عمر پچھتاؤ گے۔" عمران نے جاتے ہوئے فیاض سے مخاطب ہو کر کہا۔ اسے اندیشہ تھا کہ مبادا فیاض لالچ کے ہاتھوں مجبور ہو کر سچ مچ میں وارنٹ لے کر نہ آدھمکے۔

()()()()()()()()()()()()()()

ابھی سر عبدالرحمٰن اور فیاض کو گئے ہوئے گھنٹہ بھی نہیں بیتا تھا کہ تین ہٹے کٹے غنڈے وہاں آدھمکے۔

"آیئے! آیئے! بھائی صاحب! کہیے! کیا خرید فرمائیں گے؟ رس گلے، گلاب جامن یا پھر برفی! یا عمران حلوائی کے خصوصی لڈو کھائیں گے۔" عمران نے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بیٹے! لڈو تو ہم کھلائیں گے تمھیں۔ تم نے جو کچھ ہمارے ساتھی کے ساتھ کیا ہے۔اس کا خمیازہ بھگتنے کے لیے تیار ہو جاؤ!" عمران سے ایک غنڈے نے مخاطب ہو کر کہا۔

"تو اس میں کون سا بڑی بات ہے؟ بھائی صاحب! آیئے! آپ کی بھی اسی طرح خاطر تواضع کرتے ہیں۔جس طرح آپ کے ساتھی کی پہلے اچھی بھلی خاطر تواضع کی تھی۔۔۔ صدیقی! خاور! تیار ہو جاؤ! اور عمران حلوائی کے خصوصی لڈو اٹھالو تاکہ ان کی خاطر مدارت میں کوئی کمی نہ رہ جائے!" عمران نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

اس کے ساتھ ہی سب نے لڈووں کے تھال میں سے لڈو اٹھا کر ہاتھوں میں تھام لیے۔

ادھر غنڈے بھی چیختے ہوئے ان پر حملہ آور ہو گئے۔

اس کے بعد ایک دلچسپ کھیل شروع ہو گیا۔ارد گرد کے کسی دکان دار نے بھی کسی بھی قسم کی مداخلت نہیں کی تھی۔سب اپنی اپنی دکانوں میں تماشا دیکھ رہے تھے۔شاید وہ ان غنڈوں کے ظلم وستم کا شکار رہ چکے تھے۔

عمران اور اس کے ساتھیوں نے ان غنڈوں پر لڈو برسانا شروع کر دیے تھے۔

اس لڈو باری کا یہ نتیجہ نکلا کہ جس بھی غنڈے کو جسم کے جس بھی حصے پر کوئی لڈو لگتا تو اس غنڈے کو شدید چوٹ لگتی تھی۔

ان کے سر بھی پھٹ چکے تھے۔اور وہ زمین پر گر کر بری طرح سے چلاتے ہوئے چر مر ہو رہے تھے۔

یہ دراصل لڈو نہیں بلکہ لوہے کی موٹی موٹی گولیاں تھیں جن پر لڈوؤں جیسا رنگ کیا گیا تھا۔ غنڈے زمین پر پڑے بری طرح سے سسک رہے تھے۔ انھیں شدید چوٹیں آئی تھیں۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے ان غنڈوں کی ٹانگوں کو ہدف بنایا تھا۔

"خاور! جلدی سے زعفرانی دودھ لاؤ تا کہ بچوں کی چوٹوں کا علاج کیا جا سکے!" عمران نے خاور سے کہا تو وہ جلدی سے ایک باکس میں سے عجیب سی رنگت کا دودھ والا برتن اٹھا لایا۔

پھر عمران نے صدیقی اور خاور کی مدد سے ان غنڈوں کو خوب زعفرانی دودھ پلا دیا۔

اس دودھ کو پینے کے کچھ لمحات کے بعد غنڈے گرتے پڑتے بری طرح سے پیٹ جکڑے ہوئے ٹیڑھے میڑھے ہوتے بھاگ نکلے۔

پاکستان آن لائن پبلشر

عمران صاحب! کیا سچ میں آپ نے دودھ میں زعفران ملایا تھا؟" صدیقی نے عمران سے " پوچھا۔ اسے غنڈوں کی عجیب سی حالت دیکھ کر عجیب سا احساس ہو رہا تھا۔

"جمال گھوٹا!" عمران نے جواب دیا تو صدیقی اور خاور غنڈوں کو درپیش صورتحال کا اندازہ کر کے اور عمران کی اس شرارت پر دل کھول کر ہنسنا شروع ہو گئے۔

()()()()()()()()()()()()()()

"آخر آپ چاہتے کیا ہیں؟ عمران صاحب!" صدیقی نے عمران سے تنگ آ کر پوچھا۔ کیوں کہ عمران نے اب تک انھیں کچھ بھی نہیں بتایا تھا۔ بس جب سے دکان سجائی تھی تب سے اب تک غنڈوں کو عجیب و غریب سزاؤں سے ہی نوازا تھا۔

"میں چاہتا ہوں کہ انڈہ بھی نہ ٹوٹے اور اس میں سے ہٹا کٹا، بانکا سجیلا اور کلغی دار خوبصورت سا مرغ برآمد ہو جائے۔" عمران نے عجیب سے انداز میں کہا۔

"کیا مطلب ہوا بھلا آپ کی اس توجیح کا؟" خاور نے حیرانی سے پوچھا۔ کیوں کہ ان دونوں کو ہی عمران کی منطق سمجھ نہیں آئی تھی۔

"لو! ابھی سمجھائے دیتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ سانپ بھی جل جائے اور رسی کے بل بھی نہ ٹوٹیں!" عمران نے محاوروں کا بیڑہ غرق کرتے ہوئے کہا۔

"لو اور پوچھ لو ان سے! اونٹ کہ طرح ان کی کون سا کوئی کل سیدھی ہے جو یہ صاف صاف الفاظ میں کچھ بتا دیں۔" خاور نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ صدیقی کے چہرے پر بھی ناگواری عیاں تھی۔

"میرے بچو! چوزوں کو سکون امی مرغی کے گھنیرے پروں تلے ہی میسر آتا ہے۔ اس لیے بچو تم بھی گھنیرے سائے کا انتظار کرو!" عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
لیکن صدیقی اور خاور وضاحت طلب نظروں سے اس کی جانب دیکھتے رہے۔

"بس یہ سمجھ لو کہ آج رات یہاں کچھ تو ایسا ہونے جا رہا ہے جس کی وجہ سے سر سلطان کو آئی۔ سی۔ یو میں منتقل ہونا ہے۔ ہم نے وہ وجہ تلاش کرنی ہے اور بات سر سلطان کا راز رکھنے کی ہے۔ اتنا جان لو کہ یہ معاملہ فور سٹارز اور سنیک کلرز کا ہے۔ اس لیے رات کا انتظار کرو! اور رات ہونے تک منہ میں گھنگھنیاں ڈال کر انھیں چوسو یا چباؤ! یہ سب تم دونوں پر منحصر ہے۔" عمران جواب دیتے ہوئے کہا۔ تو صدیقی اور خاور نے یوں سر ہلا دیے جیسے وہ واقعی گھنگھنیاں چوسنے یا چبانے کے لیے رضا مند ہو گئے ہوں۔

پھر گھور اندھیرا جونہی پر پھیلائے آسمان پر حاوی ہوا۔ تمام دکانیں بند ہوتی چلی گئیں۔ عمران بھی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ دکان بند کر کے نکل لیا۔

جب آمد ورفت نہ ہونے کے برابر ہوئی تو عمران اپنے ساتھیوں کے ساتھ گرلز ہوسٹل کی پچھلی جانب سے دیوار پھلانگ کر جونہی اندر داخل ہوا توان کی مڈبھیڑ چوکیدار سے ہو گئی۔جو بڑے اطمینان کے ساتھ گن کندھے سے لٹکائے ٹہل رہا تھا۔

اس سے پہلے کہ وہ سنبھل پاتا صدیقی اور خاور نے اسے چھاپ لیا۔اور لمحوں میں انٹا غفیل کر دیا۔

پھر انھوں نے وہاں طویل بے ہوشی طاری کرے والی گیس کے کیپسول فائر کر دیے۔کچھ دیر انتظار کرنے کے بعد وہ عمارت کے اندرونی حصے میں داخل ہو گئے۔

ریسیپشنسٹ کی ٹیبل پر انھیں ایک ادھیڑ عمر عورت بے ہوش پڑی ملی۔ہوسٹل کے ہر کمرے میں انھیں پانچ سے چھ نوجوان اور خوبصورت لڑکیاں بے ہوش پڑی ملیں۔لیکن کوئی قابل گرفت بات انھیں نہیں ملی۔

"عمران صاحب ! یہ کیا؟ کیا اس لیے ہم نے رات ہونے کا انتظار کیا تھا؟" خاور نے حیرانی سے پوچھا ۔کیوں کہ انھیں کچھ ملا نہیں تھا۔

"ہاں ! عمران صاحب ! اچھنبے کی بات ہے۔کھایا نہ پیا اور گلاس توڑا بارہ آنے والا معاملہ ہو گیا ہے۔" صدیقی نے بھی کہا۔

"میں تو خود حیران ہوں۔یہاں تو جوتیوں میں دال بٹنا چاہیے تھی۔لیکن یہاں تو کسی نانبائی کا نام و نشان تک نہیں ہے۔" عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔اس کی پیشانی فکر انگیز شکنوں سے آلودہ تھی۔پھر وہ تمام کمروں کا باریک بینی سے جائزہ لینے کے بعد آفس میں داخل ہو گئے۔

وہاں نہایت باریک بینی سے جائزہ لینے کے بعد انھوں آفس میں دائیں جانب ایک عجیب جگہ دریافت کر لی۔

اس جگہ ایک مخصوص ابھار موجود تھا۔جو الیوزن پیدا کرنے والے رنگ کی وجہ سے ان کی نظروں سے اوجھل رہا تھا۔

عمران نے اس ابھار پر دباؤ ڈالا تو دیوار سرر کی ہلکی سی آواز کے ساتھ دو حصوں میں منقسم ہو گئی۔اور ایک راہداری دکھائی دی جس کا اختتام ایک دروازے پر ہو رہا تھا۔

عمران نے اپنے ساتھیوں کو گیس پسٹل تیار رکھنے کا کہہ کر راہداری میں آگے بڑھنا شروع کر دیا۔

اس راہداری میں سی۔سی۔ٹی۔وی یا کسی بھی قسم کے حفاظتی اقدامات موجود نہیں تھے۔

کمرے کے دروازے پر پہنچ کر وہ رک گئے۔کمرہ ساؤنڈ پروف معلوم ہو رہا تھا۔کوئی آواز باہر نہیں آ رہی تھی۔عمران نے ہینڈل پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔وہ تینوں اندر داخل ہو گئے۔

اندرونی ماحول دیکھ کر تینوں کے دماغ بھک سے اڑ گئے۔ان پر سکتہ ساطاری ہو گیا۔بے اختیار ان کی نگاہیں شرم سے جھک گئیں۔

کمرے میں سینڈز والے ہائی ریزولیوشن کیمرے شوٹنگ میں مصروف تھے۔سینڈز والے ہائی کوالٹی ساؤنڈ ریکارڈز ریکارڈنگ کر رہے تھے۔ماحول انتہائی حد سے زیادہ اخلاق باختہ تھا۔

تین بیڈز لگے ہوئے تھے۔ان پر نوجوان اور خوبصورت لڑکیاں عریاں حالت میں موجود تھیں۔اور ان پر برہنہ 'عریاں وحشی ٹوٹے ان کی عصمت دری میں مصروف تھے۔لڑکیوں کی حرکات وسکنات سے محسوس ہو رہا تھا کہ انھیں شہوانی جذبات ابھارنے والی ادویات دی گئی ہیں۔

الغرض کمرہ ایک منی پورن اسٹوڈیو کا منظر پیش کر رہا تھا۔

ان تینوں کے لیے سب سے زیادہ حیران کر دینے والی بات یہاں موجود ایک شخصیت تھی۔ جو ایک جانب بچھی ہوئی کرسی پر بیٹھا ان روح سوز مناظر سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ اس کا چہرہ جذبات کی حدت سے سرخ ہو رہا تھا۔

یہ ایک معروف سماجی شخصیت سردار جان تھا۔ جو یتیم ' بے سہارا اور بے آسرا لڑکیوں کے لیے ایک سائبان کی سی حیثیت رکھتا تھا۔

جو خود کو ان کا باپ کہلاتا تھا اور آج خود ان کی عزتوں سے ہولی کھیلنے میں مصروف تھا۔

ان تینوں کی آمد کا کسی نے بھی نوٹس نہیں لیا تھا۔ سب کے سب اس وقت حیوانی کھیل میں مصروف ہو کر ارد گرد فراموش کر چکے تھے۔

عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا دل کسی نے مٹھی میں لیے بری طرح سے بھینچ دیا ہو۔

اس نے سائیلنسر لگا پسٹل نکالا اور وہاں موجود تمام درندوں کو واصل جہنم کر دیا۔

اس کا چہرہ ستا ہوا تھا۔ یہی حال صدیقی اور خاور کا بھی تھا۔ انھیں ایسے گھناؤنے کھیل کی بالکل بھی توقع نہیں تھی۔

"صدیقی ! خاور ! ان بے گناہوں کو ڈھانپو ! یہاں تلاشی لے کر تمام مواد اپنی حراست میں لے لو اور اگر کوئی مائیکرو فلم ملے تو فوراً مجھے لا کر دو ! " عمران کے لہجے میں دکھ کے ساتھ ساتھ کرختگی بھی موجود تھی۔

پھر صدیقی نے ایک مائیکرو فلم لا کر عمران کو دے دی۔ اس کے بعد عمران نے فیاض کو فون کر کے ہوسٹل کے معاملات سے آگاہ کر دیا۔ جب فیاض آیا تو تمام حقائق جان وہ بھی دل مسوس کر رہ گیا۔

عمران نے معاملات فیاض کو سنبھالنے کے لیے کہہ دیا۔ کیوں کہ سردار جان عمران کے نزدیک ایک ایسا درندہ تھا جسے صرف قانون کے آسرے پر چھوڑنا کافی نہیں تھا۔ کیوں کہ وہ اپنے اثر و رسوخ کی بدولت رہائی پا سکتا تھا۔

کچھ دیر بعد عمران کو جوزف کی کال موصول ہوئی۔

" باس ! جوزف بول رہا ہوں۔ میں نے جوانا اور ٹائیگر کی مدد سے قحبہ خانوں کو لڑکیاں سپلائی کرنے والا ٹرک اور ڈرائیور دونوں گرفتار کر لیے ہیں۔ اور ٹرک ڈرائیور نے سردار جان اور اس کی بیوی کے لڑکیاں سپلائی کرنے کے مکروہ دھندے کے بارے میں تمام تر معلومات اعتراف کرتے ہوئے بتا دی ہیں۔ " جوزف نے عمران کو تفصیلات سے آگاہ کرتے ہوئے کہا۔

" او کے ! فیاض آ رہا ہے۔ اس کے ساتھ تعاون کرنا ! " عمران نے کہا اور کال منقطع کر دی۔ موجودہ حالات نے اس کا دل بری طرح سے مکدر کر دیا تھا۔ اس لیے وہ بات بھی نہیں کرنا چاہ رہا تھا۔

" مجھے یقین نہیں آ رہا ہے کہ پاکیشیا جیسے اسلامی ملک میں کوئی ایسا گھناؤنا کھیل بھی کھیلا جا سکتا ہے۔ " صدیقی نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

" اور ہاں عمران صاحب ! انھوں نے کوئی خاطر خواہ انتظامات بھی نہیں کیے تھے اور اس مائیکرو فلم میں کیا ہے ؟ " خاور نے پوچھا۔

" مائیکرو فلم کے بارے میں خاموشی بہتر ہے۔ اس میں کسی کی زندگی پوشیدہ ہے۔ اور انتظامات تو تھے لیکن وہ میں نے اس مشین کے ذریعے سے پہلے ہی زیرو کر دیے تھے اور اس راہداری اور کمرے تک تو ان کے خیال میں کوئی بھی پہنچ نہیں پاتا ہو گا۔ اس لیے تم نے دیکھا کیسے دیدہ دلیری دروازہ کھلا چھوڑ کر وہ اس گندے اور روح سوز کام میں مصروف تھے۔ اور اسے زندہ چھوڑ دینے کا مطلب بے آسرا اور یتیم بچیوں کے ساتھ بہت بڑی اور ناقابل تلافی غلطی ہوتی۔ اگر کسی اور کام میں ملوث

ہوتے تو میں انھیں لازمی جیل کی سلاخوں کے پیچھے گلا سڑا دیتا۔" عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

آخر میں اس کا لہجہ سرد ہوتا چلا گیا تھا۔

پھر وہ تینوں وہاں سے نکلتے چلے گئے جبکہ فیاض ضروری کاروائی میں اپنے عملے کے ہمراہ مصروف ہو گیا۔

ختم شد

نائٹ کرائم

از قلم بابر امین ابر

علی عمران نے گرلز ہوسٹل کے سامنے حلوائی کی دکان کھول لی۔۔۔کیوں؟

علی عمران کا غنڈوں کے ساتھ منفرد انداز سے ٹکراؤ۔۔ایک دلچسپ صورتحال۔

علی عمران کا نائٹ کرائم کرنے والوں کو بے نقاب کرنا۔ایک رونگٹے کھڑے کر دینے والی سچویشن۔

نائٹ کرام جس کا انجام عمران کو صرف اور صرف موت کے سوا کچھ سمجھ نہ آیا۔کیا واقعی۔۔؟

معاشرے کی تلخ حقیقت کو بے نقاب کرتا ایک ناولٹ جو آپ کی سوچ میں ہلچل برپا کر دے۔

بابر امین ابر کے قلم سے۔

Major Parmood Series

میجر پرمود سیریز میں دلچسپ اور ایکشن سے بھرپور کہانی کا لازوال اضافہ

میجر پرمود سیریز: 2

آپریشن سلیمانی

دانش احمد شہزاد



The PRINCE ORGANIZATION
DIGITAL KAHANI
https://digitalkahani.theprinceorganization.com
https://www.theprinceorganization.com

Copyright © Digital Kahani / The Prince Organization

All rights reserved, without limiting the rights under copyright reserved above, no part of this publication may be reproduced, stored or introduced into a retrieval system, or transmitted, in any form or by any means (electronic, mechanical, photocopying, recording or otherwise), without the prior written permission of the copyright owner.

جملہ حقوق بحق ناشران (ڈیجیٹل کہانی) محفوظ ہیں

اس کہانی کے تمام نام، واقعات اور جگہیں فرضی ہیں کسی قسم کی مطابقت محض اتفاقیہ ہے

اس کتاب کا کوئی حصہ بغیر تحریری اجازت ڈیجیٹل کہانی کے شائع کرنا یا کتابی صورت میں

شائع کرنا قانونی جرم ہے۔



FANTASTIC

Fiverr

INCOME

Make Money with Fiverr!

For Sign Up click on Image



The Prince Organization

ملک میں سوگ کا اعلان ہو چکا تھا اور ہر طرف ماحول سوگوار تھا جبکہ ملک کی اعلیٰ شخصیات کا ہنگامی اجلاس جاری تھا جس میں آنے والے دنوں کے بارے میں پلاننگ کی جارہی تھی، اور دوسری طرف کرنل ڈی کی طرف سے میجر پرمود کو نئے مشن کی فائل موصول ہو چکی تھی جس میں بلغاریہ کے صدر اور ملکی وزراء کی جانب سے کمانڈر کی شہادت کا بھرپور جوابی حملہ کی حمایت اور ایکریمیا سے بدلے کی اپیل کی گئی تھی اور سب جانتے تھے کہ ملک کو ایسی صورت حال سے نکالنے میں جہاں سب کا ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونا ضروری ہے وہاں مخالفوں کے حملوں کا جواب دینا بھی ملکی سالمیت کے لئے انتہائی ضروری تھا اس میں جواب کے لئے

سب سے پہلا نام میجر پرمود کا ہی آیا تھا اور سب کی نظریں اب میجر پرمود

پر ہی تھیں اسی بنا پر نئے آپریشن کی فائل میجر پرمود پڑھ چکا تھا

اور آپریشن کی تیاری کے لئے تیار تھا۔

میجر پرمود نے اپنے ساتھ کیپٹن توفیق کو لیا اور مشن کی تکمیل کے

لئے نکل پڑا میجر پرمود کو پتہ تھا کہ جب تک بارڈر پار دشمن کے ٹھکانوں کو

نیست و نابود نہ کیا یہ سلسلہ جاری رہے گا اس لئے دونوں اس وقت بارڈر

لائن کی حد سے نکل کر دشمن کی حدود میں داخل ہو چکے تھے چونکہ یہ سارا

علاقہ ایک صحرا کی مانند تھا اس لئے ان کا دور سے ہی پہچانا جانا ایک قدرتی

امر تھا اس کو مد نظر رکھتے ہوئے دونوں زمین پر کرالنگ کرتے ہوئے

آگے بڑھ رہے تھے کہ کہیں دشمن کی نظر میں نہ آجائیں ابھی وہ کچھ دور

ہی آئے تھے کہ دونوں کو دور سے ایک ہیوی جیپ آتے نظر آئی اور

دونوں نے کچھ ریتلی جگہ پر سے ریت ہاتھوں سے نکال کر اپنے چھپنے کی

جگہ بنائی اور کچھ ریت انہوں نے اپنے اوپر ڈال کر خود کو چھپا لیا اور گاڑی

کی آواز سننے لگے جو لمحہ بہ لمحہ قریب آتے محسوس ہو رہی تھی پھر اچانک

ان دونوں کے گرد لگاتار گولیوں کی بوچھاڑ پڑنے لگی اور ایک کرخت سی

آواز گونجی۔

خبر دار۔۔۔ہلنے کی کوشش کی تو بھون دیئے جاؤ گے۔

اور دونوں یہ دیکھ کر سدھ ہو گئے کہ ان دونوں کو دھر لیا گیا ہے مگر دشمن

شائد یہ نہیں جانتا تھا کہ یہ میجر پرمود ہے جو موت کی آنکھوں میں

آنکھیں ڈال کر اسے مات دینے کا ہنر جانتا ہے۔ جیسے ہی دشمن لیڈر کی

آواز کی گونج ختم ہوئی اسی لمحے میجر پرمود نے لیٹے لیٹے ہی مشین گن کا دھانہ کھول دیا اور پلک جھپکنے میں پانچوں کے پانچوں فوجی گولیوں سے بھون دیئے گئے تھے اس سے پہلے کہ جیپ کا ڈرائیور سنبھلتا کیپٹن توفیق کی گولی نے اسے بھی عالم ارواح کی جانب بھیج دیا تھا۔ اور وہ جلدی سے جیپ میں بیٹھ کر آگے بڑھنے لگے۔

ایک گھنٹہ کی تیز ڈرائیونگ کے بعد وہ بارڈر کے قریب شہر میں داخل ہونے والے تھے چونکہ وہ فوجی جیپ میں تھے اس لئے راستے میں کسی قسم کی پریشانی نہ ہوئی جیسے ہی وہ شہر کی داخلی چیک پوسٹ پر پہنچے اس سے قبل کہ چیک پوسٹ والے سنبھلتے میجر پرمود اور کیپٹن توفیق کی مشین گنوں کی گھن گھرج سے فضا گونج اٹھی اس وقت دونوں موت کے فرشتے

ثابت ہو رہے تھے۔ بظاہر میجر پرمود کے چہرے پر سکون تھا مگر کیپٹن توفیق جانتا تھا کہ میجر پرمود کا خون کھول رہا ہے جب سے اس مشن کی شروعات ہوئی تھیں میجر پرمود خاموش تھا۔

چیک پوسٹ کا صفایا کر کے دونوں جیپ سے اترے چیک پوسٹ کی تلاشی لی جس سے پتہ چلا کہ قریب ہی ایک مین چیک پوسٹ ہے جس سے بلغاریہ کے کمانڈر کی شہادت کا ٹارگٹ آپریٹ کیا گیا تھا۔

توفیق جلدی ٹرک سٹارٹ کرو ہمیں فوری وہ چیک پوسٹ ہٹ کرنی ہے تاکہ ان کا یہ گمان کہ ہم ان تک نہیں پہنچ سکتے ختم کیا جائے۔ میجر پرمود نے نئی چیک پوسٹ کا علم ہوتے ہی کیپٹن توفیق کو کہا اور خود دوسری طرف سے ٹرک میں بیٹھ گیا اور ٹرک چل پڑا۔

ابھی وہ کچھ دور ہی گئے تھے کہ اچانک قریبی موڑ سے چار فوجی گاڑیوں نے انہیں گھیر لیاشائد انہیں ان کی اطلاع مل گئی تھی مگر اس سے پہلے کہ ان کی طرف سے کسی قسم کی فائرنگ ہوتی میجر پرمود نے اندھا دھند فائرنگ کرنی شروع کردی جس سے اچانک بہت سے دشمن فوجی ہلاک ہوگئے مگر اسی لمحے ان کی طرف سے بھی شدید فائرنگ کا تبادلہ شروع ہوگیا اور ان دونوں کا ٹرک میں رہنا اب سوائے موت کے کوئی چارہ نہ تھا کہ دشمن فوج کی پیٹھ سے دشمن فوج پر بھی حملہ کردیا گیا جس سے دشمن فوج اب نرغے میں آچکی تھی اور کیپٹن توفیق حیران بھی تھا کہ یہ اچانک کمک کیسے آگئی جس سے ان کی جان بچی۔ اور میجر پرمود نے انہیں لمحات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے خود کو ٹرک سے کچھ ایسے انداز میں نکالا

کہ اس کے نکلتے ایک لمحے کے لئے دروازہ کھلا اور اسی لمحے وہ ٹرک کے نیچے

سے ہوتا ہوا ٹرک کی عقبی طرف پہنچ گیا جبکہ کیپٹن توفیق بھی اسی انداز

میں موت کے منہ سے بظاہر نکل آیا تھا جبکہ فائرنگ کا تبادلہ اب لگ بھگ

تھم چکا تھا۔

جیسے ہی میجر پرمود نے ہلکا سا سر نکال کر باہر کی جانب دیکھا تو

حیران ہوئے بغیر نہ رہ سکا کہ اس کے ہمسائے دوست ملک کے مجاہد لیڈر

سنت اللہ آگے بڑھ رہے تھے جس سے یہ کنفرم تھا کہ دشمن اب اس دنیا

میں نہیں رہا۔

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔۔۔ سنت اللہ صاحب۔۔۔ میجر پرمود نے

ٹرک کی اوڑھ سے نکل کر اونچی آواز میں گرمجوشی سے کہا اور آگے بڑھ

کر مجاہد لیڈر کے گلے لگ گیا اور سنت اللہ نے بھی میجر پرمود کو گلے لگاتے

ہی مسکراہٹ کا اظہار کیا۔

خدا کا شکر ہے کہ آپ ان ظالموں کے نرغے سے بچ گئے ہیں ہمیں اطلاع

مل چکی تھی کہ آپ ہمارے ملک میں داخل ہو چکے ہیں اور آپ کا ٹارگٹ

ایکریمیا کی وہ تمام چیک پوسٹ ہیں جس سے آپ کے ملک کو شدید خطرہ

اور مسلم دنیا کے لئے مشکلات ہو سکتی ہیں اس لئے ہم نے اپنے طور پر تمام

معلومات بھی حاصل کر لی ہیں اور آپ کی حفاظت کا سامان بھی مکمل

کر چکے تھے۔ سنت اللہ نے میجر پرمود اور کیپٹن توفیق سے ملنے کے بعد

تمام تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

اچھا بہت اعلیٰ جناب یہ تو آپ کی ذرہ نوازی ہے وگرنہ موت تو خدا کے حکم سے آنی ہے ان ایکریمی فوجیوں کو تو نیست نابود کر کے ہی جاؤں گا۔ میجر پرمود نے بھی گاڑی کی طرف چلتے ہوئے کہا۔

ہمیں معلومات ملی ہیں کہ یہاں قریب ہی کوئی مین چیک پوسٹ ہے جس سے اردگرد کی لگ بھگ پنتالیس چیک پوسٹیں کور کی جاتی ہیں اور ایکریمیا کی ایجنسی نے ایسے ہی چھوٹے چھوٹے بے شمار ٹھکانے بنائے ہوئے ہیں۔ کیپٹن توفیق نے پہلی بار سنت اللہ سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

بالکل کیپٹن صاحب ایسا ہی ہے مگر اس مین چیک پوسٹ تک جانے کے لئے ایک انتہائی سخت حفاظتی حصار سے گزرنا پڑے گا اس حصار میں بے شمار جگہ جگہ فوجی بکھرے ہیں جن میں کچھ سول ہیں اور کچھ مخصوص لباس

میں ۔ سنت اللہ نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اسی دوران وہ اب سب گاڑیوں میں بیٹھ کر روانہ ہو چکے تھے۔

آپ ایسے کریں ہمیں اس حصار کے قریب پہنچا دیں باقی ہم سب خود دیکھ لیں گے ان کو جتنا وقت ہم دیں گے ہمارے لئے نقصان دہ ہو گا۔ میجر پرمود نے کہا۔ جس پر سنت اللہ نے سر ہلا کر جواب دینے میں ہی عافیت سمجھی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ میجر پرمود جب کوئی فیصلہ کر لیتا ہے تو پھر جب تک وہ پورا نہ ہو جائے سب بے کار ہوتا ہے۔

چند لمحوں بعد ان کی گاڑیاں رکی اور ان کو بتایا گیا کہ یہاں قریب ہی ایک مجاہدین کی ایک حویلی ہے آپ وہاں چلے جائیں اس کے قریب ہی سے وہ حصار شروع ہو جاتا ہے اور وہ دونوں اتر کر اس حویلی کی جانب چل پڑے

وہاں پہنچ کر حویلی کی سامنے والی ایک نو تعمیر بلڈنگ میں داخل ہو گئے سب

سے اوپر والی منزل پر جاکر میجر پرمود نے دور بین سے صورت حال کا

جائزہ لیا اور فیصلہ کیا کہ بجائے اس حویلی میں جانے کے یہیں سے وہ حصار

توڑا جائے اور پھر دونوں نے اپنے اپنے بیگ اتارے اور مختلف قسم کے آٹو

میٹک راکٹ لانچرز کے حصوں کو جوڑنا شروع کر دیا اور ان کی مکمل سیٹنگ

مکمل کر کے اس میں راکٹ لوڈ کئے اور یکے بعد دیگرے داغنے شروع

کر دیئے اور اتنی تیزی سے دونوں اپنا کام کر رہے تھے کہ چند لمحوں میں ہی

کئی راکٹ فائر کر کے دونوں بھاگ کر بلڈنگ سے نکل کر آگے بڑھنے لگے

جبکہ اب جگہ جگہ فوجیوں کے کٹے پھٹے اعضاء بکھرے پڑے تھے اور جگہ

جگہ انسانی خون نظر آرہا تھا اور کچھ ہی لمحوں میں ایمبولینسز کے سائرن

گونج اٹھے اور انہیں قسم کے شور شرابے میں وہ دونوں مین چیک پوسٹ

کے دروازے تک پہنچ گئے کہ اچانک ایک طرف سے گولی چلی اور کیپٹن

توفیق کی دردناک چیخ کی آواز ابھری اور پرمود نے یکلخت ہی چیک پوسٹ

کی طرف دوڑ لگا دی اور دوڑتے ہوئے مشین گن سے فائرنگ بھی کرتا

جارہا تھا اس پر بھی فائرنگ ہورہی تھی مگر وہ چونکہ زگ زیگ کے انداز

میں اور بجلی کی سی تیزی سے بھاگ رہا تھا اس لئے ابھی تک کوئی گولی اس

تک نہیں پہنچی تھی کہ وہ ایک عمارت میں داخل ہو گیا جس میں مختلف قسم

کی مشینیں لگی تھیں جس سے معلوم ہو رہا تھا کہ یہ ایک جدید چیک پوسٹ

ہے اور اس سے بہت سے کام لئے جاسکتے ہیں پرمود نے مشینوں پر موجود

تمام آپریٹرز کو ختم کر دیا تھا اور خود ایک تہہ خانے میں گھس گیا جہاں

بڑے بڑے کمپیوٹر نصب تھے اور ان کے ساتھ راکٹ اٹیچ کئے ہوئے تھے اور جب میجر پرمود نے ان راکٹوں کے ٹارگٹ چیک کئے تو کھول کر رہ گیا کیونکہ ان تمام کے ٹارگٹ اس کے ملک کی چند اہم فوجی تنصیبات تھیں اور پھر کچھ دیر کی محنت کے بعد اور مختلف کمپیوٹرز آپریٹ کرنے کے بعد اس نے ایک ریڈ کلر کا ایک بٹن دبا دیا اور اب اس کے چہرے پر سکون کے اثرات تھے۔

پھر جیب سے ایک ٹائم بم نکال کر تہہ خانے میں لگایا اور خود وہاں سے باہر نکل آیا تو باہر ایک اوٹ میں کیپٹن توفیق زندگی کی آخری کشمش میں تھا اس کو کندھوں پر اٹھایا اور چیک پوسٹ سے نکلتا چلا گیا۔

ٹرانسمیٹر سے ایک فارن ایجنٹ کو کال کر کے اپنی صورت حال بتائی جس پر قریبی ایک گھر کا بتایا جہاں کیپٹن توفیق کو ایک نئ زندگی ملی اور اسی لمحے دنیا کے تمام نیوز چینلز نے ایکریمیا کی تیس سے زائد چیک پوسٹس کی تباہی کی خبر دینی شروع کر دی جسے سن کر میجر پرمود کے لبوں پر ایک مسکراہٹ تیرنے لگی کیونکہ اسی نے تہہ خانے سے تمام راکٹ ان چیک پوسٹوں پر سیٹ کر کے آپریٹ کر دیئے تھے۔

ختم شد

ڈیجیٹل کہانی پر شائع ہونے والی ہر کہانی بذریعہ ای میل PDF میں فوری حاصل کریں سبسکرپشن کے لئے ابھی کلک کریں

Digital Kahani
Get Now Subscription

ایک کہانی ایک تعارف



یار: ایک ایسا کردار جو دوست کے ہر کام آتا رہا۔۔۔ وہ کون تھا؟

یار: ایک ایسا جیتا جاگتا کردار جو اپنے دوست کے گھر کے سب کام کرتا تھا۔۔۔ کیوں؟

یار: جس کا اپنے دوست کے گھر آنا جانا معمول بن گیا۔۔۔ کیسے؟

فریدہ دوست کی بیوی جس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی مگر وقت کے ساتھ ساتھ۔۔۔

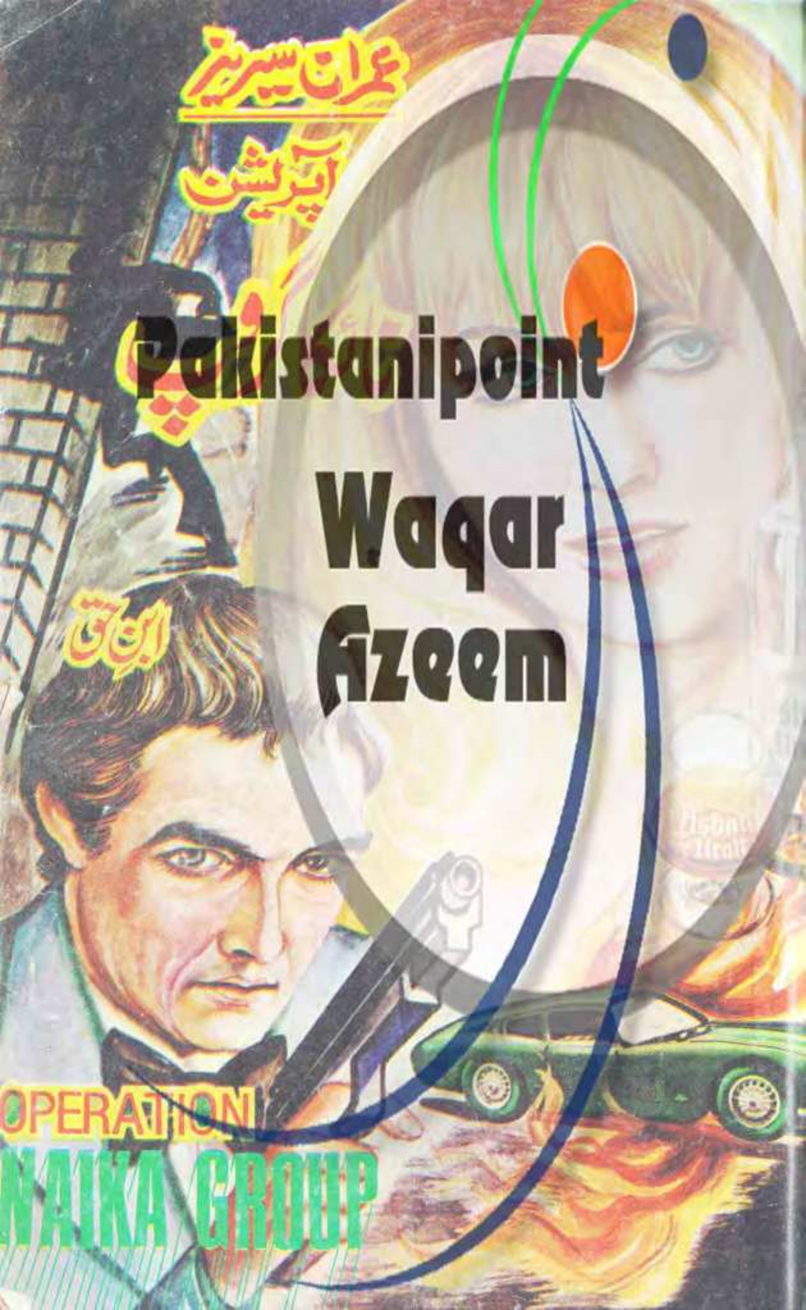
فریدہ جس کا گزارہ اپنے شوہر کے دوست کے بغیر نہ ہوتا تھا۔۔۔ کیا شوہر بھی ایسا چاہتا تھا۔

یار: وہ شخص جس سے فریدہ ہر وہ بات کرتی رہی جو اسے اپنے شوہر سے کرنی چاہیئے تھی

دونوں کا آخر کیا ہوا اور کیسے ہوا اور ایسا معاشرے میں کیوں ہوا اور ہوتا چلا آرہا ہے۔

جانیئے آنے والی ایک ایسی تحریر میں جسے اردو ادب کی باغی مصنفہ نے اپنے قلم سے تحریر کیا اور کہا کہ میرے کردار کوئی تخیلی نہیں بلکہ جیتے جاگتے اور معاشرے کے سچے کردار ہیں۔

Digital Kahani
Get Now Subscription
Visit & Share
https://digitalkahani.theprinceorganization.com
E-mail: theprinceorganization@gmail.com


عمران سیریز
آپریشن
Pakistanipoint
Waqar
Azeem
ابن حق
OPERATION
NAIKA GROUP

عمران سیریز ۵

چھٹا نمبر

آپریشن ٹانگا گروپ

مکمل ناول

ابنِ صفی

www.pakistanipoint.com
Kamran Azeem
Pakistanipoint

حبیب پبلی کیشنز
شیر شاہ
کراچی 75730

جملہ حقوق بحق ناشران محفوظ

اس ناول کے کردار جو محترم استاد ابنِ صفی کے تخلیق کردہ ہیں، کے علاوہ، تمام مقامات، کردار و واقعات اور کہانی سے تعلق رکھنے والے اداروں کے نام فرضی ہیں۔ ان سے مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی۔ جس کیلئے ادارہ، مصنف یا مصور قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے،

ناشران ——— حبیب الرحمٰن
——— خلیق الرحمٰن
پرنٹر ——— انتخاب پریس کراچی
کتابت ——— شکیل احمد
قیمت ——— ۱۲/۰۰ روپے



پیشرس

الیکشن ختم ہوگئے، الیکن کہاں، ہم تو "ال ے ے ا" بھی ہیں اور الیکشن کے
دیوانے بھی! جس طرح آج کل "عمران صاحب" لٹھ لے کر ہر ایک کے پیچھے بھاگنا شروع
کر دیتے ہیں، لیکن لٹھ کہاں صاحب، لٹھ کا تو زمانہ گیا اور عمران میاں "سنگمہ" کے ہاتھ
میں لیزر مشین ہوتی ہے جس سے ہر ایک کو چیرتا، جلاتا، تڑپاتا، ترساتا، آنکھیں دکھاتا
چلا جاتا ہے۔ پتہ چلا دشمن خلا میں چاند ماموں سے گپ شپ کر رہا ہے اور چاند ماموں نے
عمران صاحب کو خبر پہنچا دی، بس غضب ہی ہوگیا۔ عمران میاں نے یہیں سے لیزر
شعاع کھینچ ماری، مجرم ہوگیا جہنم داصل، افراسیاب بھاگا باغِ سیب میں، عمران
میاں اپنے ڈربے میں جگالی کرنے لگے اور پڑھنے والے کتاب ختم کرنے کے بعد
پہلے تو سر پہ دونوں ہاتھ رکھ کر رونے لگے، پھر جلال آیا تو سرپٹ بھاگے کلاشنکوف
سنبھالے مصنف کے پیچھے۔ بس دیکھتے ہی دیکھتے وطن کا نقشہ بدل گیا، زمین پہ زلزلہ
آگیا آسماں بھی غم کے گیت کی موسیقی فضا میں بکھیرنے لگا۔ یعنی مصنف کا تختہ پلٹ
دیا گیا۔ جب آج سب کا بُرا حال ہے تو میں کیسے بچا رہ سکتا ہوں، آخر مجھے "ایکشن"
نے اپنی لپیٹ میں لے ہی لیا۔ ویسے بھی خربوزے کو دیکھ کر خربوزے کے رنگ پکڑنے
والی مثال پرانی ہو چکی بس آپ سمجھ جائیں، حالانکہ ایسی کہانیاں بھی اس وقت مارکیٹ
میں موجود ہیں جن میں ایکشن، مارپیٹ اور دنگے فساد کے سوا کچھ نہیں ہوتا، لیکن
"انتقامی" فلموں کی مریض پبلک اس راسٹر کو پسند کر رہی ہے تو مجبوراً ان کی کیا

بساط،

خرید و فروخت ہماری زندگی کا جزو لازم ہے، ساری زندگی ہم کچھ نہ کچھ خریدتے رہتے ہیں اور کچھ نہیں تو دوسروں کا ایمان بھی خریدنے میں دریغ نہیں کرتے! بیچنے کو ہمارے پاس "ضمیر" موجود ہی ہے۔ کچھ تو حصولِ دولت کیلئے وطن ہی کو فروخت کر ڈالتے ہیں۔ پچھلے دِنوں یہاں جو کچھ ہوا وہ شاید اسی قسم کے سلسلے کی کڑی تھی۔ آپ کے شہر میں جو کچھ ہوا کوشش کیجئے آئندہ نہ ہو،

میں جب بھی گوشت خریدنے جاتا ہوں تو پچھلی مرتبہ سے اس کی قیمت بڑھی ہوتی ہے اور اب تو آسمان سے بات چیت کرنے کے بعد گوشت کی قیمت اور اوپر فرشتوں سے مذاکرات کر رہی ہے۔ جتنی بکرے کی قیمت بڑھ رہی ہے اتنی ہی انسان کی گر رہی ہے، وہ دن دُور نہیں جب بکرے محترم ہم انسانوں کو خرید کر پالا کریں گے۔ پھر موقع ملنے پر چھُری پھیر دیا کریں گے، آخر انسان کی ماں کب تک خیر منائے گی ایک نہ ایک دن تو چھُری تلے آئے گی۔

آج کل گروپس کا چکر بہت چل رہا ہے۔ جہاں بھی جاتا ہوں پہلا سوال یہی ہوتا ہے "آپ کس گروپ سے تعلق رکھتے ہیں" میں پوچھتا ہوں! کیا انسانیت گروپ کا حوالہ کافی نہیں! اور تو اور دونوں سپر پاورز نے اپنے الگ الگ گروپ بنا رکھے ہیں۔ پھر تھرڈ ورلڈ گروپ کا تو یہ حال ہے کہ جدھر "وزن" زیادہ ہوا وہیں جھک گیا "ناٹکا گروپ" جی ہاں تھوڑی سی ہوا مجھے بھی لگ گئی۔ ایک گروپ میں نے بھی تخلیق کیا ہے، لیکن گھبرائیے نہیں، یہ گروپ عارضی ہے، دائمی نہیں، کیسا گروپ ہے؟ کیا کرتا ہے؟ یہ بتانے سے پہلے ایک بات کی طرف توجہ دلانے کی کوشش

کروں گا، وہ یہ کہ زمانے کے اُستاد اور اُردو زبان میں بانیٔ جاسوسی ادب جناب محترم ابنِ صفی (بی اے) مرحوم کے ناول "زہریلے تیر" سے معمولی سی مطابقت پائیں گے، مگر اس مطابقت کو آپ نقالی کے زمرے میں نہ لایئے گا۔ چلیے یہ بات آپ پر چھوڑی جاتی ہے کہ یکسانیت کہاں پائی گئی ہے۔ ہاں تو بات ہو رہی تھی کہ یہ گروپ کیا ہے، کام کیا کرتا ہے یہ سب تو آپ کو آگے چل کر ہی پتہ چل جائے گا، اتنا بتا دوں کہ کچھ خرید و فروخت کا سلسلہ ہے۔ مگر کس کی خرید، کس کی فروخت، یہ نہ بتاؤں گا ورنہ آپ لاحول پڑھیں گے، مگر شیطان تو ہوں نہیں جو لاحول سے بھاگ جاؤں گا، بلکہ اب تو شیطان بھی ڈھیٹ ہو گیا ہے اور لاحول کا توڑ اب اس کے لیے کوئی مسئلہ ہی نہیں، سائنس کی ترقی جہاں موت کو آسان کر گئی ہے وہاں شیطان بھی لاحول پر روف ہو گیا ہے البتہ "رنگین کاغذوں" کی چمک (جس سے عموماً حضرتِ انسان اندھا ہو جاتا ہے) شیطان کی آنکھیں بھی خیرہ ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ آج کا شیطان بھی ماڈرن ہو گیا ہے اور ترقی یافتہ زندگی گزارنے کا عادی ہے اس لیے اُس کی اُڑان عموماً "مغرب" کی سمت ہوتی ہے وہاں شیطان کو کھل کھیلنے کے زیادہ مواقع میسّر ہوتے ہیں اس لیے "مشرق" کا رُخ کرتے وقت وہ اپنے "تین" بڑے چیلوں کو لانا نہیں بھولتا۔ سو اس سے قبل کہ شیطان اور اس کے چیلے آموجود ہوں مجھے جلد از جلد د۔ ف۔ ع ہونے اجازت مرحمت فرمائیں اور .... ڈھیٹ شیطان زندہ .... ارررر... ہپ! لاحول بلا قوّت ... ارے زندہ نہیں مُردہ باد۔

ابنِ حق

حبیب پبلیکیشنز

کی

عمران سیریز کراچی میں

شمع بک ایجنسی

۸۔ نوشین سنٹر اُردو بازار کراچی

سے حاصل کر سکتے ھیں

اس کے علاوہ دوسرے شہروں کے
ایجنسی ہولڈر بھی ہم سے رابطہ قائم کریں،
معقول کمیشن دیا جائے گا

حبیب پبلیکیشنز

محمدی روڈ بی بلاک اسٹریٹ 16 شیر شاہ کراچی

۷

او مجھے برباد کرنے والو! سن لو۔ اور یاد رکھنا۔ ایک دن میں تم سب سے اپنی اس بربادی کا ایک بھیانک انتقام لوں گی۔ اتنا بھیانک کہ دیکھنے اور سننے والے پناہ مانگیں گے۔ مجھے برباد و تباہ کرنے والو! ایک روز میں اس بربادی کا جواب ضرور دوں گی۔ چاہے مجھے زمانے سے ٹکرانا پڑے۔ میں اس ملک سے ٹکرا جاؤں گی۔ میں ---------- اس ملک کے ایک ایک فرد سے خونی انتقام لوں گی۔ جس نے مجھے پیدا کر کے گناہوں کی دلدل میں دھکیل دیا۔ میں اس ملک کی تمام نوخیز کلیوں کو مسل کے رکھ دوں گی۔ تمام پروانوں کو جلا کر بھسم کر دوں گی۔ جس طرح میں جیتے جی

جلا کر بھسم کر دی گئی۔ میرے ارمانوں کا خون کیا گیا۔ میری جوانی کو کچلا گیا۔"

پچاس بچپن کے پیٹے میں آئی ہوئی اس بوڑھی عورت کے منہ سے غصے کے مارے جھاگ نکل رہی تھی۔ جو ایک بڑے سے ہال نما کمرے میں اِدھر سے اُدھر ٹہلتی ہوئی چیخ رہی تھی۔ کمرے کی حالت بہتر تھی البتہ دیواروں پر سے روغن اتر جانے کی بنا پر کچھ خستہ حالت نظر آ رہی تھی۔ درمیان میں ایک بڑی سی گول میز کے گرد نو کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ جبکہ تین مرد بیٹھے ہوئے تھے۔ جن کے چہرے سے نحوست ٹپک رہی تھی۔ رنگت بھی ان کی قدرے کالی تھی۔

"نیلم بائی آپ بیٹھ تو جائیں۔" تین مردوں میں سے ایک نے خاموشی کے طلسم کو توڑتے ہوئے بڑھیا سے کہا۔ "اور ہمیں بتائیں کہ آپ کیا کرنا چاہتی ہیں۔ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ آپ کے حکم کے مطابق عمل کریں گے۔ فکر نہ کریں ہم آپ کا پورا پورا ساتھ دیں گے۔"

بڑھیا پلٹی۔ چند ثانیے بولنے والے کی جانب دیکھا اور پھر تمام کے چہروں کا سرسری جائزہ لیتی ہوئی خالی کرسی کی طرف بڑھی۔

"وہ فکر کی بات نہیں ۔ بات آگ کی ہے ۔ میرے اندر جو انتقام کی آگ ہے وہ اب کچھ اور زیادہ تیزی سے بھڑک رہی ہے ۔ میں جلد از جلد اپنے منصوبے کی کاروائی کا آغاز کرنا چاہتی ہوں ۔ دلاور ___ تم بتاؤ تمہاری کارکردگی کہاں تک پہنچی ___ کب آغاز ہوگا۔ اصل کام کا ؟ " وہ کرسی پر بیٹھنے کے بعد اُسی شخص سے مخاطب ہوئی ۔

"مادام ، بس اب تھوڑا ہی وقت رہ گیا ہے ۔ سات کا تو صفایا ہوگیا ہے ۔ بقایا تین رہ گئے ہیں ۔ ان کا بھی جلد صفایا کر کے ہمارے افراد اُن کی جگہ سنبھال لیں گے ۔ آپ قطعی فکر نہ کریں ۔ اگلے ہفتے سے آپ مشن کا آغاز کر دیں ۔ کیونکہ ٹھیک تین روز بعد آپ ہی وہاں کی انچارج ہوں گی ۔ ہم بھی آپ کے ساتھ ہیں ۔ کوئی خطرے کی بات نہیں "

دلاور نے تفصیل سے بتایا اور چھ لڑکیوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولا " بقایا کام آپ ان سے لے لیجیئے گا ۔ رہا مال کی سپلائی کا مسئلہ تو وہ بھی میں نے حل کر لیا ہے "

"وہ کسطرح ؟ " بڑھیا کی آنکھوں میں چمک لہرائی ۔

"سپلائی کا کام میرے یہ ساتھی دلدار کرتے ہیں"
دلاور نے اپنے بائیں جانب بیٹھے ہوئے ایک خوفناک صورت شخص کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا مسز ید بولا۔
"ان کا کام ہی یہی ہے ۔ ظاہر ہے ان کی واقفیت بھی اونچی اونچی جگہوں پر ہو گی"
میرے لیے فارن کنٹری کا کوئی مسئلہ نہیں ہے ۔ میں تو صرف اس ملک کا مال اسی ملک میں پھیلانا چاہتی ہوں۔ جیساکہ میں تم سے اپنا پلان بیان کر چکی ہوں ۔ اس طرح میں ایک کام سے دو کام کر سکتی ہوں ۔ میرا انتقام بھی پورا ہوتا رہے گا اور دولت کی بھی کوئی کمی نہیں ہو گی" بڑھیا نے تسلی بخش انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"میں بھی تو اسی ملک کی اونچی جگہوں کی بات کر رہا ہوں مادام نیلم بائی ۔ میرا مطلب ان سے ہے جو مال کو عوام کی نظروں میں لاتے رہیں ۔ غالباً آپ سمجھ گئی ہوں گی"
"ہاں ۔ ہاں ۔ میں سمجھ گئی ۔ اور ہاں لاشوں کے ٹھکانے لگانے کا کیا انتظام ہے ۔ کوئی سراغ ایسا نہ چھوڑنا جس سے شک پیدا ہو" نیلم بائی بولی ۔
"نہیں مادام ۔ ہم کوئی سراغ نہیں چھوڑیں گے

تمام کام بالکل او کے ہو رہا ہے ۔ لاش کو ہم لیزر شعاع سے بہا دیتے ہیں ۔" دلاور نے جواباً کہا ۔

"ہمیں بہت ہوشیاری سے کام کرنا ہوگا ۔ کیا یہ لڑکیاں قابلِ اعتماد ہیں ۔" مادام نیلم بائی کا اشارہ اُن لڑکیوں کی جانب تھا ۔ جن کے چہرے میک اپ کے باعث جوان اور شگفتہ نظر آ رہے تھے ۔ مگر در حقیقت ان چہروں میں کوئی رونق نہ تھی ۔

"یہ ا ۔ ۔ ۔ کیا بات کرتی ہیں مادام ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ان کو صرف کرنسی اور ان کا نشہ ملنا چاہیئے ۔ اور بس ۔ یہ بالکل غلاموں کی طرح آپ کے ساتھ رہیں گی ۔"

"بس ٹھیک ہے میں نے جبھی تمہارا ہی انتخاب اس کام کے لئے کیا ہے کہ مجھے تم پر مکمل اعتماد ہے ۔ ویسے بائی دی وے کہیں یہ راز افشا نہ کر دیں ۔"

"اس کی بھی آپ پرواہ نہ کریں ۔ کیوں کہ یہ تمام زبان سے محروم ہیں یعنی گونگی ہیں ۔ بولنے کی صلاحیت سے محروم ۔" دلاور معنی خیز انداز میں اُن چھ لڑکیوں کی طرف دیکھتے ہوئے مادام نیلم بائی سے بولا ۔

"ویری گڈ ۔ پھر تو انھیں جلد ہی شاہدہ کے حوالے کر دینا چاہیئے تاکہ وہ ان کو پلان سمجھانے میں ان کی

مدد کرے "

"او کے مادام " دلاور بولا اور خاموش ہوگیا۔ اب مادام کا رُخ دلاور کے بائیں جانب بیٹھے ہوئے شخص کی جانب ہوگیا۔

" نادر تمہارا کام عشرت کی گلیوں سے چند ایسی لڑکیوں کا بندوبست کرنا ہے جو تعلیم یافتہ ہونے کے ساتھ ساتھ تجربہ کار ہوں۔ اور جو میرے کام کو بخوبی سمجھ سکیں۔ غالباً دلاور نے تم کو تمام تفصیل بتادی ہو گی۔"

"جیسا حکم مادام "، نادر کے جواب دینے کا انداز مؤدبانہ تھا۔

" اب تم لوگ جا سکتے ہو۔ کام ہوتے ہی مطلع کرنا میٹنگ برخاست "

مادام تیلم بائی کے کرسی سے اٹھتے ہی سب اپنی اپنی کرسیوں سے اٹھ کر خارجی دروازے کی طرف چل دیئے۔ جب تمام افراد جا چکے تو تیلم بائی نے بائیں دیوار میں نصب ایک بٹن کو پش کیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد بٹن سے کوئی ایک فٹ کے فاصلے سے دیوار کا تھوڑا سا حصّہ اندر کو ہوا اور آگے کھسکتا چلا گیا۔ اس کے ہٹنے سے

جو خلاء بنی تھی اس میں سے ایک آدمی بڑی آسانی سے گزر سکتا تھا۔

مادام کے راہ کراس کرتے ہی خلاء اپنے آپ برابر ہوگئی۔ دوسری جانب ایک لمبی سی راہداری تھی وہ تیزی سے بائیں جانب چل پڑی۔ کارنر والے کمرے کے پاس آکر رک گئی۔ ہینڈل گھماتے ہی دروازے کھل گئے اور وہ اندر داخل ہوگئی۔

یہ بیڈ روم کے طرز پر سجا سجایا ایک ڈبل روم تھا۔ کمرے میں دو جدید قسم کے بیڈ لگے ہوئے تھے۔ دائیں سمت کی دیوار کے ساتھ نرم اور ملائم صوفے پڑے تھے۔ جبکہ پورے کمرے میں تیز قسم کی لائٹ کا بھی انتظام تھا۔ وہ ایک بیڈ کی جانب بڑھتی چلی گئی بیڈ کے دائیں سائیڈ کی چھوٹی میز پر رکھی گھنٹی کا بٹن دبا دیا۔ ابھی گھنٹی کی بازگشت ختم بھی نہ ہونے پائی تھی کہ کمرے کے اندر دوسرے بیڈ کے بائیں حصے میں ایک دروازہ نمودار ہوا اور اس میں سے ایک باوردی رائفل بردار نکلتا چلا آیا۔ اور مادام کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوگیا۔

"ڈانس کے لئے تمام انتظامات تیار ہیں"

مادام نیلم بائی نے آنے والے سے پوچھا۔

"یس مادام۔ بس آپ کا اور مس شاہدہ کا انتظار ہو رہا ہے۔ تمام تماشبین آ چکے ہیں۔"

"اچھا تم چلو ہم شاہدہ بیٹی کو تیار کر کے لاتے ہیں۔" مادام کے کہنے پر رائفل بردار الٹے قدموں واپس اسی دروازے میں غائب ہو گیا جس میں سے وہ برآمد ہوا تھا۔ اس کے اندر داخل ہوتے ہی دیوار اپنے آپ ہی برابر ہو گئی۔

مادام نیلم بائی کے قدم بھی رائفل بردار کے جاتے ہی خارجی دروازے کی طرف اٹھ گئے۔

عمران چونک پڑا۔
اچانک ہی ایک دبی دبی سی چیخ ہوا کے دوش پر لہراتی ہوئی عمران کے کانوں سے ٹکرائی تھی۔ چیخ روکنے کی کوشش میں اس کی تیزی دب گئی تھی۔

اس کی نظریں چیخ کے محرک کا سبب جاننے کے لئے اٹھیں، اور "زن" کی آواز پیدا کرتی ہوئی ایک گرین کار اس کے برابر سے گزر گئی۔

عین اسی لمحے پھر چیخ ابھری ساتھ ہی "بچاؤ" کا لفظ بھی سنائی دیا۔ عمران کے کان کھڑے ہو گئے۔ اس نے فوراً ہی اپنی لمبی کار کو بائیں طرف ٹرن کر

لیا تھا - ورنہ ٹکر نہ سہی رگڑ ضرور لگ جاتی تھی اور اس کے دوست کی نئی کار کا ستیاناس ہو جاتا۔

اس وقت وہ اپنے ایک پرانے کلاس فیلو سے ملنے گیا تھا - راستے میں اس کی ٹوسیٹر خراب ہو گئی تھی - لہٰذا وہ اسے مکینک کو دے کر دوست کی کار لے آیا تھا۔

بلاشبہ چیخ کی آواز گرین کار سے آئی تھی۔ اس نے گرین کار کی طرف دیکھا - اور ایکسیلیٹر دباتا چلا گیا۔

یہ ایک عام کار تھی - فرنٹ سیٹ پر ایک نوجوان بیٹھا ہوا تھا - جبکہ ڈرائیور کی جگہ ایک بوڑھے سے شخص نے سنبھالی ہوئی تھی - چہرے کی جھریوں سے تو وہ بوڑھا ہی لگ رہا تھا - لیکن رنگت کی بناء پر ابھی وہ کافی تگڑا معلوم دیتا تھا - جسم پر اس نے فاصلہ تیزی سے سمٹنے لگا، عمران اپنی کار گرین کار سے آگے لیتا چلا گیا اس اثناء میں وہ کار کے اندر کا جائزہ لے چکا تھا۔

اوورکوٹ پہن رکھا تھا - جبکہ پچھلی نشست پر دو لوفر ٹائپ نوجوان کے درمیان شدید کشمکش میں ایک سولہ سترہ سالہ نوجوان لڑکی اپنے آپ کو ان بدمعاشوں کی بے ہودہ حرکتوں سے بچانے کی ناکام کوشش۔

کرتے ہوئے چیخ چیخ پڑتی تھی۔ اُس کے جسم پر کالج کی یونیفارم کی موجودگی عمران کو مزید حیران کرنے اور سوچنے کے لئے کافی تھی۔

اُس نے اپنی کار کی رفتار یکساں کی اور واچ ٹرانسمیٹر کی چابی اپنے دانتوں سے پکڑ کر کھینچ لی۔

"ہیلو صفدر۔ عمران اسپیکنگ اوور" عمران نے ہوا کے شور میں تقریباً چیخ کر کہا مگر اس کا اس نے خاص خیال رکھا تھا کہ اُس کی آواز گرین کار والے نہ سُن سکیں۔

"یس، صفدر اٹینڈنگ اوور" سلسلہ ملتے ہی صفدر کی آواز آئی۔

"تم کہاں پر ہو۔ جلدی پہنچو۔ میں اس وقت قسمت چوک کی طرف جانے والی سڑک پر ایک گرین کلر کی کار کے تعاقب میں ہوں جس کا نمبر U-V302 ہے۔ تمہیں پہنچنے میں کتنا وقت لگے گا۔ اوور" عمران نے مختصراً کہا۔

"بس میں آپ کی طرف رُخ موڑنے والا ہوں، راہ نمائی کریں۔ میں اس وقت اتفاق سے

قسمت چوک سے ملحق قسمت کالونی کے مین روڈ پر ہوں ۔ کس جانب سے آؤں" صفدر نے تفصیل بیان کی ۔

"وہ لالہ زار سینما کے دائیں طرف مڑنے والے مین روڈ پر سیدھے شمال کی جانب چلے آؤ" میں مل جاؤں گا ۔ مجھ سے فاصلہ ہی رکھنا ۔ٹرانسمیٹر بھی آن رکھنا ۔ میں وقفے وقفے سے تمہاری راہ نمائی کرتا رہوں گا ۔ کیونکہ اگلی کار کہیں رکنے کا نام نہیں لے رہی " عمران نے سمجھاتے ہوئے بتایا ۔ اس کی نظریں برابر گرین کار پر جمی ہوئی تھیں ۔ جس کی رفتار اب پہلے سے قدرے کم ہو گئی تھی ۔

"ہیلو ، عمران صاحب ۔ میں آپ سے تقریباً دس کلو میٹر کے فاصلے پر ہوں ۔ اور آپ کی کار کو بخوبی دیکھ رہا ہوں ۔ میرے لئے کیا حکم ہے ۔اوور" ٹھیک پانچ سیکنڈ کے بعد صفدر کی اچانک آواز نے عمران کو اپنی جانب متوجہ کر لیا تھا ۔

"یس ، تم ایسا کرو میری کار سے آگے نکل جاؤ ۔ مگر نہیں ! چھوڑو ۔ تم میری نگرانی کرتے

رہو۔ میں اگلی کار والوں سے نمٹتا ہوں۔ ضرورت پڑنے پر مداخلت کرنا، ورنہ نہیں۔ اوکے۔ اوور" عمران نے کہا۔

"اوکے" صفدر کے کہنے پر عمران نے سلسلہ کاٹ دیا۔ اور رفتار بڑھاتا چلا گیا۔ کچھ دور گرین کار کے ساتھ وہ چلتا رہا۔

"کار روکو" اس نے چیخ کر گرین کار کے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔

ڈرائیور نے چند ثانیے کے لئے عمران کی طرف دیکھا۔ پھر اپنے ساتھی کی طرف دیکھنے کے بعد اس نے رفتار مزید تیز کر دی۔

عمران نے رفتار تیز ہوتے دیکھ کر اسے سائیڈ دینی شروع کر دی۔ وہ گرین کار کو سڑک کے سائیڈ میں دباتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ اس نے اپنی کار گرین کلر کی کار کے آگے جا کر ترچھی کر کے روک دی۔ بالآخر گرین کار کو بھی رکنا پڑا۔

گرین کار کا اگلا دروازہ کھلا اور بوڑھا ڈرائیور نیچے اتر پڑا۔ اس کے ساتھ ہی اس

کے تمام ساتھی بھی پچھلی سیٹ سے اتر پڑے تھے۔ ایک نے لڑکی کو بازوؤں میں پکڑ رکھا تھا۔ لڑکی کی جدوجہد اب بھی جاری تھی۔

عمران بھی اپنی کار سے باہر نکل آیا تھا۔

"کون ہو تم لوگ۔ اور اس لڑکی کو کہاں لے جا رہے ہو؟" عمران کا پہلا سوال تھا۔

"ذلیل، کتو، کمینو۔ آ.......

بچاؤ....." لڑکی نوجوان کی گرفت میں مچلتی ہوئی چیخی۔

یہ ایک غیر آباد سی جگہ تھی ایک کھلا میدان تھا۔

"بہت اچھے نام ہیں۔ تم لوگوں کے۔ کون ذلیل۔ کون کتا اور کون کمینہ تم میں سے ہے بتاؤ؟" عمران کے چہرے پر حماقت کی پرچھائیاں لہرانے لگی تھیں۔

"ہم کوئی بھی ہوں۔ تم سے کیا۔ تم بتاؤ کون ہو تم؟" دوسرے نوجوان نے تیزی سے ریوالور نکال لیا تھا۔ اس کا رخ ظاہر ہے عمران کی طرف رہا ہوگا۔

"ہماری راہ کیوں روکی ہے"۔ ریوالور بردار پھر گویا ہوا۔

"میں ...... مم ..... میں نے ۔ آپ کو غلط فہمی ہو گئی ہے بڑے بھائی ۔ میں کوئی ٹریفک کانسٹیبل نظر آتا ہوں ، آپ کو ۔ ہاں البتہ میری کار کو یہ بری عادت ہے کہ وہ ہر کسی کی جو ذلیل ہو سکتا اور کمینہ ہو راہ روک کر کھڑی ہو جاتی ہے ۔ کیونکہ اسے ایسے لوگ پسند نہیں ہیں ۔ بھلا میری کیا مجال جو آپ جناب کی راہ روک سکوں ۔ میں ..... مم ..... میں چلتا ہوں"۔ عمران نے خوفزدہ ہونے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے قدرے ڈرے انداز میں کہا ۔ ساتھ ہی ایک مخصوص اشارہ کر دیا ۔ جس کا مطلب صفدر کے علاوہ کوئی نہیں سمجھ پایا تھا ۔ اس کے اشارے کا مطلب تھا ۔ کار کو نظر میں رکھنا ۔

اچانک عمران کو اچھل کر پیچھے ہٹ جانا پڑا ۔ کیونکہ لڑکی نے اپنے آپ کو نوجوان کی گرفت سے چھڑا لیا تھا ۔ اور "بھیا" کہتی ہوئی عمران کی جانب لپکی تھی ۔ اس سے پہلے کہ وہ عمران کو چھو پاتی اسے پیچھے ہٹتے دیکھ کر رک گئی ۔

"بھیّا۔ مجھے اِن غنڈوں سے بچالو۔
خدا کے لئے بھیّا۔ تمھیں اپنی بہن کا واسطہ"
لڑکی کی فریاد سے عمران کا دل پسیج گیا۔ اس کے اعصاب تن گئے۔ چہرے پر وحشت بکھرتی چلی گئی۔ ایک ایسی وحشت جو ناپاک عزائم کے خاتمے کا عزم رکھتی تھی۔ اُسے اِس لڑکی میں ثریا کی جھلک دکھائی دے پڑی تھی۔ اُسے ایک جھٹکا سا لگا۔

"فکر نہ کرو گڑیا۔ میں ان کتوں کو ایسا سبق سکھاؤں گا کہ یہ زندگی بھر یاد کریں گے۔ اور آئندہ کسی کی جانب نظر نہ اٹھا سکیں گے"
عمران نے یہ کہتے ہوئے لڑکی کے سر سے اُترا ہوا آنچل اُس کے سر پر درست کیا۔
"لگتا ہے نوجوان تمھیں اپنی جان عزیز نہیں ہٹ جاؤ ہمارے راستے سے" ریوالور بردار کے دوسرے ساتھی نے اچانک لپک کر لڑکی کو بازو سے پکڑ کر اپنی جانب کھینچتے ہوئے کہا۔ اس اثناء میں لڑکی نے اپنے بازو عمران کے بازوؤں میں حائل کر دیئے تھے جس کے نتیجے میں وہ

فوری طور پر جھٹکا کھا کر رہ گئی ۔ البتہ اس کی نگاہیں عمران سے فریاد کر رہی تھیں ۔

" چھوڑ دو اپنی بہن کا ہاتھ ۔ بے غیرت انسان " عمران وارننگ دیتے ہوئے بولا ۔

اچانک ایک فائر ہوا اور ریوالور بردار کے ہاتھ سے ریوالور نکل کر فضا میں بلند ہوا ۔ نیچے پہنچنے کے بعد وہ عمران کے ہاتھ میں نظر آیا ۔ اس دوران بوڑھا ڈرائیور اور فرنٹ سیٹ پر بیٹھا ہوا نوجوان گرین کار کی آڑ میں چھپ گئے تھے ۔

فائر صفدر نے بروقت کیا تھا ۔ دوسرے ہی لمحے وہ جھاڑیوں سے باہر آتا نظر آیا ۔ وہ عمران کی طرف بڑھنے کے بجائے گرین کار کی عقبی جانب کھسکنے لگا ۔ جہاں بوڑھا اور نوجوان کار کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھنے کا سوچ رہے تھے ۔ ان کے دروازے کی جانب بڑھتے ہوئے ہاتھ رک گئے ۔ وہ چونک اٹھے ۔

" اپنے ہاتھ اوپر اٹھا دو ۔ ورنہ جسم میں ہونے والے سوراخوں کی تعداد گننا مشکل ہو جائے

گی۔ صفدر کے قریب پہنچتے پہنچتے وہ دونوں اندر
داخل ہو چکے تھے۔ اور دروازہ بند کرنا ہی چاہتے
تھے کہ صفدر یکدم اُن کے سر پر پہنچ گیا۔ اور
اپنا ریوالور والا ہاتھ دروازے کی کھڑکی پر رکھتے ہوئے
کہا۔ لیکن دوسرے ثانیے اسے خود منہ کی کھانی
پڑی۔ نوجوان کے بعد بوڑھے ڈرائیور نے اندر
بیٹھ کر دروازہ بند کرتے کرتے اچانک زوردار
جھٹکے سے کھول دیا۔ جس کی ضرب صفدر برداشت
نہ کر سکا۔ وہ اس غیر متوقع حملہ کے لئے قطعی
تیار نہ تھا۔ اور گڑبڑا کر ریوالور چھوڑتا ہوا
دوسری طرف الٹ گیا۔ ڈرائیور نے ریوالور
سنبھال لیا تھا۔ وہ کار سے باہر نکلا اور زمین
سے اٹھتے ہوئے صفدر کے سر کے عقبی حصے پر
ریوالور کے دستے کی چوٹ رسید کرتا ہوا واپس
ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ضرب کاری تھی
اس لئے صفدر کا دماغ اندھیروں کی وادی میں
ڈوبتا چلا گیا۔

اِدھر جب غنڈوں نے بازی اپنے خلاف
پلٹتے دیکھی تو الٹے قدموں بھاگ کھڑے ہوئے۔

عمران چند لمحے کھڑا انھیں بھاگتا ہوا دیکھتا رہا۔ جیسے وہ انھیں بھاگنے کی مہلت دے رہا ہو۔ پھر اس کے ریوالور والا ہاتھ حرکت میں آیا اور انگلی نے ٹریگر دبا دیا۔ یکے بعد دیگرے دو فائر ہوئے۔ ریوالور سے شعلہ سا لپکا اور بھاگتے ہوئے دونوں نوجوان اپنی اپنی پنڈلیاں پکڑ کر زمین پر گر پڑے۔ اُٹھے، لڑکھڑائے۔ تھوڑی دور بھاگے پھر نیچے آرہے۔ عمران جلد ہی ان کے سر پر پہنچ گیا۔ اب اُس نے ریوالور ہولسٹر میں اُڑس لیا تھا۔ اُس نے ایک کو پکڑ کر کھڑا کیا۔ وہ لرزتا کانپتا کھڑا ہوا۔ ایک ٹانگ پر اپنا بوجھ سنبھالنا اُسے مشکل ثابت ہو رہا تھا۔

"ڈز" جبڑے پر پڑنے والا مکہ اسے دوبارہ زمین بوس کر گیا۔ عمران دوسرے کی جانب بڑھا۔ دوسرے کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا۔ اور پھر اُس نے دونوں کو گھونسوں اور لاتوں پر رکھ لیا۔ اور اس وقت تک وہ گھونسوں اور ٹھوکروں کی بارش کرتا رہا جب

تک کہ دونوں لڑکی کے قدموں کے پاس آکر نیم بے ہوشی کی سی کیفیت میں نہ گر پڑے۔

"بولو" عمران نے جھک کر اُس کے کان میں زور سے کہا۔ "بہن ہمیں معاف کردو"

کوئی جواب نہ پاکر اچانک اُس نے اُن دونوں کی پسلیوں میں ایک ایک زور دار ٹھوکر رسید کردی ساتھ ہی چیخ کر کہا۔

"بولو۔ ورنہ یہاں پر تمھاری لاش بھی کوئی اٹھانے نہ آئے گا" عمران کے انداز میں درندگی عود کر آئی تھی۔

"بہن ......معا.....ف......ہمیں......معاف کردو" اگلے ہی لمحے وہ دونوں لڑکی کے چہرے کے سامنے دونوں ہاتھ جوڑتے ہوئے گڑگڑائے۔

عین اسی لمحے گرین کار اسٹارٹ ہوکر بیک ہوئی۔ اور اس سے پہلے کہ عمران کار تک پہنچتا کار گرد اڑاتی ہوئی دور جاچکی تھی۔ وہ واپس لڑکی کی طرف پلٹنا ہی چاہتا تھا کہ اس کی نظر بے ہوش پڑے ہوئے صفدر پر پڑی۔

وہ کچھ سوچتا ہوا اس کی جانب بڑھا اور ایک کارڈ پر کچھ لکھا اور اسے صفدر کے سینے پر پن کرتا ہوا واپس لڑکی کے پاس لوٹ آیا۔

"آؤ میں تمہیں ڈراپ کردوں۔ غالباً گھر جانا چاہتی ہو" وہ اس سے بولا۔

"گھر؟۔ لیکن میں کالج میں تھی" لڑکی کے منہ سے بے ساختہ نکل گیا۔

"اوہ ہاں۔ معاف کرنا مجھے یاد ہی نہیں رہا" عمران واچ میں ٹائم دیکھتا ہوا بولا" یہ تو کالج ٹائم ہے۔ چلو میں کالج ہی ڈراپ کرتا جاؤں گا"

"نہیں میں کالج نہیں جاؤں گی۔ وہاں... ...وہاں انسان نہیں درندے بستے ہیں" لڑکی کے چہرے پر یکدم زردی چھا گئی۔

"چلو پھر گھر...... کیا مطلب...... میں سمجھا نہیں؟" عمران نے کہنا چاہا لیکن لڑکی کے الفاظ نے اسے چونکنے پر مجبور کردیا۔

"میں...... آپ سے...... کچھ کہنا چاہتی ہوں"

"کہیئے"

"یہاں نہیں"

"پھر" عمران نہ سمجھنے کے انداز میں بولا۔

"کسی مناسب سی جگہ پر۔۔۔۔۔۔۔۔۔آپ مجھ سے بہتر سمجھتے ہیں" لڑکی نے چاروں طرف خوف زدہ سے انداز میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں ایک بہت ہی خوفناک راز بتانا چاہتی ہوں۔ اتنا خوف ناک کہ اس کا تعلق مجھ سے یا آپ سے نہیں ملک سے بھی ہے بھیا"

"اوہ چلو" عمران اُسے لیتا ہوا اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ اس سے پہلے وہ صفدر کی موٹر سائیکل کی ہوا نکالنا نہ بھولا تھا۔ بحیثیت ایکسٹو اور بطور سزا۔

اچانک فلیٹ کے دروازے پر ہونے والی دستک نے جولیا کو چونکنے پر مجبور کر دیا تھا۔ فلیٹ کے دروازے پر بیل کا بٹن موجود ہونے کے باوجود دستک دی جا رہی تھی۔ دستک کی تیزی بتا رہی تھی کہ باہر جو کوئی بھی ہے بڑی عجلت میں ہے یا پھر اس کے پیچھے موت لگی ہے۔ دستک دینے والے سے صبر نہیں ہو رہا تھا۔ اب تو اس نے باقاعدہ دروازہ دونوں ہاتھوں سے پیٹنا شروع کر دیا تھا۔ ساتھ کے فلیٹوں کے مکین نکل نکل کر اس افتاد کو دیکھتے اور برا بھلا کہتے ہوئے

اندر چلے جاتے۔

جولیا پلنگ پر لیٹی ایک میگزین کی ورق گردانی کر رہی تھی۔ وہ تیزی سے اٹھی

چہرے سے ناگواری کے تاثرات صاف طور پر عیاں تھے۔ اُسے آنے والے پر غصہ نہیں تھا بلکہ اُس کے دستک دینے کے انداز پر ناگواری تھی۔ اُس نے جلدی سے چٹخنی گرا کر دروازہ کھولا؛ اور کوئی دروازے کو تقریباً دھکیلتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔

"مجھے بچاؤ بہن" آنے والی ایک خوبصورت لڑکی تھی۔ چہرے اور رکھ رکھاؤ سے کسی شریف گھرانے کی معلوم ہوتی تھی۔ سانس پھولی ہوئی۔ چہرے پر بدحواسیاں چھائی ہوئی تھیں۔ جسم پسینے سے شرابور تھا جیسے کئی میل سے بھاگتی ہوئی آ رہی ہو۔

"بہن خدا کے لئے .... مجھے اُن درندوں سے بچا لو ...... اللہ کے لئے ...... لعنت بھیجتی ہوں میں ایسے حصولِ تعلیم پر ......" وہ ایک بار پھر بولی۔ "جہاں تعلیم کے پسِ پردہ گھناؤنا

کام ہو رہا ہو۔ جہاں حصولِ تعلیم کے نام پر حصول ہوس ہو رہی ہو۔ میں ... میں!" اس کے بولنے کے انداز سے ظاہر ہوتا تھا وہ ضرورت سے زیادہ خوف زدہ ہے۔ اور یہ خوف زدگی کسی

معمولی بات سے نہیں ہوگی۔ جولیا کی حیرانی کا سبب لڑکی کے جسم پر کالج یونیفارم بنی تھی۔

"کون ہو بہن ... بیٹھو تو۔ اور مکمل تفصیل سے بتاؤ کیا ہوا۔ کون درندے تمہارے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ میں کوشش کروں گی۔"

جولیا نے اپنے پیچھے دروازے کو بند کیا اور اسے دلاسہ دیتی ہوئی اپنے بیڈ روم میں لے آئی۔ لڑکی کے چہرے پر برسنے والی معصومیت نے جولیا کو اس پر رحم دل بنا دیا تھا۔ اس کے جسم پر موجود کالج یونیفارم کئی جگہوں سے پھٹی ہوئی تھیں۔ اور جہاں جہاں سے پھٹی تھی وہاں وہاں جسم پر خراشیں بھی لگی ہوئی تھیں۔ کسی انسانی ناخن کی خراشیں جن سے خون بھی چھلک رہا تھا۔ جولیا اتنی بھی ناسمجھ نہ تھی کہ وہ ان سب باتوں کا مطلب نہ سمجھ سکتی ہو۔

"سب سے پہلے میں تم سے کہوں گی کہ تم لباس تبدیل کر لو تو بہتر ہے۔ تاکہ میں تمہارے زخموں کی مرہم پٹی کر سکوں پھر اطمینان سے اپنا مدعا بیان کرنا"۔ جولیا نے اُس سے نرمی سے کہا۔

"نہیں بہن ۔۔۔۔۔ ہم ۔۔۔۔ میرے پاس وقت کم ہے اور ۔۔۔۔ اور میں تم کو وہ راز بتانے چلی ہوں کہ جس سے ہمارا ملک پاکیشیا شرمندگی اور بدنامی کا شکار ہو سکتا ہے۔ اور جس کی جڑیں کالجوں تک پھیل چکی ہیں۔ اور ملک میں تیزی سے پھیل رہی ہیں۔ اور آئندہ آنے والی نسلیں حرامی ہوں گی۔ اس سے پہلے کہ یہ سب کچھ ہو اللہ تعالیٰ کوئی موسیٰ پیدا کر دے" لڑکی کی جذباتی کیفیت دیکھنے کے قابل تھی۔

"میں ۔۔۔۔ تمہارا مطلب سمجھنے سے قاصر ہوں بہن" جولیا حیرت کا بت بنی سنتی رہی ویسے کچھ کچھ اُس کی سمجھ میں بات آ رہی تھی۔ پھر بھی اس نے مزید وضاحت کے لئے پوچھا۔" ذرا مزید وضاحت کرو گی؟"

"میرا نام ناصرہ ہے اور میں مون گرلز کالج

میں زیرِ تعلیم ہوں۔ اس موہن کالج میں جو اس وقت شیطانوں کا مسکن بن چکا ہے۔ اُف وہ بوڑھی کھوسٹ کسی شیطان سے کم نہیں۔ کتنا مکروہ چہرہ ہے اس کا۔ وہی میری تباہی کا سبب ہے۔ اور شاید ملک کی بھی۔ جو کچھ کالج میں ہو رہا ہے۔ اسی بڑھیا کے کہنے سے ہو رہا ہے۔ سب اس کے غلام ہیں۔

نہ جانے اس ملک کی سرکار کو کیا ہو گیا ہے۔ اس طرف کوئی توجہ نہیں دے رہی۔ اس بڑھیا کا کام لڑکیوں کو۔۔۔۔۔ آہ۔۔۔۔ آغ۔۔۔۔۔" اچانک تفصیل بتاتے بتاتے نادرہ کی دلخراش چیخ سے فلیٹ گونج اٹھا کمرے کے ساؤنڈ پروف ہونے کی وجہ سے باہر آواز سنی جانے کا کوئی خدشہ نہیں تھا۔ وہ سامنے بیٹھی ہوئی جولیا کی گود میں منہ کے بل کسی پکے ہوئے پھل کی طرح گر پڑی۔ عین اس لمحے جولیا کی نظریں نادرہ کی پیٹھ میں گھپے ہوئے خنجر پر پڑی۔ دوسرے ہی لمحے جولیا کو ایسا احساس ہوا کہ جیسے کوئی نادرہ کے عقب میں موجود کھلی کھڑکی سے گزرا ہو۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھی اور فلیٹ سے نکل کر کھڑکی والی سائیڈ پر آئی مگر وہاں تو کوئی

بھی نہ تھا۔ وہ واپس بیڈروم میں آئی جہاں دولا
نادرہ کا ناطہ سانس کی ڈوری سے منقطع ہو چکا تھا اور
وہ کوئی راز افشاء کرتے کرتے رہ گئی تھی۔ بس
جولیا کو اس کے یہ الفاظ بار بار ذہن میں ضرب
لگا رہے تھے۔

"مون کالج ...... شیطان ..... تباہی ....
اور اس کا کام لڑکیوں کو ...... ؟"

اس سے آگے نہ جانے وہ کیا کہنا چاہتی
تھی۔ وہ کافی دیر اس گتھی کو سلجھانے کی اپنی
سعی کرتی رہی لیکن کچھ سمجھ میں نہ آرہا تھا۔ یہ
وہ اتنا ضرور سمجھ گئی تھی کہ مون کالج میں ضرور کو
کھیل کھیلا جا رہا تھا۔ کونسا کھیل ؟ اس کا سراغ
لگانا ضروری تھا۔ اسے خیال آیا۔ کیا ایکسٹو اس
بات سے بے خبر ہے ؟ یقیناً — یا پھر ہو سکتا ہے
کوئی عملی اقدام کیا ہے۔ اس کی تو نگاہ ملک میں
ہر طرف رہتی ہے۔ دفعتاً وہ اٹھی اور فون کے
پاس آکر کھڑی ہو گئی۔ ایک نظر اس نے پلٹ کر
نادرہ کی لاش کو دیکھا۔ اگلے ہی لمحے وہ ایکسٹو کے
نمبر ڈائل کرنے لگی۔

ابھی تک صفدر کا جسم درد کر رہا تھا خصوصاً پٹھوں میں درد کی شدت زیادہ تھی۔

گزشتہ روز کی سزا اُسے یاد تھی۔ خیر یہ تو ایک معمولی سی سزا تھی لیکن پھر بھی کافی خطرناک تھی۔ اُسے ٹھیک سے یاد نہیں کہ وہ اُس میدان میں کتنی دیر بے ہوش پڑا رہا۔ ہاں اتنا ضرور یاد تھا کہ جب وہ ہوش میں آیا تو اس نے اپنے آپ کو اس میدان میں بالکل اکیلا پایا تھا۔ جہاں عمران کی چند غنڈوں کے ساتھ اچھی خاصی جھڑپ ہو چکی تھی۔ دفعتاً اُسے بے ہوش ہونے کا سبب یاد

آگیا تھا۔ وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا تھا۔ اس نے اپنے کپڑے جھاڑنے کے لئے ہاتھ چلایا ہی تھا کہ اُسکا ہاتھ اپنے سینے پر ایک پن کئے ہوئے کارڈ پر لگا۔ اس نے جلدی سے کارڈ اُتارا اور اسے پڑھتے ہی تمام پچویشن کو سمجھ گیا تھا۔ لیکن اُسے اس بات پر سخت حیرت ہوئی تھی کہ وہاں پر ایکسٹو کیسے پہنچ گیا تھا۔ جبکہ عمران اور اس کے علاوہ تو کوئی اور نہیں تھا۔ پھر فوراً خود ہی اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ ہو سکتا ہے عمران نے ایکسٹو کو رپورٹ دے دی ہو اور وہ بذات خود یا پھر کسی ممبر کے ذریعے یہ کارڈ چھوڑ گیا ہو۔ کارڈ پر یہ الفاظ درج تھے۔

"تمہارے لئے اتنی ہی سزا کافی ہے مجرموں کو قابو میں نہ رکھنے کی"

"ایکسٹو"۔

"سزا" کا مطلب وہ اس وقت سمجھا تھا جب تک کہ وہ اپنی موٹر سائیکل تک نہ پہنچ گیا۔ پھر جب اس نے موٹر سائیکل کے دونوں پہیوں کی ہوا نکلی دیکھی تو سر پیٹ کر رہ گیا۔ تب اس کی سمجھ میں ایکسٹو کی "سزا" کا مفہوم آیا تھا۔ اس وقت اسے سو کلومیٹر پیدل

فاصلہ طے کرنا پڑا تھا۔ جس کے نتیجے میں ٹانگوں کی جو حالت ہوئی تھی وہ وہی جان سکتا تھا۔ فلیٹ پہنچتے ہی اس نے تھوڑی دیر سستانے کے بعد غسل کیا تھا اور اپنے بیڈ پر آرام کی غرض سے لیٹ گیا تھا۔ لیکن پھر اسے اٹھ جانا پڑا تھا۔ کیونکہ اسے ایکسٹو کا حکم یاد آگیا تھا۔ حکم نہ سہی مگر صفدر اپنے خیال میں اسے حکم کے درجے میں رکھ رہا تھا۔ اپنی غلطی کی تلافی کرنا چاہتا تھا۔ اور یہ اسی وقت ممکن تھا جب وہ مجرموں کو تلاش کر لیتا۔ اسے اس بوڑھے اور نوجوان ڈرائیور کو تلاش کرنا تھا۔ جن کی بدولت وہ اپنے چیف کے عتاب کا شکار ہوا تھا۔ اور وہ مزید کسی سزا کے شکار سے بچنے کے لئے ان کی تلاش میں نکل گیا تھا۔ مگر ہائے ری قسمت کل سے آج تک کی مسلسل بھاگ دوڑ کے باوجود ان دونوں کا کہیں کوئی سراغ نہ لگا سکا تھا۔ جب وہ تھکن سے چور چور ہو گیا تو فلیٹ جانے کا سوچنے لگا۔ تاکہ کچھ آرام کیا جا سکے۔

یہ اتفاق ہی تھا یا پھر اچانک قسمت نے اس کا ساتھ دیا تھا۔ صفدر کی موٹر سائیکل جیسے ہی کیفے سکون کے پارکنگ گیٹ سے گزری وہ چونک پڑا۔ رفتار آہستہ ہونے کی بناء پر اس نے کیفے سکون کے

پارکنگ گیٹ سے نکلتی ہوئی گرین کار کے اندر بیٹھے ہوئے مطلوبہ افراد کو باآسانی دیکھ لیا تھا۔ اگر اس کی موٹر سائیکل تیزی سے گزر جاتی تو اس سے یہ موقع بھی ہاتھ سے نکل جاتا۔

گرین کار مین روڈ پر دوڑتی چلی گئی۔ صفدر نے موقع غنیمت جانا اور اپنی موٹر سائیکل اس کے تعاقب میں لگا دی۔ حالانکہ وہ تھکن کے مارے چُور چُور تھا۔ اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس بار مجرم اس کی نظروں سے غائب ہوں اور وہ ایکسٹو کی نظروں میں سُرخ رو ہونا چاہتا تھا۔

چھوڑ دو مجھے۔ خدا کے لئے .... مجھے
چھوڑ دو .... میری عزت کا خیال کرو ..... میں
تمہارے سامنے ہاتھ جوڑتی ہوں .... میری عزت
کو داغدار نہ کرو۔ تمہیں خدا کا واسطہ ....“ ناہید
نے اپنے دونوں ہاتھ جوڑ کر رحم طلب نگاہوں سے کہا۔
جواب میں کمرے میں موجود تینوں شیطانوں کے حلق سے
قہقہہ ابل پڑا۔ ان پر کسی بات کا کوئی اثر نہ ہوا تھا۔
یہ نیلم بائی کی کوٹھی کا زیرِ زمین کمرہ تھا۔ پورے
مرے کی دیواروں پر آئینے چسپاں تھے۔ کمرے میں تیز قسم
ل روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ سینٹر میں پڑی ٹیبل پر شراب

کی بوتلیں اور گلاس شیطانیت کا ثبوت تھے۔ تینوں کی آنکھوں میں شیطانی ہوس کی وجہ سے سرخ ڈورے ناچ رہے تھے۔ اور وہ ناہید کو للچائی ہوئی نظروں سے گھور رہے تھے۔

کمرے میں ایک بیڈ، صوفہ سیٹ کے علاوہ ایک کونے میں ویڈیو کیمرے بھی نصب تھے۔ جب کہ نیلم بائی ایک کونے میں کھڑی شراب کے جام چڑھا رہی تھی۔ ایک بوڑھا شخص کیمرہ آپریٹ کر رہا تھا۔ کبھی وہ بائیں طرف جاتا، کبھی دائیں جانب بھاگتا۔ پھر ایک جگہ رک کر اس نے یکشن کا لفظ کہا۔ اس کے کہتے ہی تینوں شیطان ناہید پر کسی خونخوار ریچھ کی مانند جھپٹے۔ ناہید چیختی ہوئی ان کی دسترس سے دور نکل گئی۔ لیکن کہاں پیچھے بیڈ تھا وہ بیڈ پر گر گئی۔

ناہید سترہ سالہ ایک خوبصورت دوشیزہ تھی شریف خاندان کی اچھی تعلیم یافتہ۔ قسمت کی بدنصیبی تھی کہ وہ آج ان شیطانوں کے درمیان گھری ہوئی تھی وہ یہاں تک معلوم نہیں کیسے آئی تھی۔ اُسے کچھ یاد نہیں تھا۔ اس کی آنکھ کھلی تو اس نے اپنے اردگرد ان شیطانوں کا ہجوم دیکھا تھا۔ بس اُسے اتنا یاد تھا کہ وہ اپنی نئی سہیلی

کے ہمراہ اس کے گھر گئی تھی۔ اور وہاں ایک کپ چائے پی تھی۔ چائے پیتے ہی اس کا سر چکرانے لگا تھا۔ لہٰذا وہ طبیعت کی خرابی کا کہہ کر وہاں سے آنا ہی چاہتی تھی۔ وہ اُٹھ کر کھڑی ہوئی تو دھڑام سے نیچے گر پڑی۔ اس کے بعد کیا ہوا اُسے کچھ معلوم نہیں البتہ اب وہ ان شیطانوں میں پہنچ گئی تھی۔ اس کی سہیلی کا دور دور تک کوئی پتہ نہ تھا۔

بیڈ پر گرتے ہی ایک شیطان نے اس کی کلائی پکڑ لی۔

"چھوڑو مجھے ...... چھوڑ دو ......"

کہتے ہوئے ناہید نے اس کے ہاتھ میں دانت گاڑ دیئے تکلیف کی شدت سے شیطان نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا تھا۔ لیکن ناہید تو تین شیطانوں میں گھری ہوئی تھی۔ اُس کے ہاتھ چھوڑتے ہی ناہید نے اُٹھ کر بھاگنا چاہا مگر پھر اُسے بیڈ پر گر جانا پڑا۔ بقیہ دونوں شیطانوں نے اسے قابو کر لیا تھا۔ ناہید کی حالت اس وقت کسی بپھری ہوئی شیرنی سے کم نہ تھی۔ اچانک کمرے میں کپڑا پھٹنے کی آواز گونج اٹھی۔

"خدا کے لئے ...... مجھے چھوڑ دو ...... میں

تمھارے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں - خدا کے لئے ...... میری عزت داغدار نہ کرو...... میں تمھیں خدا کا واسطہ دیتی ہوں " ناہید نے آخری بار فریاد کی - کمرے میں تو شیطان کی حکومت تھی - انھیں خدا سے کیا واسطہ...... تینوں شیطان شراب میں مست ہو چکے تھے -

" تم کو بالکل چھوڑ دیں گے ...... مگر ہماری بات تو مان لو......" ایک شیطان نے کہتے ہوئے گستاخی کی اور دامن اور گریبان تار تار ہو گیا -

اب ناہید کا اوپری جسم نیم برہنہ ہو چکا تھا - وہ برابر مزاحمت کر رہی تھی - اس کی کوشش تھی کہ وہ ان شیطانوں سے کسی صورت بچے - وہ ان کو اپنے ناخنوں اور دانتوں سے زخمی کرنا چاہتی تھی - مگر وہ بہت چالاک تھے ایسا کوئی حربہ کامیاب نہیں ہونے دے رہے تھے -

پھر زیادہ دیر نہیں گزری کہ جب ناہید مکمل طور پر برہنہ حالت میں ان کے سامنے تھی - کپڑے کی بچی کچھی دھجیاں بھی جسم سے جدا ہو چکی تھیں

بوڑھا کیمرہ مین کمرے میں چاروں طرف دوڑ رہا تھا -

وہ اپنے ہاتھوں سے نمایاں جگہوں کی پردہ

پوشی کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"نہیں ----- نہیں --------- یہ کبھی نہیں ہو سکتا" ناہید دیوانہ وار چیخ پڑی۔ اس کی چیخ دیواروں سے ٹکرا کر واپس لوٹ رہی تھی۔ لیکن پھر سب کچھ ہو گیا۔ انسانیت سسکتی رہی۔ عصمت و عزت کا خون ہوتا رہا۔ کلی کو پھول بنا دیا گیا۔ شیطانیت اپنے عروج کو پہنچ گئی انسانیت کا یہ خون ایک بار نہیں بلکہ ایک ہی وقت میں کئی بار ہوا۔ وہ چیختی چلاتی رہی ------ مگر وہاں کون تھا جو اس کی مدد کو آتا۔ ہاں شیطان کھڑا قہقہے لگا رہا تھا۔

کافی دیر تک یہ شیطانی کھیل جاری رہا۔ اور پھر جب شیطان جیت گیا۔ انسانیت ہار گئی۔ عصمت شیطانوں نے اپنے پیروں تلے روند دیا تو بوڑھے مین کی آواز کمرے میں گونج اٹھی۔

"کٹ" اس کے ساتھ ہی تمام فاضل بتیاں بجھا دی گئیں۔ اور تینوں شیطان شراب کا ایک ایک جام اٹھا کر برابر والے کمرے میں چلے گئے۔

ناہید اپنے بکھرے ہوئے وجود کو سنبھال کر اٹھی۔ اس کی آنکھیں اور چہرہ بھیانک حد تک

سرخ ہو چکے تھے۔ چند لمحوں تک وہ ان شیطانوں کے مسکن کو کھڑی دیکھتی رہی۔۔۔۔۔۔ اچانک وہ ایک قدِ آدم آئینے کے سامنے پہنچ کر اس سے ٹکرائی۔ آئینے پر سر کی ضرب لگی اور قدِ آدم آئینہ کئی حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ دوسرے ہی لمحے اس نے ایک نوکیلا ٹکڑا اٹھایا اور اپنے سینے میں گھونپ لیا۔ پھر وہ یہ عمل پے در پے کرتی چلی گئی۔ کمرے میں شیطانیت کے خلاف انسانیت کی آخری چیخ گونجی اور پھر ہمیشہ کے لئے معدوم ہو گئی۔

"چلو یہ بھی اچھا ہوا اس نے خود ہی ہماری مشکل آسان کر دی۔" ایک گوشے سے نیلم بائی کی آواز آئی مزید کہا گیا۔ "داور اسے برقی بھٹی میں ڈال دو۔ اور یہاں سے خون کی صفائی کر دو۔"

یہ کہتی ہوئی وہ کمرے سے نکلتی چلی گئی۔ اور بوڑھا کیمرہ مین کیمرہ سمیٹنے لگا۔

تنویر نے فون کا ریسیور کریڈل پر رکھا اور ڈرائینگ روم کی جانب بڑھ گیا۔ آج کل ایکسٹو کی جانب سے کسی قسم کی مصروفیات نہ تھیں۔ مصروفیات کا کیا ہے ایکسٹو انھیں کسی بھی لمحے مصروف کر سکتا تھا۔ جس کے لئے ممبر کو اپنا ہر ذاتی کام خواہ وہ کتنا ہی اہم اور ضروری ہو منسوخ کرنا پڑتا تھا۔

کوئی کام نہ ہونے کی وجہ سے اس وقت اس کا موڈ تفریح کو چاہ رہا تھا۔ اس کے پیش نظر اس نے چند لمحے پیشتر صفدر کو فون کرنے کے لئے ریسیور اٹھایا تھا، لیکن پھر اس نے یہ مناسب خیال نہ کیا۔

اس نے صفدر کے فلیٹ جانے کا پروگرام بنالیا تھا
پانچ منٹ بعد لباس تبدیل کر کے روم سے
باہر آیا۔ اور قدِآدم آئینے میں اپنے آپ کو فٹ کرنے
کی جو تھوڑی بہت کسر رہ گئی تھی وہ پوری کرنے کی
کوشش کرنے لگا۔

واقعی اس نے اس وقت جو لباس زیب تن کر
رکھا تھا۔ اس میں وہ ضرورت سے زیادہ ہی نکھر رہا تھا
اس وقت اگر جولیا اُسے دیکھ لیتی تو شاید عمران کو بھول
جاتی۔ وہ آخری نظر ڈالتا ہوا کمرے کی ایک الماری کی
طرف بڑھا اور اس کا دروازہ کھول کر اس میں سے اپنا
سروس ریوالور نکالا۔ لے سائیڈ ہولسٹر جو کہ شرٹ کے
پیچھے روپوش تھا میں رکھا اور فلیٹ کی چابی سنبھالی اور
فلیٹ سے باہر نکلتا چلا گیا۔
فلیٹ کو لاک کر کے وہ زینہ طے کرتا ہوا پارکنگ
شیڈ کی جانب بڑھ گیا جہاں اس کی موٹر سائیکل کھڑی تھی۔
تھوڑی دیر بعد ہی وہ صفدر کے فلیٹ کی
جانب اُڑا چلا جا رہا تھا۔
ابھی اس نے تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا تھا کہ
سامنے سے اُسے ایک نوجوان لڑکی لفٹ کو تو پینس کا

اشارہ دیتی ہوئی نظر آئی ۔ وہ رفتار کم کرتے کرتے اس سے کچھ دور نکل گیا ۔ پھر وہ بیک ہوا اور لڑکی کے قریب آ کر رک گیا ۔

"جی فرمایئے !" اُس نے لڑکی کو غیر محسوس طور پر اوپر سے نیچے تک دیکھا ۔ وہ ایک کالج کی طالبہ تھی ۔ ہاتھوں میں کتابوں کی موجودگی اور جسم پر کالج یونیفارم سے یہی ظاہر ہوتا تھا ۔

"پلیز مجھے اگلی چورنگی کے اباؤٹرن تک ڈراپ کر دیجیے ، کالج بس نکل گئی ہے ۔ کافی دیر سے کھڑی ہوں ۔ کوئی گاڑی بھی نہیں گزر رہی ۔ پلیز !" لڑکی کے بولنے اور درخواست کرنے کا انداز بڑا دلگداز تھا ۔

اس دور میں اگر کوئی لڑکی کسی نوجوان سے کوئی مدد طلب کرتی ہے ۔ تو نہ جانے اُس کی اس مدد کا کیا رنگ دیتے ہیں ۔ انھیں سوچنے سمجھنے کا موقع ہی نہیں ملتا ۔ اور وہ اُس لڑکی پر فوراً لٹو ہو جاتے ہیں ۔ حالانکہ مدد انسان کی ہی کرتا ہے ۔

اس وقت تنویر کا بھی وہی حال ہوا تھا جو آج کل کے نوجوانوں کا ہے وہ اس بات پر خوشی کے مارے ہواؤں میں اڑنے لگا ۔ تیزی سے اس نے موٹر سائیکل

کا رُخ واپس اُسی جانب کرلیا جس رُخ پر وہ جارہا تھا۔ لڑکی کو پیچھے بیٹھنے کا اشارہ اس نے گردن کے خفیف سے اشارے سے دیا تھا۔ لڑکی "شکریہ" کہتی ہوئی سیٹ پر بیٹھ گئی اور بلا جھجک تنویر کی کمر میں اپنے بازو ڈال دیئے تاکہ جھٹکا لگنے سے گرنے کا اندیشہ نہ رہے۔ اس کی اس حرکت سے تنویر کے جسم میں سنسناہٹ سی دوڑنے لگی تھی۔ لڑکی کے بیٹھنے کے بعد اس نے موٹر سائیکل اچانک جھٹکے سے اٹھائی اور بریک مار کر تھوڑے توقف کے بعد ریس دے دی۔ اچانک جھٹکا لگنے سے تو لڑکی سنبھل گئی۔ لیکن بریک لگتے ہی وہ تنویر کی پیٹھ سے شانوں تک چپک سی گئی۔ ساتھ ہی خوفزدہ خوف زدہ سی ہلکی سی چیخ ماری۔ پھر وہ ہنسنے لگی تھی۔

تنویر نے سوچ میں آکر تین منٹ کا راستہ پندرہ سیکنڈ میں طے کرکے اپنی مردانگی کا ثبوت دینا چاہا تھا۔

"آپ کو جہاں جانا ہے بتادیں میں ڈراپ کردوں گا۔" چورنگی کا آبادُٹ ٹرن آنے سے پہلے ہی اس نے پوچھا تھا۔

"شکریہ۔ میں پیدل چلی جاؤں گی۔ زیادہ لمبا راستہ

نہیں "۔ لڑکی نے موٹر سائیکل رکنے کے بعد اترتے ہوئے کہا۔ اور ایک دلفریب مسکراہٹ تنویر کی جانب اچھال دی۔ تنویر اُس کی مسکراہٹ پر قربان سا ہو گیا۔ وہ اُس کے حُسن کے جال میں کھو سا گیا۔

"کیا دیکھ رہے ہیں آپ ؟" وہ شوخی سے بولی

"قدرت کا ایک شاہکار۔" وہ مشینی انداز میں بڑبڑایا۔

"جی.......قدرت کا شاہکار۔" لڑکی ہنسی "مگر کہاں ۔ کون ؟"

"میرے سامنے" تنویر بولا "آپ"

"میں ؟" انداز حیران کن تھا ۔ اس میں اصلیت پن اور مصنوعی پن کتنا تھا ۔ اس کا اندازہ تنویر اس وقت نہ لگا سکا۔ کیونکہ ذہنی طور پر تو وہ اُس قیامت کے حُسن کا قیدی ہو چکا تھا۔

"ہاں.....آپ" وہ تھوڑے توقف کے بعد سحر زدہ انداز میں بولا "مجھے آپ کو دیکھ کر کوئی تشبیہ بھی یاد نہیں آ رہی اور اگر دینا بھی چاہوں تو کوئی بھی تشبیہہ ایسی نہ ہو گی جو آپ کے حُسن کے شایانِ شان ٹھہرے۔"

"پتہ نہیں تو جوانوں کو کیا ہو جاتا ہے جب بھی وہ کسی خوبصورت لڑکی کو دیکھتے ہیں تو ایسی ہی باتیں شروع

سر دیتے ہیں - میرے خیال میں آپ لوگوں کو کوئی اور کام نہیں - اچھا ، خدا حافظ ۔"

لڑکی پر اس کی باتوں کا کچھ بھی ردِ عمل ظاہر نہ ہوا - البتہ ہلکا سا جواب ضرور دے دیا تھا - تنویر کو اس سے کوئی مطلب نہ تھا - جلتی ہوئی شمع میں تپش لازمی ہوتی ہے - تنویر نے اس کے جملے کا کوئی اثر نہ لیا تھا - وہ تو بس اُسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا - اُس وقت تک جب تک وہ ایک سائیڈ گلی میں مڑ کر نظروں سے اوجھل نہ ہوگئی - مڑنے سے پہلے اس نے ایک نظر تنویر کو دیکھا مسکرائی اور پھر غائب ہوگئی - اُس کی مسکراہٹ کے کیا معنی تھے - تنویر اس کا کوئی مطلب نہ سمجھا - وہ اُس کے حسین خیالوں میں کھویا رہا - اور پھر اُسے اس لمحے تصورات کی کھوکھلی دنیا سے باہر آنا پڑا جب کسی نے اُسے پیچھے سے آواز دی تھی -

" اے میاں ، او بابو صیب - جرا اپنی گڈیا تو ھٹائی لیو - ہم یہاں اپنا ٹھیلا لگائی لیں - پیٹ کی کھاطر دوئی چار روپلی تو کمائی لیں ۔"

اس نے پلٹ کے دیکھا تو ایک بڑے میاں دھوتی میں ملبوس فروٹوں کا ٹھیلا لئے کھڑے نظر آئے

وہ ایک جھٹکے کے ساتھ ہوش میں آیا اور بڑے میاں سے معذرت کرتا ہوا اپنا موٹر سائیکل آگے لیتا چلا گیا۔ اُس کے ذہن پر وہ لڑکی ایسی چھائی کہ وہ یہ تک بھول گیا کہ اُسے جانا کہاں تھا۔ بالآخر اس نے اکتا کر اپنی موٹر سائیکل تھوڑے فاصلے پر موجود ایک ریسٹورنٹ کے پارکنگ شیڈ میں موڑ دی۔ گاڑی کو لاک کر کے اُس نے چابی نکالی اور اس کے چھلے کو انگلی میں گھماتا ہوا ریسٹورنٹ کے گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ باوردی چوکیدار نے اس کے لئے دروازہ کھولا اور وہ چوکیدار کی طرف نگاہیں اٹھائے بغیر اندر داخل ہو گیا۔

ہال میں کئی میزیں خالی تھیں۔ ایک میز منتخب کرتا ہوا وہ اس کی جانب بڑھ گیا۔

ہال میں سب سے پہلے اُس کی نظر ایک ایسی میز پر پڑی تھی جس پر ایک نوجوان بیٹھا تھا حلیے سے تو بالکل مجنوں دکھائی دیتا تھا۔ وہ بار بار فضا میں ہاتھ ہلا ہلا کر کچھ بڑبڑاتا اور پھر اپنی انگلیوں میں دبے ہوئے سگریٹ کا کش لگا کر دھواں فضا میں چھوڑ دیتا تھا۔

یہ ریسٹورنٹ تیسرے درجے کے طبقے کے افراد کا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس ریسٹورنٹ میں ایسا نوجوان

نظر آ رہا تھا۔ ورنہ اعلیٰ درجے کے ریسٹورنٹ میں پاگل یا سنکی افراد کا داخلہ ممنوع ہوتا ہے۔

مجنوں کو نظر انداز کرتا ہوا تنویر منتخب میز کی کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔ مجنوں صورت نوجوان کی نظریں وقتاً فوقتاً اس کی جانب اٹھتی تھیں پھر لوٹ جاتی تھیں۔ ہال میں زیادہ افراد نہ تھے۔ جو تھے وہ بھی تنویر کی میز سے دور دور کی میزوں پر تھے۔

تنویر کو بیٹھے ہوئے کافی دیر ہو جاتی اگر ویٹر اسے اپنی جانب متوجہ نہ کرتا۔

"یس ...... آرڈر پلیز؟"

"ایک لڑکی!" وہ بے ساختہ اپنے ذہن پر چھائے ہوئے خیالوں کو دور کیے بغیر کہہ گیا۔

"جی!" ویٹر ہکا بکا سا منہ تکنے لگا۔ اُسے تنویر کی دماغی صحت پر شبہ ہونے لگا تھا۔ اُس نے سنبھل کر پوچھا

"میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا؟"

"سوری یار۔ میں کچھ اور کہنا چاہتا تھا۔ نکل کچھ اور گیا۔ میرا مطلب ہے ایک کافی لے آؤ۔" غلطی کا احساس ہوتے ہی تنویر نے جلدی سے سر جھٹکا جیسے وہ کوئی بوجھ اُتارنا چاہتا ہو۔

"واقعی وہ لڑکی حسن میں اپنی مثال آپ تھی" وہ

ویٹر کے جانے کے بعد خیالوں ہی خیالوں میں بڑبڑایا۔ اس کی زندگی میں ویسے تو ایک سے ایک لڑکی آئی لیکن اس نے اس جیسی حسین لڑکی اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی۔

"نام ...... کیا ہوگا"؟ اس کے ذہن نے پوچھا۔ "کوئی پیارا سا ہو گا۔ نہیں .... بھلا حسن کا بھی کوئی نام ہوتا ہے۔ اسے چاہے جس نام سے بھی پکارو

"میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں؟" اچانک اسے چونکنا پڑا۔ اس نے گردن اٹھا کر دیکھا۔ سامنے مجنوں شکل نوجوان کھڑا اجازت طلب نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"میرے خیال میں یہاں کئی میزیں خالی ہیں۔ آپ کسی دوسری میز پر ...." تنویر کے جملے کو پورا ہونے سے پہلے ہی وہ بات کو سمجھتے ہوئے درمیان میں بول پڑا۔

"میں جانتا ہوں۔ لیکن آپ سے چند باتیں کہنی ہیں"

"مجھ سے" تنویر کا حیران ہونا بجا تھا۔

"لیکن میں تو آپ کو جانتا تک نہیں"

"ضروری نہیں کہ ہم ایک دوسرے کو جانیں۔ میں آپ کے فائدے کی بات کرنے والا ہوں" وہ کرسی

کو کھینچ کر اس پر بیٹھتا ہوا بولا۔
"میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا"؟
"میں بھی اُسے نہیں جانتا تھا" وہ خلاؤں میں گھورتا ہوا بولا "مگر ایک دن وہ مجھے نظر آئی اور۔۔۔۔ پھر میں تباہیوں کے گڑھے میں گرتا چلا گیا اور آج تک اسی گڑھے میں پڑا ہوا ہوں۔ مجھے کوئی نہیں نکالتا اس گڑھے سے۔ ہاں میں ضرور اس گڑھے کی طرف بڑھنے والے کو روک سکتا ہوں۔ اسی لئے تو میں آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں"
تنویر اس کی باتیں سنتا رہا۔ اُس کے کچھ پلّے نہیں پڑ رہا تھا۔ وہ تھوڑے توقف کے بعد بولا۔
"کیا آپ شاہدہ کو چاہنے لگے ہیں"
"شاہدہ۔۔۔۔" تنویر بڑبڑایا "کون شاہدہ"
"وہی جسے آپ کچھ دیر پہلے اپنی موٹر سائیکل پر لے کر آئے تھے" مجنوں صورت نوجوان نے خالی خالی نظروں سے خلاؤں میں دیکھتے ہوئے تنویر سے کہا "اگر آپ اُس حُسن کی ناگن سے محبّت کرنے لگے ہیں تو خدارا باز آجائیں وہ۔۔۔۔ وہ انسان نہیں۔۔۔۔ پتّھر ہے۔۔۔۔ بلکہ پتّھر بھی نہیں۔۔۔۔ انسانیت کے نام پر ایک داغ ہے

اس سے پہلے کہ آپ بھی میری حالت کو پہنچ جائیں آپ اُس سے دور ہو جائیں۔"

"محبت کی نہیں جاتی ہو جاتی ہے۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آپ کا اُس سے کیا رشتہ ہے"؟ تنویر نے حیرانگی سے سوال کیا۔

"میرا دوستانہ مشورہ یہ ہے کہ آپ اس راہ سے دور ہٹ جائیں۔ اسی میں آپ کی بہتری ہے۔ میں تو بس صرف ایک بات جانتا ہوں کہ حسن تباہی کا دوسرا نام ہے"۔ وہ قدرے مایوسی سے بولا تھا۔" میرا اس سے کوئی رشتہ وشتہ نہیں"۔

"معاف کرنا حُسن کا کام زندگی کو تباہ کرنا نہیں بلکہ زندگی عطا کرنا ہے۔ حُسن ایک تخریبی قوت نہیں ایک تعمیری طاقت ہے"۔ تنویر نے حُسن کی طرفداری کرتے ہوئے جواب دیا۔

"ہرگز نہیں۔ قطعی نہیں"۔ وہ دیوانہ وار بولا۔"حسن صرف مٹانا ہی جانتا ہے۔ بنانا نہیں۔ وہ صرف موت ہے زندگی نہیں۔ میں ایک بار دھوکا کھا چکا ہوں اب مزید تاب نہیں ہے۔ زندگی کے رنگین خواب دکھا کر موت کی دلدل میں دھکیل دینا ہی حُسن کی حقیقت ہے۔ اسی

لئے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس تیاہی سے آپ دور رہیں۔ ایسا نہ ہو کہ کل آپ بھی میری جگہ آجائیں۔ میں اب اُس حسن کو پسند کرتا ہوں جو زندگی کا بہروپ بدل کر سامنے نہ آئے۔ شاہدہ مکار اور دھوکے دھوکے باز ہی نہیں بلکہ ایک بدنام زمانہ طوائف کی بیٹی ہے۔

ایک دھماکہ سا ہوا اور تنویر کو اپنے خیالوں کا گھروندہ بکھرتا ہوا محسوس ہوا۔ مجنوں شکل کے الفاظ کسی دھماکے سے کم نہ تھے۔ اس سے پہلے کہ تنویر اُس مہربان شخص سے کچھ اور دریافت کرتا جسے اپنا ہوش نہ تھا۔ وہ کوئی موقع دیئے بغیر کرسی سے اُٹھا اور چپ چاپ ہال سے باہر نکلتا چلا گیا۔

تنویر کی نظریں اُس کی گزرگاہ پر جمی رہیں اور نہ جانے کب تک جمی رہتیں کہ عین اسی لمحے ویٹر نے کافی لاکر میز پر رکھ دی تھی۔ ویٹر کافی کا کپ میز پر رکھ کر لوٹ گیا۔ تنویر کپ کو پرچ میں آہستہ آہستہ گھماتے ہوئے مجنوں کے الفاظ پر غور کرنے لگا۔ کبھی اُس کا خیال شاہدہ کے بارے میں مثبت انداز میں ہوتا تو کبھی منفی انداز میں۔ وہ کوئی حتمی فیصلہ نہ کر پا رہا تھا۔ بالآخر اس نے اپنے طور پر شاہدہ کو کھنگالنے کا فیصلہ کرلیا۔

دفعتاً وہ چونک پڑا۔ بلاشبہ داخلی دروازے سے
نے والی شاہدہ تھی جس کے ہمراہ ایک شخص بھی تھا۔ اور
ہی شخص اسکے چونکنے کا سبب بنا تھا کیونکہ اسکے ہاتھ میں
شاہدہ کا ہاتھ تھا۔ وہ شاہدہ سے ہنس ہنس کر گفتگو کر رہا
تھا۔ شاہدہ بھی کافی خوش نظر آرہی تھی۔ پھر جب اُس
کی نظر تنویر سے ٹکرائی تو اس نے اپنا ہاتھ ایک جھٹکے سے
مرد کے ہاتھ سے چھڑا لیا۔ مرد نے گھور کر دیکھا۔ بولا
کچھ نہیں۔ لڑکی نے بہت ہی قیمتی قسم کا لباس پہن رکھا تھا
بناؤ سنگھار سے بھی کافی دولت مند ظاہر ہو رہی تھی۔ جبکہ
اس کے ساتھ جو مرد تھا وہ بھی اُس سے کسی طور کم نظر نہ آتا
تھا صرف اور صرف رکھ رکھاؤ کی حد تک۔ اس کے پس پردہ
کیا تھے وہ۔ یہ اندازہ لگانا تنویر کے لئے کافی مشکل تھا۔
وہ دونوں چلتے ہوئے تنویر کے عقب میں آکر
خالی میز پر بیٹھ گئے۔ نہ جانے کیوں اس ریسٹورنٹ میں
فیملی روم بنے ہوئے ہونے کے باوجود انھوں نے ہال میں
بیٹھنا زیادہ مناسب سمجھا تھا۔ مرد نے دو لائم جوس کا آرڈر
دیا۔ جوس لانے میں زیادہ دیر نہ لگی۔ جوس پینے کے بعد
وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ کاؤنٹر پر بل مرد نے ادا کیا تھا۔
اس کے بعد وہ دونوں ہال سے باہر نکل گئے۔ تنویر انھیں

دروازے سے نکلتا دیکھتا رہا۔ دوسرے ہی لمحے وہ بھی اٹھا اور کاؤنٹر پر بل ادا کرتا ہوا باہر آ گیا۔ اُس کی متلاشی نگاہیں چکرانے لگیں۔ جلد ہی اُسے وہ دونوں ایک ٹیکسی کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھتے ہوئے نظر آ گئے۔ یہ دیکھ کر تنویر تیزی سے اپنی موٹر سائیکل کی طرف لپکا اور جب تک وہ اپنی موٹر سائیکل پارکنگ سے نکال کر روڈ تک لاتا ٹیکسی نہ جانے کہاں غائب ہو چکی تھی۔ اس کے بعد اس نے حتی الامکان کوشش کر ڈالی لیکن وہ تو بالکل اس طرح غائب تھی کہ جیسے اکثر مسجد کے گیٹ سے نئے جوتے۔

"تو آپ نے ان کے متعلق کیا سوچا ہے؟" بلیک زیرو نے عمران کو سوچوں میں غرق دیکھ کر سوال کیا۔

"کس کے متعلق؟" عمران پوچھ بیٹھا۔

"نائٹ کلبوں کے بارے میں" بلیک زیرو بولا "ہم ان کو ملک سے نکال بھی تو نہیں سکتے۔ کیونکہ ان کو تو اس کام کے لئے پرمٹ جاری کئے گئے ہیں"

"ہاں۔۔ کئے تو گئے ہیں۔ لیکن ان کی مخصوص حدود تک۔۔۔۔۔ وہ اس حدود سے نکل کر آبادی میں اپنے اڈے نہیں قائم کر سکتیں۔ اور اگر کر لیا تو قانونی مجرم ہیں۔ اور میں اسی مجبوری پر سوچ ہی رہا ہوں" عمران نے تفصیلاً کہا پھر

بولا "سلطانہ سے ملنے والی معلومات کی روشنی میں تو وہ بہت بڑے مجرم ثابت ہوتے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو میں ان کو صفحہ ہستی سے مٹا دوں گا۔"

"لیکن ۔۔۔۔" بلیک زیرو نے کچھ کہنا چاہا تھا کہ عمران نے اسے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا۔ اور اٹھ کر اس کمرے کی جانب بڑھ گیا جس میں پلا نمبر کا ٹیلی فون سیٹ رکھا ہوا تھا۔ یعنی اس کے نمبر ڈائریکٹری میں موجود نہ تھے۔ اس نے تیزی سے ایک مخصوص نمبر ڈائل کیا اور رسیور کان سے لگا لیا۔ دوسری جانب گھنٹی بجتی رہی جب چند سیکنڈ تک کسی نے رسیور نہ اٹھایا تو عمران فوراً سمجھ گیا کہ دوسری طرف کوئی موجود نہیں ہے۔ اس نے واپس رسیور رکھا اور ٹرانسمیٹر پر کال کرنے لگا۔

"ہیلو صفدر۔ ایکسٹو اسپیکنگ اوور۔" فریکوئنسی ملتے ہی عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لب ولہجے میں کہا۔

"یس سر۔ صفدر اسپیکنگ اوور۔" دوسری طرف سے صفدر بولا۔ انداز مؤدبانہ تھا۔

"رپورٹ" عمران نے مختصراً کہا۔

"سر میں نے مجرموں کو تلاش کر لیا ہے" صفدر کی آواز میں فخریہ پن تھا۔ اس وقت میں مون گرلز کالج کے سامنے

سیٹنے سیکنے قسمت کے باتھ روم سے بول رہا ہوں ۔ یہ کالج قسمت چوک سے دس کلومیٹر دور شمالی سائیڈ پر واقع ہے ۔ میں یہاں تک اسی بوڑھے اور نوجوان کے تعاقب میں پہنچا ہوں ۔ کالج میں گئے ہوئے انہیں قریباً پانچ منٹ ہو گئے ہیں ۔ اور کیوں گئے ہیں اس کے بارے میں کوئی مؤثر بات معلوم نہیں ہو سکی ہے ۔ میں کال کرنے ہی والا تھا سر ۔ مزید میرے لئے کیا حکم ہے ؟" صفدر نے تفصیل بتانے کے بعد پوچھا ۔

" ٹھیک ہے ۔ نگرانی جاری رکھو اور اس کی مکمل مصروفیات کی رپورٹ مجھے دیتے رہنا ۔ مزید ہدایات میں بعد میں دوں گا ۔ اوور اینڈ آل ۔"

عمران نے اتنا کہہ کر سلسلہ منقطع کر دیا تھا ۔ پھر وہ کمرے سے نکلنے کے بعد بلیک زیرو کے ذریعے میک اپ بکس منگوایا اور اپنا حلیہ تبدیل کرنا شروع کر دیا ۔ میک کرنے کے بعد وہ اٹھ کھڑا ہوا ۔ بلیک زیرو کو چند ہدایات دیتا ہوا وہ آپریشن روم سے باہر نکلتا چلا گیا ۔

"مادام ہم نظروں میں آچکے ہیں۔" دلاور سلیم بائ
سے مخاطب تھا۔

"کس کی؟" مادام کا سوال تھا۔

"سیکرٹ سروس کی۔"

"تمہیں کیسے معلوم ہوا؟"

"اشار وڈیو والا بول رہا تھا۔ اس کے کہنے کے مطا
کل اس کی دوکان پر خفیہ والوں نے چھاپہ مارا تھا۔ وہ تو خیر
ہوئی کہ میں مال لیکر لیٹ پہنچا ورنہ ہم بھی دھر لیے جاتے
اب ہمیں ہوشیاری سے کام لینا پڑے گا۔ سنا ہے
یہاں کی سیکرٹ سروس کافی ہوشیار ہے۔" دلاور س

چلا گیا۔

"یہ تو بہت برا ہوا۔ خیر کوئی بات نہیں۔" مادام بولی "جو بھی مشکوک افراد تمہیں نظر آئے اُسے غائب کر کے ہیڈ کوارٹر پہنچا دو۔"

"او کے مادام" دلاور بولا پھر اُس نے تھوڑی دیر رک کر کہا "ویسے مادام میرے علم میں ایک ایسا شخص ہے جس سے ہمیں خطرہ ہو سکتا ہے۔"

"کون ہے وہ۔ ہم اسے بھی اٹھوائیں گے۔" نیلم بائی شاہانہ انداز میں بولی۔

"علی عمران اس کا نام ہے۔ اور محکمہ انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل رحمان کا بیٹا ہے۔"

"بس صرف بیٹا ہی ہے" نیلم بائی کے منہ سے حقارت آمیز انداز میں نکلا "میں تو سمجھی تھی کوئی جنرل کرنل ہوگا۔"

"نہیں مادام .... وہ جنرل اور کرنل سے بھی اونچا ہے۔ وہ یہاں کی خفیہ سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کا خاص بندہ ہے۔ اکثر وہ اُن کے لیے کام کرتا ہے۔ اگر ہم اسے راستے سے ہٹا دیں۔ تو سمجھیں ہمارے راستے سے تمام رکاوٹیں دور ہوگئیں۔" دلاور کے بتانے کا انداز

بڑا پُراسرار تھا۔

"لگتا ہے تم اس سے کافی خائف ہو۔ ٹھیک ہے میں اس کا کچھ بندوبست کرتی ہوں۔" مادام نے کہا۔ ا

دلاور مینز کی دراز سے ایک فائل نکال کر مادام کے آگے ڈ ہوئے بولا۔

"عمران پر ہاتھ ڈالنے سے پہلے اس فائل کا مطالع ضرور کر لینا مادام کہیں مار نہ کھا بیٹھنا۔"

"میں نے بھی کچی گولیاں نہیں کھیلی ہیں۔ دیکھ ا گی اس عمران کے بچے کو۔" نیلم بائی نے یہ کہتے ہو فائل اٹھائی اور دلاور کے دفتر سے باہر نکلتی چلی گئی

عمران اپنے دوست سے لی ہوئی کار واپس
...ٹانے کے بعد کلینک سے اپنی ٹوسیٹر لیتا ہوا سیدھا محکمہ
...ٹیلی جنس کی جانب اڑا چلا جا رہا تھا۔
محکمہ انٹیلی جنس بیورو کی عمارت کے پارکنگ لان
میں اس نے اپنی ٹوسیٹر پارک کی اسے لاک کرتا ہوا فیاض
...ے دفتر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔
...ولی نے عمران کو دیکھتے ہی کسی ٹوتھ پیسٹ کے اشتہار کی مانند
...ت نکال دیئے تھے۔ عمران نے بھی اس کی نقل اتاری۔
"یار تم تو خواہ مخواہ ہی یہاں ہلکان ہو رہے ہو۔ تو تم بیٹھ

کے اشتہار کے لیئے خوب جچو گے - عمران نے احمقانہ انداز میں کہا اور چک اُٹھانے کا انتظار کیئے بغیر خود ہی چک اٹھا کر اندر داخل ہو گیا - اردلی پہلے تو اس کی بات کا مطلب نہ سمجھا - جب سمجھا - تو وہ اس طرح اسٹول پر بیٹھا چلا گیا جیسے مرغی انڈوں پر بیٹھتی ہے - شاید عمران کی باتوں پر غور کر رہا تھا -

" اچھا فیاض صاحب ! آپ کا کام آج رات ٹھیک گیارہ بجے ہوٹل نگینہ کے کمرہ نمبر بارہ میں پورا ہو جائے گا . اب ہم چلتے ہیں "

" عمران جیسے ہی اندر داخل ہوا - زور سے اچھل کر دُور ہٹ گیا مگر اچھلتے اچھلتے بھی وہ کسی سے چھو سا گیا - پھر اس نے اس طرح جھٹکے سے اپنے آپ کو مزید دُور کیا جیسے اچانک بجلی کا کرنٹ لگ گیا ہو - بات ہی کچھ ایسی ہوئی تھی . اندر سے کوئی نکل رہا تھا - ٹکرانے والی جنسِ مخالف تھی - ظاہری بات تھی عمران کے اُچھل پڑنے کی - اُس کے پیچھے ایک مرد بھی تھا جو فیاض سے الوداعی سلام کے لیئے ہاتھ ملا کر دروازے کی جانب پلٹ کر بڑھ رہا تھا -

" سوری " کرتے ہوئے عمران کی نظریں اُس مرد کی جانب اٹھیں تھیں اور وہ غیر محسوس انداز میں چونک پڑا - مرد اسے کچھ شناسا سا لگا - ایسا محسوس ہوا تھا جیسے وہ اسے پہلے

بھی کہیں دیکھ چکا ہے۔ پھر جلد ہی اُسے یاد آ گیا کہ وہ اُسے کہاں دیکھ چکا ہے۔ یہ وہی نوجوان ڈرائیور تھا جو کچھ دن پہلے بوڑھے کے ہمراہ چند غنڈہ صفت افرادوں کے ساتھ سلطانہ کو ہوم گرلز کالج سے اغوا کر کے لے جا رہے تھے۔ عمران نے سلطانہ کو سر سلطان کے گھر چھوڑ دیا تھا۔ وہ وہاں محفوظ تھی۔ وہ دونوں عمران کی جانب توجہ دیئے بغیر نکلتے چلے گئے تھے۔

”کہو کیسے آنا ہوا؟“ فیاض نے دونوں کے جانے کے بعد ناگواری کے سے لہجے میں عمران کو گھورتے ہوئے پوچھا۔ جس کے چہرے پر اب زمانے بھر کی حماقتوں کی پرچھائیاں رقص کرنے لگی تھیں۔

”کیا کہوں۔ جن سے کہنا تھا وہ تو چلے گئے۔ ل۔۔۔ لیکن مم۔۔۔ میں تو یہاں اپنی مرغی تلاش کرنے آیا تھا۔ یہاں تو نہیں آئی۔ تنگ کر کے رکھ دیا ہے۔ سوچا ہو سکتا ہے فیاض کے دفتر کا رخ نہ کر لیا ہو۔“ عمران نے احمقوں کی طرح گڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر وہ اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ میزوں اور کرسیوں اور الماریوں کے آگے پیچھے بھی دیکھا پھر بولا ”معلوم ہوتا ہے وہ کہیں اور نکل گئی ہے۔ خیر کوئی بات نہیں بچ کر کہاں جائے گی۔“

اتنا کہہ کر وہ دفتر سے نکلتا چلا گیا۔ فیاض کے منہ سے

ایک لفظ بھی نہ نکل سکا تھا۔ پارکنگ سے ٹو سیٹر نکالنے کے بعد وہ متلاشی نگاہیں چاروں طرف گھمانے لگا۔ اس کے اندازے سے تو اب تک وہ روانہ ہو چکے ہوں گے لیکن یہ اتفاق کہا جائے یا یہ عمران کی خوش قسمتی کہ اُسے سامنے ہی نیو ٹیکسی اسٹینڈ کی جانب جاتے ہوئے وہ دونوں نظر آگئے۔

تھوڑی دیر بعد لڑکی اور مرد ایک ٹیکسی ڈرائیور سے کچھ بات کرنے لگے۔ شاید وہ کہیں جانا چاہتے تھے۔

عمران نے اپنی ریسٹ واچ پر ٹائم دیکھا دن کے ساڑھے گیارہ بج رہے تھے۔ اس نے تیزی سے ونڈ پن کھینچا اور تنویر کی فریکوئنسی ملانے کے بعد اُسے اپنے منہ کے قریب لے جا کر بولا۔

"ہیلو تنویر۔ ایکسٹو اسپیکنگ۔ اوور" اس نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں آہستگی سے کہا۔

"یس سر" جلد ہی رابطہ قائم ہوتے ہی تنویر کی آواز سنائی دی۔

"تم جہاں کہیں بھی ہو فوراً سے پیشتر ہوٹل نگینہ کے کمرہ نمبر بارہ کی نگرانی شروع کر دو! آج رات ٹھیک گیارہ بجے اُس کمرے میں فیاض پایا جائے گا۔ اس کے ساتھ جو کوئی بھی اُس کمرے میں جائے اس کی مکمل رپورٹ

ضرورت پڑنے پر ایکشن بھی لے لینا ۔" عمران نے نوجوان کا حلیہ بتاتے ہوئے تنویر کو ہدایات دیں پھر مزید بولا " فیاض کی نظروں سے بچنا ۔ اوور اینڈ آل ۔" کہہ کر سلسلہ منقطع کر دیا ۔

اس کی نظریں برابر اُن دونوں پر جمی ہوئی تھیں۔ اس دوران وہ ٹیکسی میں بیٹھ چکے تھے اور ٹیکسی اسٹارٹ ہو کر دائیں طرف کی سڑک پر چل پڑی تھی ۔ عین اسی لمحے عمران چونک پڑا تھا ۔ اور کیوں نہ چونکتا ۔ کچھ دور جا کر ٹیکسی کو ایک بڑھیا نے ہاتھ کے اشارے سے روک لیا تھا اور پچھلا دروازہ کھلتے ہی اندر بیٹھ گئی تھی ۔ عمران کے چونکنے کا سبب بڑھیا ہی تھی ۔ بھلا وہ مشہور زمانہ طوائف نیلم بائی کو نہ پہچان سکتا تھا ۔ مانا کہ وہ اس وقت میک اپ کی تہہ کے نیچے اپنا اوریجنل چہرہ چھپائے ہوئے تھی ۔ لیکن عمران کی عقابی نگاہوں سے بھلا کب بچا جا سکتا تھا ۔ اُس کے بیٹھتے ہی ٹیکسی دوبارہ چل پڑی ۔

عمران بھی اپنی ٹو سیٹر کی رفتار بڑھاتا ہوا اس کے پیچھے چل پڑا ۔

کیفے قسمت سے صفدر جیسے ہی نکلا عین اسی لمحے مون گرلز کالج سے نکلنے والے بوڑھے نے ایک ٹیکسی کو ہاتھ دیا۔ ٹیکسی رک گئی۔ وہ اپنے ہمراہ آنے والی لڑکی کو اشارہ کرتا ہوا ٹیکسی کی جانب بڑھا۔ لڑکی کے جسم پر یونیفارم تھی لیکن کتابیں نہیں تھیں البتہ ایک پرس ضرور اس کے ہاتھ میں تھا۔ لیکن اس کا سائز اتنا چھوٹا تھا کہ اس میں کتابیں کسی صورت نہیں آسکتی تھیں۔

صفدر تیزی سے پارکنگ شیڈ کی طرف دوڑا تاکہ اپنی موٹر سائیکل نکال سکے۔ اور پھر وہ جتنی دیر میں موٹر سائیکل وہاں تک لاتا وہ اس جگہ سے کافی دور

جا چکے تھے۔ البتہ نظروں کی حد میں تھے۔ وہ ایکسیلیٹر گھماتا چلا گیا۔ درمیانی فاصلہ اتنا رکھا کہ اگلی ٹیکسی کے ڈرائیور یا اس بوڑھے کو کسی قسم کا شبہ نہ ہونے پائے۔

آخر کار ان کا سفر نیپیئر کالونی کے گندے نالے پر اختتام پذیر ہوا۔ ٹیکسی کو کرایہ دے کر انھوں نے رخصت کیا اور نالے سے متوسط گلی میں مڑ گئے۔

صفدر نے اپنی موٹر سائیکل کے لئے ایک مناسب سی جگہ کا انتخاب کیا۔ اس نے تیزی سے اپنی موٹر سائیکل اسٹینڈ کی اور لاک کر کے تیز تیز قدم اٹھاتا اس گلی میں داخل ہو گیا جس گلی میں بوڑھا اور لڑکی گئے تھے۔

اور یہ اتفاق ہی تھا کہ جس لمحے وہ گلی میں داخل ہوا عین اسی وقت بوڑھا ایک گھر کا پردہ اٹھا کر اندر جاتا نظر آیا تھا۔ اگر صفدر کو چند لمحے کی بھی تاخیر ہو جاتی تو وہ بوڑھے کو کھو چکا ہوتا۔ لڑکی غالباً اس بوڑھے سے پہلے اندر جا چکی تھی۔

صفدر نے اردگرد کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ گلی کے اندر ہی ایک چائے کا کھوکھا بھی تھا۔ صفدر کے لئے یہ کھوکھا بہت ہی کارآمد ثابت ہوا۔ اس نے سوچا پتہ نہیں اسے یہاں کتنی دیر رکنا پڑے۔ اس وقت تک

وہ ایک کپ چائے پینے کے بہانے وہاں کچھ وقت گزار سکتا تھا۔

کھوکھے کے باہر گلی کی حدود پر چند کرسیاں بچھی تھی جن میں سے چند ایک پر گاہک بیٹھے چائے پی رہے تھے۔ صفدر نے بھی ایک ایسی کرسی کا انتخاب کیا جو کہ اس مطلوبہ سمت کے رُخ پر رکھی ہوئی تھی۔ اس وقت وہ ہلکے سے میک اپ میں بھی تھا۔ اس نے چائے کا آرڈر بھی دے دیا تھا۔

جلد ہی چائے آگئی۔

چائے پینے کے دوران اُس کی نظریں وقفے وقفے سے اُس جانب اٹھ جاتی تھیں۔ کپ خالی ہوتے ہی تھوڑی دیر بعد باہر والے نے کپ اُٹھا لیا۔ اچانک اُٹھ جانے کے پیشِ نظر صفدر نے بل بھی ادا کر دیا تھا۔

تقریباً بیس منٹ بعد ہی اُس گھر کے سامنے ایک ٹیکسی آکر رکی۔ اس میں سے ایک نوجوان جس کی عمر کوئی بیس بائیس سال کی ہوگی۔ ایک بڑھیا اور ایک چودہ سالہ نوخیز لڑکی کے ہمراہ اترتی ہوئی نظر آئی۔ نوجوان کے بجائے لڑکی نے ٹیکسی کا بل ادا کیا۔ ٹیکسی کے جانے کے بعد وہ تینوں بھی اُسی گھر میں داخل ہو گئے تھے۔ لڑکی کی

نظر چند ثانیے کے لئے صفدر کے رخ اٹھی تھی ۔ اس کے بعد وہ غائب ہو گئی تھی ۔ صفدر ان تینوں کے آپس میں تعلقات کے بارے میں کوئی موثر اندازہ قائم نہ کر سکا۔

عین اسی لمحے ایک ٹو سیٹر صفدر کے برابر سے گزر کر آگے بڑھتی چلی گئی ۔ جب صفدر کی نگاہ اس پر پڑی تو اسے یہ جاننے میں قطعی دشواری نہ ہوئی کہ اسے چلانے والا عمران کے علاوہ کوئی اور نہ تھا۔ صفدر نے واضح طور پر دیکھا تھا کہ جب عمران بوڑھے کے گھر کے آگے سے گزرا تو اس نے ایک مخصوص اشارہ کیا تھا۔ جسے صفدر کے علاوہ شائد ہی کوئی سمجھ پایا تھا ۔ غالباً وہ گلی میں وارد ہوتے ہی صفدر کو دیکھ چکا تھا۔ صفدر فوراً اشارے کا مطلب سمجھ گیا کہ عمران اس گھر کی مسلسل نگرانی کرتے کی ہدایت دے رہا ہے۔

اچانک صفدر کو عقب سے اپنے سر پر کوئی بھاری چیز لگی اور وہ مڑ کر دیکھنا ہی چاہتا تھا کہ دوسری بار پھر لگی اب کے صفدر کا دماغ اندھیروں میں ڈوبتا چلا گیا ۔۔۔ ڈوبنے سے پہلے وہ بس اتنا سوچ سکا تھا کہ آج وہ کل بے ہوش ہی ہونے کا کام کرتا رہے گا ۔۔

جولیا کو آئے ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بجنا شروع ہو گئی۔ وہ تھکی تھکی سی سانس خارج کرتی ہوئی فون کی جانب بڑھ گئی۔

"یس جولیا اسپیکنگ"۔ جولیا نے رسیور اٹھا کر کان سے لگانے کے بعد ماؤتھ پیس میں کہا۔

"ایکسٹو"۔ اس کا اندازہ درست ثابت ہوا تھا۔ دوسری جانب سے ایکسٹو کی دھماکہ خیز آواز سنائی دی۔

"یس۔۔۔ سر"۔ اس نے حسبِ عادت کہا۔

"رپورٹ"۔ ایکسٹو نے کہا اور جولیا یہ سوچنے پر مجبور ہو گئی کہ واقعی ایکسٹو کسی ہوّا سے کم نہیں۔ معلوم

نہیں اُسے کیسے علم ہو جاتا ہے کہ فلاں ممبر اس وقت اپنا کام مکمل کر چکا ہوگا ۔ اور فلاں ممبر اس وقت ۔

"سر ۔ میں آپ کی ہدایت کے مطابق سون گرلز کالج گئی تھی ۔" جولیا نے رپورٹ دینا شروع کی ۔ "اور وہاں سے ملنے والی معلومات بہت ہی حیرت انگیز اور ناقابل فراموش بلکہ قابل عبرت ہیں ۔" جولیا تفصیل بتاتے بتاتے کچھ وقت کے لئے رُکی تھی کہ ایکسٹو کی دھاڑ سنائی دی۔

"رکو مت ۔ بغیر رُکے بیان کرتی چلی جاؤ ۔ کتنی بار کہا ہے جب تفصیل بتاؤ تو بیچ میں نہ رُکا کرو ۔"

"سوری سر ۔" جولیا نے جلدی سے معذرت طلب لہجے میں کہا اور پھر مزید تفصیل بتانے لگی ۔

"میں وہاں نوکری کی تلاش میں گئی تھی اور اتفاق سے اُن کی پرنسپل کو کسی ایسی عورت کی ضرورت تھی جو صفائی وغیرہ کر سکے ۔ میں اُن کے معیار پر پوری اُتری حلیہ بھی میں نے بھنگنوں کا سا بنایا ہوا تھا ۔ اور پھر میں نے وقتاً فوقتاً اُن کی چھان بین شروع کی ۔ اصل اساتذہ کا کوئی سراغ نہ مل سکا البتہ وہاں جو کچھ بھی ہو رہا ہے ۔ اس کا لب لباب یہ ہے کہ اس وقت سون گرلز کالج مکمل طور پر مشہور زمانہ بدنام طوائف نیلم بائی کے قبضے میں

ہے۔ اور آپ بہتر سمجھتے ہیں کہ ایک طوائف کے رہنے کی جگہ کبھی پاک نہیں رہتی۔ مون گرلز کالج کی نوّے فیصد طالبات کو زبردستی عصمت فروش بنا دیا گیا ہے۔ اور کئی پیشہ ور طوائف بھی ان میں شامل ہیں۔ نیلم بائی درپردہ کالج کی پرنسپل ہے۔ اور اس نے مجھے اپنی خفیہ خادماؤں میں رکھا ہے۔ البتہ میں نے اُس کے سامنے اپنے آپ کو بیوہ ظاہر کیا تھا۔ مجھ پر اس کو مکمل اعتماد ہو گیا۔ کالج کے اندر باہر سے لڑکیوں کو اغواہ کر کے لایا جاتا ہے اور ان کی وڈیو بنا کر مارکیٹ میں سپلائی کی جاتی ہے۔ ان طوائفوں میں چند ایسی بھی ہیں جو باہر جا کر شریف بن کر معصوم نوجوانوں کو پھانس کر لاتی ہیں۔ ان میں نیلم بائی کی بیٹی شاہدہ قابلِ ذکر ہے میں نے ایک دن موقع پا کر نیلم بائی کے کمرے کی تلاشی لی اور وہاں سے اس کی ڈائری لے آئی ہوں۔ اس میں اس نے اپنی مکمل داستان لکھی ہے۔ یہ پیدائشی طوائف نہیں ہے بلکہ اسے جوانی میں کسی نوجوان سے محبت ہو گئی تھی۔ اور وہ اس نوجوان کے ساتھ اپنے گھر سے فرار ہو گئی تھی۔ پھر وہ نوجوان بھی ایک اسٹیج پر آ کر اس کا رس چوس کر کہیں بھاگ گیا۔ اور پھر وہ زمانے کی اُس

روش پر چل نکلی جہاں سے دولت ملتی ہے عزت نہیں۔ اس کی ایک ناجائز اولاد شاہدہ پیدا ہوئی۔ اُس کے بعد ایک بیٹا بھی ہوا وہ بھی ناجائز تھا۔ اور پھر اُس نے اُن کی پرورش کی اور اپنے اندر ایک انتقام کی آگ جلالی۔ اور اس وقت وہ اپنی تباہی کا انتقام زمانے سے لے رہی ہے۔ اِس مُلک کی نسل سے لے رہی ہے۔ سر کالج کی ایک نائٹ شفٹ بھی چلتی ہے جس میں وہ طالبات آتی ہیں جو عصمت فروش بنادی گئی ہیں۔ اور حسن پرست حضرات بھی اپنی شیطانی حوس پوری کرنے آتے ہیں۔ مجھے تو لگتا ہے سر، سلطانہ کو بھی ان ہی کے آدمیوں نے اغوا کرنے کی کوشش کی تھی۔ اور ناصرہ کے پیچھے بھی جو افراد لگے تھے وہ بھی نیلم بائی کے آدمی ہوں گے۔

کیوں کہ میں نے کئی بار نیلم بائی کے منہ سے یہ جملہ نکلتے سُنا ہے کہ "سلطانہ ہمارے لئے خطرہ نہ بن جائے۔ ناصرہ کو تو کسی نے ختم کر دیا تھا۔ البتہ اُس کا سُراغ نہ لگ سکا۔ اب میری وہاں تلاش شروع ہو گئی ہو گی۔

جولیا اتنا کہہ کر خاموش ہو گئی۔

"ویری گڈ۔ کافی معلومات اکٹھی کرلی تم نے۔"

ایکسٹو کے تعریف کرنے پر اُس کا سر فخر سے اُونچا ہو گیا۔

"ٹھیک ہے نعمانی اور صدیقی کو مون گرلز کالج پر متعین کر دو۔ اور کسی بھی رپورٹ میں تاخیر نہ ہونے پائے۔ اور ہاں ڈائری بھی جلد پہنچاؤ۔"

"سر، ایک بات پوچھ سکتی ہوں!" جولیا کا انداز سوالیہ تھا۔

"ہاں، پوچھو!"

"کیا ہمارے ملک میں ہیرا منڈی لگانے کے لئے کوئی سرکاری اجازت نامہ بھی جاری کیا گیا ہے؟"

"ہمارے ہی کیا کئی ملکوں میں ایسا ہوتا ہے۔ آخر ان کو بھی روزی کمانی ہے۔ لیکن ان کا ایک مخصوص ایریا ہوتا ہے اور وہ اس ایریے کے علاوہ کہیں اور اڈہ نہیں بنا سکتے۔ اور اگر یہ آبادی میں پھیلیں گے تو یہ قانونی جرم ہوگا۔ اور تمہاری رپورٹ کے مطابق یہ قانونی کیا معاشرتی مجرم بھی ہیں۔ ان کو اس کا سبق لازمی ملنا چاہیئے" ایکسٹو نرمی سے بولتا رہا۔

"پھر تو سر ایسے بدنام عناصر کا آبادی سے کیا ملک سے ہی صفایا کر دینا چاہیئے"۔ جولیا کہتے کہتے جذباتی ہو گئی۔

"میں تمہارے جذبات کی قدر کرتا ہوں۔ کاش

ایسے ہی خیالات کے لوگ پاکیشیا والے ہو جائیں ۔ اور یقین رکھو یہی عزم میں بھی رکھتا ہوں ۔ اب مجھے واقعی ایکشن لینا پڑے گا ۔ ان پر براہ راست تو ہاتھ بھی نہیں ڈال سکتے ۔ کیونکہ ان عناصر کی پہنچ اونچے اونچے محکموں تک ہوتی ہے ۔ بہر حال خدا ہر فرعون کے لیئے کوئی موسیٰ ضرور پیدا کرتا ہے ۔ بس ہمیں ہمت نہیں ہارنی چاہیئے ۔ اس کے لیئے میں نے ایک مکمل اور منظم پروگرام ترتیب دیا ہے ۔ جس سے سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے گی ۔" ایکسٹو نے گمبھیر لہجے میں کہا اور جولیا کو پروگرام کے بارے میں بتانے لگا ۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

تنویر اس نوجوان کو دیکھ چونک سا اٹھا۔ ایک
کے بتائے ہوئے حلیے پر وہ بالکل فٹ تھا۔ اس بات میں
کوئی اچنبھا پن نہیں تھا۔ کیونکہ اکثر ایکٹو کے بتائے گ
حلیے کے آدمی پائے گئے ہیں۔ بات درحقیقت یہ تھی کہ اس
نوجوان کے ہمراہ شاہدہ بھی تھی ــــــ وہ شاہدہ جس کے
حسن پر تنویر صاحب فدا ہو چکے تھے۔ البتہ نوجوان کو
اُس نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ پہلی ملاقات کے دِن اس
کے ساتھ کوئی اور نوجوان تھا اب کوئی اور ہے ــــــ گو
یہ لڑکی واقعی نائکا ہی کی بیٹی ہے اور خود بھی نائکا ہے جو دِنوں
کے اعتبار سے نوجوانوں کو بدلتی ہے ــــــ تنویر کو

پاکستان ورچوئل لائبریری

اب مجنوں کی باتوں میں کچھ صداقت نظر آنے لگی تھی۔

محبّت کی نہیں جاتی ہو جاتی ہے ـــــ تنویر کو اب بھی اُس سے محبت تھی ـــــ محبت صرف جسمانی ملاپ کا نام نہیں ـــــ محبت ہوس کی تسکین کے لیے نہیں کی جاتی بلکہ محبت کا مطلب رُوحانی سکون بھی ہے ـــــ اس پیکرِ حُسن کو دیکھ کر تنویر کے دِل میں اگر محبت جاگی تھی تو کسی غلط نیت سے نہیں ـــــ بلکہ ایک حقیقی اور سچے عاشق کی طرح اُسے بھی اپنے محبوب میں اپنے خالق کی ایک ہلکی سی شبیہہ نظر آگئی تھی اور پھر یہ ایک لافانی محبت بن گئی۔ وہ محبت جو خدا ہے، اور وہ محبت جو ہر مطلب و غرض سے جُدا ہے۔ اس کے لیے ضروری نہیں کہ محبوب سامنے ہے یا دُور ـــــ دُوری سے تو محبت مزید بڑھ جاتی ہے۔ قربت، محبت کو مارتی ہے۔

اب تو وہ افسوس بھی کر رہا تھا کہ ایسا نایاب ہیرے جیسا حُسن اِن غلیظ کیچڑ دل میں پڑا ہے۔ ظاہری طور پر تو وہ بُھلا سکتا تھا مگر دِلی معاملے کی طرف سے وہ مجبور تھا اس وقت وہ ہلکے سے میک اپ میں بھی تھا۔

وہ بغور اُن کی طرف دیکھتا رہا ـــــ لیکن غیر محسوس طریقے سے۔ اس دران وہ دونوں زینے کی جانب

بڑھ چکے تھے ۔ تنویر اپنی جگہ پر بیٹھا رہا ـــــــ وہ زینے
چڑھ کر غائب ہو چکے تھے ـــــــ تھوڑی ہی دیر بعد تنو
کو آمد و رفت والے دروازے سے فیاض آتا ہوا نظر آیا ۔ ا
سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھا تھا ـــــــ پھر کاؤنٹر
رُک کر کلرک کو ایک بھاری سا لفافہ تھما کر کچھ کہا اور آ
زینوں کی جانب بڑھ گیا جن زینوں سے کچھ دیر پہلے شا
اور نوجوان گئے تھے ۔

جب فیاض نے سیکنڈ لاسٹ زینہ پر قدم رکھا ت
تنویر بھی اپنی کرسی چھوڑ کر زینے کی طرف بڑھتا چلا گیا ۔
زینہ کے دائیں طرف طویل راہداری میں فیاض م
چکا تھا ـــــــ تنویر نے بھی تیزی سے زینے طے ک
اور ایک سائیڈ کی دیوار سے چپک کر آہستگی سے سر باہ
نکال کر راہداری میں دیکھا ۔ فیاض بڑے بڑے ڈگ بھ
ہوا نظر آیا ـــــــ پھر جب وہ بائیں طرف مڑا تو تنویر
نے بھی جلدی سے باہر آ کر تیزی سے راہداری طے کی
اگلے موڑ پر پہنچ کر پھر سائڈ کی دیوار سے چپک گیا ۔
دفعتاً اس کی نگاہ چمک دار فرش میں نظر آ
والے عکس پر پڑی جس میں فیاض کا عکس ایک کمرے
دروازے پر رُکا نظر آ رہا تھا ـــــــ اس نے ادھ

اُدھر دیکھا اور بند دروازے پر ہلکی سی دستک دی ــــ جلد ہی دروازہ کھلا اور وہ اندر داخل ہو کر غائب ہو گیا ــــ دروازہ بھی بند ہو چکا تھا۔

راہداری اس وقت بالکل ویران تھی ــــ شاید تمام مکین نیچے ہال میں نائٹ شو دیکھنے کے لیے گئے ہوئے تھے ــــ اور یہ تنویر کے حق میں بہتر ہی ثابت ہوا تھا ــــ اُس کی نظریں متواتر فرش پر جمی ہوئی تھیں ٹھیک پانچ منٹ بعد فرش کے آئینے میں سے وہی دروازہ کھلتا ہوا نظر آیا اور دوسرے لمحے اس میں سے وہی نوجوان نکلا جو کچھ دیر قبل شاہدہ کے ہمراہ اوپر آیا تھا ــــ وہ نوٹوں کے ایک چھوٹے سے بنڈل کو اپنی اندرونی جیب میں منتقل کر رہا تھا ــــ تنویر نے نوٹوں کی ہلکی سی جھلک دیکھ لی تھی۔

عین اسی وقت تنویر نے ایک فیصلہ کر لیا ــــ اور پھر جیسے ہی وہ نوجوان موڑ مڑنے لگا تھا کہ اُسے ایک بھرپور مُکّہ اپنے جبڑے پر سہنا پڑا، جس کو وہ برداشت نہ کر سکا اور اُلٹ کر قلابازی کھاتا ہوا نیچے آ رہا۔

منہ پر پڑنے والا تنویر کا مُکّہ قطعی غیر متوقع اور کافی جاندار تھا ــــ وہ اب اوٹ سے نکل کر سامنے

آگیا تھا ——— مگر افسوس ! اُسے اس بات کی قطعی توقع نہ تھی جو اس وقت ہو گئی تھی ۔

نوجوان قلابازی کھا کر جیسے ہی نیچے آیا وہ ایک بار پھر فضا میں اُچھلا اور اپنے قدموں پر کھڑا ہو کر پلٹ پڑا اور نہ جانے اُس کے ہاتھ میں کہاں سے ریوالور بھی آگیا تھا ——— جس کی نال کا رُخ تنویر کی جانب تھا۔ وہ تنویر کی سوچ سے کہیں زیادہ پھرتیلا ثابت ہوا تھا۔ شاید اُس نے قلابازی کھانے کے دوران ہی ریوالور نکال لیا تھا۔

"خبردار ——— کون ہو تم ——— کوئی حرکت کی تو گولی تمہارے بھیجے کے پار ہو گی " ——— نوجوان نے غرا کر ریوالور نچاتے ہوئے کہا جیسے بتانا چاہتا ہو کہ یہ ریوالور بہت خطرناک ہے ——— لیکن غالباً اُسے معلوم نہ تھا کہ اُس کے مقابل کون کھڑا ہے ——— وہ جو ایسے ریوالور کو کھلونے سے زیادہ اہمیت نہیں دیتے۔

تنویر نے اُس کے جملے اور ریوالور کی پرواہ کیے بغیر اُس پر چھلانگ لگا دی ۔ ایک فائر ہوا اور دل دوز چیخ سے راہداری گونج اُٹھی ۔

عمران نے اگلی ٹیکسی کو نیپئر کالونی کے گندے نالے کی گلی میں مڑتے دیکھ کر اپنی ٹو سیٹر کی رفتار کم کر دی —— جب ٹیکسی گلی کے اندر مکمل طور پر داخل ہو گئی تو اس نے بھی ٹو سیٹر سڑک کراس کر کے گلی کی سیدھ میں ایسی جگہ کھڑی کر دی جہاں سے اُسے گلی کا دوسرا سرا بھی بخوبی نظر آسکتا تھا۔

ٹیکسی تھوڑی دُور جا کر ایک دو منزلہ عمارت کے سامنے رُک گئی تھی —— عمران نے دیکھا کہ اس میں سے نیلم بانو، ایک نوجوان لڑکے اور شاہدہ سمیت اُتر رہی تھی —— پھر کرایہ لڑکی نے ہی ادا کیا تھا۔ اس

کے بعد وہ تینوں اسی عمارت کے اندر داخل ہو گئے تھے۔
عمران نے کچھ لمحے نہ جانے کیا سوچا ___ پھر اپنی ٹوسیٹر کو اسی گلی میں لیتا چلا گیا ___ گلی کے اندر داخل ہوتے ہی اُس کی نظر جائے کے کھوکھے کے پاس کرسی پر بیٹھے ہوئے صفدر پر پڑی اور وہ بغیر چونکے آگے بڑھتا چلا گیا ___ وہ عمارت کے سامنے سے گزرتے ہوئے کوئی مخصوص سا اشارہ کرتا ہوا گلی کے دوسرے سرے سے باہر نکل آیا۔
اب اس کا رخ دانش منزل کی جانب تھا ___ اچانک اُسے اپنے تعاقب کا احساس ہوا ___ جیسے ہی وہ گلی سے باہر نکلا تھا ایک بلو رنگ کی کار اس کے پیچھے چل پڑی تھی ___ جس میں ڈرائیور کے علاوہ ایک خوف ناک شکل حبشی بیٹھا ہوا تھا ___ عمران نے اپنا احساس یقین میں بدلنے کے لیے ٹوسیٹر کو گلیوں میں موڑتا چلا گیا ___ اس کے ساتھ ساتھ بلو کار بھی برابر چلتی رہی تھی ___ بلآخر اُسے یقین ہو گیا کہ یہ بلو کار اسی کے تعاقب میں ہے ___ اس نے ٹوسیٹر کا رخ موڑ کر ایسی سڑک پر ڈال دیا جس پر ٹریفک کی آمد و رفت تقریباً نہ ہونے کے برابر تھی ___ اس

سڑک پر کنارے کنارے لمبی لمبی جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں۔ جھاڑیوں سے آگے کھیتوں کا سلسلہ تھا۔

عمران نے ایکسیلیٹر کے قریب ہی کسی تار کو چھیڑا اور اُس کی لوڈسیٹر ہچکیاں لیتی ہوئی کچھ دور تک گئی اور پھر رُک گئی ـــــ یہ حرکت عمران نے جان بوجھ کر کی تھی ـــــ وہ تعاقب کنندگان کو یہ باور کرانا چاہتا تھا کہ وہ اُسے بلا جواز رُکتے دیکھ کر ٹھٹک نہ جائیں یہی وجہ تھی کہ اُس نے رُکنے کا جواز پیدا کر لیا تھا ـــــ وہ لوڈسیٹر کو رُکتے دیکھ کر اُتر پڑا اور پھر آنے والوں کی طرف توجہ دیئے بغیر لوڈسیٹر کے انجن کو اردگرد سے دیکھنے لگا ـــــ جیسے ہونے والی خرابی کو دیکھ رہا ہو۔

بلو کار بڑی تیزی سے بڑھی چلی آرہی تھی۔

اچانک عمران فضا میں اُچھلا اور لوڈسیٹر کو کراس کرتا ہوا جھاڑیوں کے پار جا گرا ـــــ اگر عمران کو اُچھلنے میں ذرا بھی تاخیر ہو جاتی تو عمران بلو کار کے نیچے پس ہو چکا ہوتا ـــــ یقیناً مجرموں نے اُس کے خاتمے کی کوشش کی تھی ـــــ بلو کار لوڈسیٹر سے ٹکرائی اور لوڈسیٹر فضا میں اُڑتی ہوئی کھیتوں میں جا گری ـــــ اور بلو کار آگے بڑھتی چلی گئی۔

عمران تیزی سے اپنی جگہ سے اُٹھا اور جھاڑیوں کی اوٹ

لیٹتا ہوا سڑک کی طرف دیکھنے لگا ____ بلو کار تھوڑی دور تک گئی تھی پھر مڑ کر واپس اس جگہ آکر رک گئی جہاں کچھ دیر پہلے اس کی لوٹس کھڑی تھی ____ پھر اس کا دروازہ کھلا اور اگلی سیٹ پر بیٹھا ہوا حبشی ایک اسٹین گن سنبھال کر اترتا نظر آیا ____ وہ جھاڑیوں کی طرف بڑھا ____ عمران اسے جھاڑیوں میں داخل ہوتا دیکھ کر خود جھاڑیوں سے باہر نکل آیا اور بلو کار کے عقب میں پہنچ کر بیٹھے بیٹھے ڈرائیونگ سیٹ کی طرف بڑھنے لگا ____ جب وہ عین ڈرائیور کے گیٹ کے پاس پہنچا تو وہ تیزی سے اٹھا اور اپنا ہاتھ ڈرائیور کی گدی پر جما کر مارا ____ لیکن یہ کیا ____ ہاتھ ہوا میں گھوم کر رہ گیا ____ ڈرائیونگ سیٹ تو خالی تھی ____ حالانکہ عمران نے صاف طور پر اس کار سے صرف حبشی کو نکلتے دیکھا تھا جب کہ ڈرائیور بدستور اپنی سیٹ پر بیٹھا رہا تھا ____ شاید ڈرائیور اس سے زیادہ ہوشیار تھا ____ یہی وجہ ہو گی کہ وہ حبشی کے اترنے کے تھوڑی دیر بعد یا عمران کے کار کی اوٹ میں پہنچتے ہی وہ اپنی سیٹ چھوڑ کر کار کی دوسری سائڈ سے نکل گیا ہو ____ یہ بات عمران کے ذہن میں آئی ہی تھی کہ عمران نے پلٹنا چاہا ____ مگر یہاں بھی اسے دیر ہو گئی

تھی ـــــــ اس نے جیسے ہی پلٹنا چاہا ایک پٹاخہ سا چھوٹا اور عمران کار کے دروازے کی کھڑکی پر جھولتا چلا گیا ـــــــ کھوپڑی پر ریوالور کی لگنے والی زوردار ضرب نے اسے جلد ہی بے ہوش ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔

پاکستانی پوائنٹ ڈاٹ کام
وقار عظیم

فائر کی آواز زیادہ تیز نہ تھی ـــــ البتہ چیخ نسوانی تھی ـــــ تنویر نے تو پہلے سمجھا کہ نوجوان نے فائر کھول دیا ہے ـــــ چھلانگ لگانے کے بعد اُس نے فضا میں ہی اپنے آپ کو سنبھالا اور نوجوان سے ٹکراتا ہوا نیچے گر گیا ـــــ پھر فوراً ہی اُٹھ کھڑا ہوا۔ چیخ کی آواز پر نوجوان اُسے چھوڑ کر اُسی کمرے کی جانب دوڑا جس میں سے کچھ دیر پہلے وہ خود گیا تھا ـــــ تنویر بھی اس کی طرف لپکا ـــــ فائر کہیں اور ہوا تھا ـــــ نوجوان کے کمرے کے اندر داخل ہونے سے بیشتر ہی دروازہ زوردار طریقے سے کھلا اور کیپٹن فیاض

پنا ریوالور ہاتھ میں لیے برآمد ہوا اور تنویر سے ٹکراتا ہوا
کمرے کی عقبی جانب دوڑتا چلا گیا ـــــــ ریوالور سے
نکلنے والے دھوئیں نے ثابت کر دیا کہ تھوڑی دیر پہلے ہونے
والا فائر اسی ریوالور سے کیا گیا ہے۔

تنویر اور نوجوان ابھی سچویشن پر غور ہی کر رہے تھے
کہ فیاض واپس آتا نظر آیا ـــــ اب اس کا ریوالور ہولسٹر
میں جا چکا تھا۔

"کم بخت نکل گیا ـــــ معلوم نہیں کون تھا ـــــ" یہ
کہتا ہوا وہ اندر داخل ہوا اور اس کے پیچھے نوجوان اور
نوجوان کے پیچھے تنویر بھی اندر داخل ہو گیا ـــــ

اندر کا منظر دیکھ کر نوجوان چیخ پڑا ـــــ اور شاہدہ
کہتا ہوا دوڑا ـــــ لیکن اس سے پہلے کہ وہ شاہدہ تک
پہنچ پاتا ـــــ درمیان میں فیاض نے اُسے روک دیا۔
شاہدہ کمرے کے وسط میں چاروں شانے چیت پڑی تھی
اور اس کے سینے میں عین دل کے مقام پر ایک بڑا سا
خنجر پیوست تھا ـــــ خون اُس کے اردگرد کے
فرش کو رنگین کیے دے رہا تھا ـــــ شاہدہ کے جسم
میں زندگی کی کوئی رمق باقی نظر نہیں آتی تھی ـــــ شاید
خنجر کی پہنچ دل تک ہو جانے کی وجہ سے وہ دم توڑ چکی تھی

"پاگل ہوگئے ہو کیا ____ خنجر پہ قاتل کی انگلیوں کے نشانات ہوں گے" ____ فیاض نے یہ کہہ کر اُسے روکا اور خود ٹیلی فون کا ریسیور اُٹھا کر اپنے محکمے کے نمبر ڈائل کرنے لگا ____ اس اثنا میں کچھ اور افراد وہاں جمع ہوگئے تھے۔

تنویر نے اب وہاں اپنی دلچسپی کا کوئی سامان نہ پایا تو اُس نے دلاسہ دینے کے بہانے روتے ہوئے نوجوان کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"باہر آجاؤ ____ کمرۂ واردات خالی کر دو" ____ تنویر کے کہنے کا انداز کسی عام تماشائی کی مانند تھا ____ اس کا جملہ فیاض نے بھی سُنا اور پھر اُس نے بھی تنویر کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے سارے مجمع کو کمرۂ واردات سے باہر نکال دیا ____ فون کر کے وہ فارغ ہو چکا تھا۔

"تم اگر گھر ہی چلے جاؤ تو بہتر ہے ____ اب تمہاری ضرورت نہیں رہی ____ میں قاتل کو جلد تلاش کر نکالوں گا" فیاض کے کہتے ہی نوجوان تنویر کے ہمراہ کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

تنویر نے نوجوان کو اغوا کر کے دانش منزل پہنچانے کا فیصلہ کر لیا تھا ____ وہ نوجوان کو زینے اُترتے

دیکھتا رہا ___ جب وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا تو خود بھی غیر محسوس انداز میں وہاں سے کھسکنا شروع کر دیا ___ اور وہ عین اس وقت زینہ اُتر کر ہال میں پہنچا جب نوجوان آہستہ قدموں سے آمدورفت کے دروازے تک پہنچ گیا ___ پھر وہ دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

تنویر نے تیزی سے زینہ طے کیا ___ اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا وہ بھی ہال سے باہر نکل گیا ___ وہ پولیس کی نفری آنے سے پہلے ہوٹل سے نکل جانا چاہتا تھا۔ ابھی اُسے نگینہ ہوٹل سے نکلے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ ایک پولیس جیپ آکر رُکی اور پولیس کا عملہ اُتر کر ہوٹل میں گھستا چلا گیا ___ وہ باہر نکل کر ایسی سائڈ پر کھڑا تھا کہ معلوم ہوتا تھا وہاں وہ کافی دیر سے کھڑا ہے اُس کی نظریں نوجوان پر جمی ہوئی تھیں ___ نوجوان ایک رکشہ روک کر اُس میں بیٹھ رہا تھا۔

تنویر تیزی سے پلٹا اور پارکنگ شیڈ کی طرف بڑھنا ہی چاہتا تھا کہ قہقہہ سُن کر رُک گیا۔

"ہاہاہا ...... ہاہا" ___ قہقہہ ایک شخص کے منہ سے نکل رہا تھا جس کی حالت بڑی خستہ تھی ___ جسم پر موجود کپڑا چیتھڑے کی شکل اختیار کر چکا تھا ___ شیو

بھی بنائے کافی عرصہ ہوگیا تھا ــــــ سر کے بال خاک آلو
تھے، منہ سے جھاگ بہہ رہی تھی ــــــ بدن بھی میلا
کچیلا تھا ــــــ کسی پاگل سے کم نظر نہ آتا تھا ــــــ
آخر کار جب اُس کا طویل قہقہہ رُکا تو تنویر نے
فوراً پہچان لیا ــــــ یہ وہی مجنون شکل نوجوان تھا ج
کچھ دن قبل اُسے ایک ریسٹورنٹ میں ملا تھا اور جس
نے اُسے شاہدہ کی اصلیت بتائی تھی ــــــ اس وقت
وہ ایسا لگتا تھا جیسے وہ دماغی توازن کھو بیٹھا ہو۔
"میں نے اُس کی چیخ سُنی ہے ــــــ ہا ہا ہا" ــــــ
وہ ایک بار پھر ہنسنے لگا پھر اچانک رک کر بولا:
"آخر وہ ختم ہو ہی گئی ــــــ اچھا ہوا ــــــ سب
ایک ایک کر کے ختم ہوں گے ــــــ سب" ــــــ
وہ اپنے آپ میں بڑبڑائے جا رہا تھا ــــــ تنو
اس کی حالت پر افسوس کرتا ہوا تیزی سے اپنی موٹر سائیکل
کی طرف بڑھ گیا ــــــ پھر جب تک وہ موٹر سائیکل
روڈ تک لایا رکشہ کافی دُور جا چکا تھا ــــــ اس
نے رفتار بڑھا کر درمیانی فاصلہ کم کیا اور مناسب فاص
دے کر چلنے لگا۔
تنویر نے ایک نظر کلائی پر بندھی گھڑی پر ڈالی

اس وقت رات کے ساڑھے گیارہ کا ٹائم ہو رہا تھا۔
سڑکوں پر ٹریفک کا زور بھی کچھ کم ہو گیا تھا ___ پرائیویٹ ٹرانسپورٹ کی گاڑیوں کی تعداد بھی اکا دکا رہ گئی تھی۔
بالآخر پانچ منٹ کے سفر کے بعد رکشہ نیپئر کالونی کے گندے نالے والی گلی میں داخل ہوا اور ایک دو منزلہ عمارت کے آگے جا کر رک گیا۔
تنویر نے اپنی موٹر سائیکل سائیڈ میں کھڑی کی [illegible]دیل ہی گلی میں داخل ہو گیا ___ رکشہ سواری کو اتار کر گلی کے اگلے سرے کی جانب چل پڑا تھا ___ نوجوان بھی عمارت کے اندر داخل ہو کر غائب ہو گیا تھا ___ تنویر گلی کے اندر چل پڑا ___ وہ عمارت کا ارد گرد سے جائزہ لینا چاہتا تھا۔
عمارت کے دائیں ہاتھ ایک چھوٹی گلی تھی جو کہ عقب میں نکل گئی تھی ___ اس گلی سے داخل ہونے والا دوسری طرف سے گھوم کر دالیس سامنے آسکتا تھا۔
تنویر نے بھی لمبا چکر کاٹنے کے بجائے اسی گلی سے گزرنا چاہا ___ لیکن ہاری قسمت ___ جیسے ہی وہ اندھیری گلی میں داخل ہوا ___ اچانک ہی کسی نے اس کے منہ پہ ہاتھ رکھ دیا ___ ہاتھ میں

کپڑا تھا اور کپڑا کلوروفارم سے تر تھا ــــــ اس سے پہلے کہ تنویر بے ہوش ہو کر نیچے گرتا رومال رکھنے والے کے دوسرے ساتھی نے اُسے اپنے بازوؤں پر سنبھال لیا ــــــ دوسرے ہی لمحے تنویر اُس کے کندھے پر تھا اور وہ اندر ہی اندر گلی میں غائب ہو گئے ۔

وقار عظیم
پاکستانی پوائنٹ
ڈاٹ کام

"میں تم سب کو ختم کر کے سکون محسوس کروں گا۔
تم لوگوں نے ہی اس معاشرے کو بگاڑا ہے میں تمام کا صفایا
کر دوں گا ——— مجھ سے ایک بے گناہ لڑکی ناصرہ
بھی قتل ہو گئی! ——— اس بات کا مجھے
ہمیشہ افسوس رہے گا ——— میں تو اُسے بھی انہیں قبیلوں
سے سمجھ بیٹھا تھا جن کے ہاتھوں میں تباہ ہوا ——— جنھوں
نے مجھے کہیں کا نہ چھوڑا ——— غلطی انسان سے ہی ہوتی
ہے ——— انسان پہچانا ہی غلطی سے جاتا ہے ———
اللہ مجھ پر سے ناصرہ کا خون معاف کرے" ———
پاگل جیسا نوجوان شخص ایک خستہ سے حجرہ بیٹھے

میں بیٹھا اپنی قسمت کو رو رہا تھا ـــــ بڑبڑا رہا تھا ـــــ دنیا
مجھے پاگل سمجھتی ہے ـــــ سمجھتی رہے ـــــ میں ان
سب کو صفحۂ ہستی سے مٹا دوں گا ـــــ میں
آئندہ آنے والی نسلوں کو اس غلاظت سے بچاؤں گا ـــــ
میں گناہ گار سہی ـــــ لیکن ـــــ مجھ جیسا کوئی اور گناہ
گار نہ بن جائے ـــــ میرا جرم کیا تھا ـــــ یہی نا کہ میں
نے شاہدہ سے محبت کی تھی ـــــ میں نے چاند اور
ستاروں کی تمنا کی تھی ـــــ اگر محبت کرنا جرم ہے تو
میں سب سے بڑا مجرم ہوں" ـــــ

اچانک وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور آہستہ آہستہ چلتا
ہوا کمرے کے کونے میں پہنچا اور ایک بوسیدہ سا ٹرنک
اٹھا کر چارپائی پر رکھا ـــــ کمرے میں لالٹین کی روشنی
پھیکی ـــــ وہ اس چیز سے لاتعلق اپنے کام میں
مشغول رہا ـــــ ٹوٹے پھوٹے ٹرنک کا ڈھکنا کھولا
اور میلے کچیلے کپڑوں کے نیچے سے ایک خنجر نکالا ـــــ اس
کی چمک اس محدود روشنی میں بھی آنکھوں کو خیرہ کیے دے
رہی تھی ـــــ وہ خنجر کو دستے کی جانب سے
کر آنکھوں کے سامنے کرتے ہوئے بولا:
"آج تمہارا نمبر ہے نیلم بائی ـــــ اس خنجر

پیاس تمہارے خون سے بجھے گی ـــــ اور ایسے ہی نجانے کتنے خنجر میں نے تمہاری برادری کے لیے تیار رکھے ہیں۔ میں ایک خنجر سے ایک ہی خون کرتا ہوں ـــــ استعمال شدہ خنجر کسی اور پر نہیں آزماتا کیوں کہ خنجر بھی تمہارے ناپاک خون میں محذوب کر ناپاک ہوجاتا ہے ـــــ ہوسکتا ہے کہ اگلا مقتول پچھلے مقتول سے کم گناہ گار ہو ـــــ ایک کا گناہ دوسرے پر کیسے گوارہ کرلوں" ـــــ ہوا

خوفناک الفاظ ادا کرنے کے بعد اُس نے خنجر اپنی گدڑی میں اُڑس لیا ـــــ جیسے اُس نے اوڑھ بلکہ لپیٹ رکھا تھا ـــــ اس کے بعد اس نے سر پر دفتی کی ہیٹ جمائی اور ٹرنک کو بند کرکے اُسے واپس اُس کی جگہ پر رکھتا ہوا لالٹین کی روشنی گل کردی ـــــ پھر وہ اپنی کوٹھڑی سے باہر آکر اسے تالہ لگایا اور اندھیرے میں ایک جانب چل پڑا ـــــ اُس کا رُخ نیپئر کالونی کی جانب تھا، اس کی رفتار خاصی تیز تھی۔

دو گھنٹے کے طویل تھکا دینے والے سفر کے بعد وہ نیپئر کالونی کے گندے نالے والی گلی میں داخل ہوا ـــــ اس کے چہرے سے تھکن کے قطعی آثار غائب تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ ابھی تازہ دم ہو۔

وہ نیلم بائی کی عمارت کے عقب والی گلی کی طرف بڑھتا چلا گیا ـــــــ عمارت کے عقب میں پہنچ کر اُس نے گندے پانی کے نکاسی کے پائپ کی تلاش شروع کر دی پائپ کے ذریعے وہ جلد ہی عمارت کی بالائی منزل پر پہنچ گیا ـــــــ ماحول پر مکمل تاریکی کے ساتھ ساتھ مکمل خاموشی بھی چھائی ہوئی تھی ـــــــ سخت سردی میں بھلا بستر سے نکلتا ہے ـــــــ وہ تیزی سے زینے کی طرف بڑھا ـــــــ زینے اُترنے سے پہلے اُس نے اپنی گدڑی سے ایک سیاہ نقاب نکالی اور چہرے پر چڑھا لی ـــــــ اور ایک ایک کر کے زینہ اُترنے لگا زینے کے نیچے ہلکی روشنی تھی ـــــــ آخری زینے پر پہنچ کر وہ رک گیا ـــــــ تھوڑی دیر وہ آنے والے خطرے کا انتظار کرنے لگا ـــــــ پھر وہ تیزی سے راہداری کے ایک تاریک گوشے کی طرف بڑھ گیا ـــــــ جب اُسے مکمل یقین ہو گیا کہ راہداری میں کوئی نہیں ہے تو وہ تیزی سے راہداری عبور کر گیا ـــــ

اچانک وہ اچھل کر فرش پر آ رہا ـــــــ راہداری کا موڑ مڑتے ہی اُس کے منہ پر پڑنے والا مکہ زوردار تھا ـــــــ وہ اپنے آپ کو بمشکل سنبھال سکا۔

جب وہ سنبھلا تو سامنے ہی ایک قوی ہیکل حبشی اسٹین گن لیے کھڑا تھا ـــــــ اس سے پہلے کہ وہ اسٹین گن کا رخ اُس کی جانب کر کے فائر کھولتا اُس نے حبشی پر چھلانگ لگا دی اور اُسے رگیدتا ہوا راہداری میں دور تک لے گیا پھر جب اُٹھا تو اسٹین گن اُس کے ہاتھ میں تھی ـــــــ اُس نے پرواہ کیئے بغیر گن کو نال کی طرف سے پکڑ کر گھمایا اور اُس کا بٹ حبشی کے سر پر رسید کر دیا ـــــــ حبشی لہراتا ہوا گرا اور بے ہوشی کی دُنیا میں پہنچ گیا ـــــــ اس کے بعد وہ حبشی کا گلا اپنے مضبوط ہاتھوں میں جکڑتا اور دباتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ حبشی کا جسم بے جان ہو گیا ـــــــ وہ اُسے اسی حالت میں چھوڑتا ہوا آگے بڑھ گیا ـــــــ اسٹین گن اب اُس کے ہاتھ میں تھی ـــــــ اب وہ ہوشیاری سے آگے کھسک رہا تھا ـــــــ وہ راہداری کے تاریک گوشوں سے فائدہ اُٹھاتا ہوا آگے بڑھتا رہا ـــــــ بلآخر وہ ایک کمرے کے دروازے پر جا کر رک گیا ـــــــ دروازے کو دھکیل کر دیکھا تو وہ کھلا ہوا تھا ـــــــ وہ اندر داخل ہوتا چلا گیا۔

یہ کمرہ خواب گاہ کے طرز پر سجا تھا ـــــــ غالباً یہ نیلم بائی کی خواب گاہ تھی ـــــــ وہ کمرے کی دائیں سمت

کی دیوار کی طرف بڑھا اور ایک جگہ پہنچ کر اُس نے دیوار میں نہ جانے کیا کیا ــــ دوسرے ہی لمحے اُس دیوار میں ایک دروازہ بنتا چلا گیا تھا ــــ اور پھر اُس نے بننے والے دروازے کی اوپری چوکھٹ پر لگے بٹن کو پش کر دیا ــــ بٹن پش ہوتے ہی ایک بڑی سی الماری دیوار اتنے حصے میں اُبھر سی آئی جتنے حصے میں دروازے کی حدود تھی ۔

یہ ایک خفیہ لاکر سیف تھا ــــ الماری کے بائیں طرف کوئی پانچ انچ لمبا اور تین انچ چوڑا ایک خانہ بنا ہوا تھا اور اس خانے میں ایک عینک پڑی ہوئی تھی اس نے عینک اُٹھا کر آنکھوں پر چڑھائی اور الماری کی جانب دیکھتے ہوئے دائیں آنکھ مار دی ــــ آنکھ مارتے ہی الماری کے پٹ درمیان سے سائڈوں میں سمٹتے چلے گئے ــــ یہ بھی ایک جدید ایجاد تھی ــــ جس کے کھولنے کا سسٹم بھی جدید تھا ــــ عینک کے گلاس مخصوص دھات کے بنے تھے ــــ آنکھ مارنے سے جو بازگشت پیدا ہوتی تھی وہ شیشے سے گزر کر الماری کے خودکار الیکٹرانک سسٹم سے ٹکراتی تھی جس کے سبب الماری خود بخود کھل جاتی تھی ۔

الماری میں اوپر سے نیچے تک وڈیو کیسٹس بھرے ہوئے تھے ــــــ اُس نے تیزی سے دو نمبر پہ لگا ہوا کیسٹ باہر نکالا اور اُس کے فلیتے کو دیکھنے لگا ــــــ غالباً وہ کوئی مخصوص نشان دیکھنا چاہتا تھا ــــــ اُس پر نشان نہ پاکر اُس نے وہ کیسٹ واپس اُسی جگہ سیٹ کر دیا اس کے بعد وہ ایک ایک کر کے تمام کیسٹ دیکھنے لگا۔

بالآخر دس کیسٹ دیکھنے کے بعد جب اُس نے گیارہواں کیسٹ کا فلیتہ دیکھا تو وہ مطمئن انداز میں اُٹھ کھڑا ہوا ــــــ اُسے اس کا مطلوبہ کیسٹ مل چکا تھا ــــــ اس نے تیزی سے اُس کیسٹ کا تمام فلیتہ (ریل) کھینچ ڈالا اور اُس کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔

"تم نے اپنا بلو پرنٹ تو ضائع کر دیا ــــــ لیکن تمہارے ہی جیسے نا جانے کتنے اور مظلوموں کا پرنٹ پڑا ہوگا ــــــ انھیں بھی ضائع کر دو ــــــ صاف کر دو ــــــ برباد کر دو" ــــــ اُس کے تحت الشعور نے اُس کے ضمیر کو مزید جگایا۔

"میں ــــــ میں سب کو صاف کر دوں گا ــــــ سب کیسٹوں کو" ــــــ وہ بڑبڑایا پھر

اس نے کمرے میں ایک جانب پڑے ہوئے میگزینز سے تمام کیسٹ کو گزار گزار کر رکھتا چلا گیا۔ اب وہ صرف ایک سادہ وڈیو کیسٹ رہ گئے تھے۔

آخری کیسٹ رکھ کر وہ فارغ ہوا ہی تھا کہ اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور نیلم بانی بوکھلائے ہوئے انداز میں اندر داخل ہوئی۔

اس نے فوراً اسٹین گن سیدھی کر لی۔۔۔ دوسرے ہی لمحے "ریٹ ٹریٹ" کی آواز سے کمرہ گونج اٹھا۔

"کمال ہے ابھی تک کسی نے بھی رپورٹ نہیں
دی ـــــ کیا وجہ ہو سکتی ہے؟ ـــــ لگتا ہے
تمام ممبر مجرموں کے ہتھے لگ چکے ہیں ـــــ اگر نہیں! تو
اُن کو کوئی رپورٹ تو دینی چاہیئے تھی ـــــ حیرت ہے
ضرور کوئی گڑبڑ ہے ـــــ وہ اُوپر نہیں ہیں ـــــ کیوں
کہ ٹرانسمیٹر کی فریکوئینسی زمین کی سطح پر سیٹ ہوتی تھی۔
لہریں زمین کے اوپر ہیں اندر نہیں ـــــ گویا وہ زیرِ زمین
کہیں ہیں ـــــ عمران صاحب بھی غائب ہیں ـــــ مجھے
ہی کچھ کرنا پڑے گا" ـــــ بلیک زیرو اپنے آپ
سے کہتا رہا ـــــ اچانک اُسے ریڈ بلب اسپارک کرتا

کرتا نظر آیا ـــــ اُس نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر ایک بٹن دبا دیا ـــــ دیوار پر ایک اسکرین روشن ہو گئی اور اس پر میٹنگ ہال کا سین اُبھر آیا ـــــ میٹنگ ہال میں اس وقت جولیا کے ہمراہ چوہان ، نعمانی اور صدیقی تھے ـــــ بلیک زیرو کے دوسرا بٹن دباتے ہی جولیا کی آواز اُبھری :

"سر آپ کی ہدایت کے مطابق میں نے نعمانی کی جگہ جوزف کو اور صدیقی کی جگہ کیپٹن جعفری کو متعین کر دیا ہے اور نعمانی اور صدیقی کے ساتھ چوہان کو بھی لیتے آئی ہوں ۔ تمام تیاریاں مکمل ہیں ـــــ آپ ہمیں وقت بتا دیں ـــــ ریڈ کب کرنا ہے"

"تم لوگ یہاں سے ٹھیک گیارہ بجے روانہ ہونا ـــــ میں تمہیں خود آکر ملوں گا ـــــ آپریشن میری قیادت میں ہو گا ـــــ ایک دوسرے کو سمت بتانے اور پہچاننے کے لیے ٹرچ فائر کرنا ـــــ اور دیکھو نیلم بائی کو اپنی گولی سے ضائع نہ کر دینا ـــــ کوشش کرنا کہ وہ زندہ پکڑی جائے ـــــ شاہدہ کو تو کسی نامعلوم فرد نے ٹھکانے لگا کر بڑے ثواب کا کام کیا ہے ـــــ سینکڑوں افراد گناہ گار ہونے سے بچ گئے ـــــ خیر اس کے قاتل سے تو کیپٹن فیاض نمٹتا رہے گا ـــــ ہمیں نیلم بائی کو زندہ

گرفتار کرنا ہے ـــــ کیوں کہ اس کے پیچھے ہمارے ایک دشمن ملک کا ہاتھ ہے ـــــ ہو سکتا ہے اس کی گرفتاری پر بھی وہ احتجاج کرے ـــــ بہر حال تم روانہ ہو جاؤ۔ ـــــ اٹ از ایمرجنسی" ـــــ ایکسٹو نے ہدایات دیں اور ممبران کو ہال سے باہر نکلتے دیکھ کر اسکرین بجھا دی ـــــ پھر خود بھی اٹھ کر مشن کے آپریشن کی تیاری کرنے لگا۔

پاکستان ورچوئل لائبریری
وقار عظیم
ڈاٹ کام

عمران ہوش میں آیا تو اُس نے اپنے آپ کو ایک روشن کمرے میں پایا ______ اور ایک شاندار قسم کے بیڈ پر ______ قریب ہی دو اور بیڈ لگے ہوئے تھے ______ جن پر صفدر اور تنویر پڑے ہوئے تھے ______ عمران نے کمرے کا جائزہ لینا شروع کر دیا ______

کمرہ بہت بڑا تھا ______ لائٹیں ضرورت سے زیادہ لگی ہوئی تھیں ______ کمرے کے چاروں کونوں پر ایک ایک وڈیو خودکار کیمرے بھی نصب تھے ______ جلد ہی عمران کمرے کی ان روشنیوں اور کیمرے کی موجودگی کا مطلب سمجھ گیا ______ ضرور فلمیں یہیں تیار کی جاتی تھیں۔

تھوڑی دیر بعد صفدر نے بھی آنکھیں کھول دی تھی اور کمرے کو حیرت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"کیا ہم جنت میں آ گئے ہیں عمران صاحب' ______ صفدر کمرے کی شان و شوکت دیکھ کر ششدر تھا۔

"ہاں ______ لیکن دنیاوی جنت' ______ صرف اُن کے لیے ہے جن کی آخرت میں دوزخ لازمی ہے" عمران نے حقارت سے جواب دیا ______ اور پھر تنویر کو کسمساتے دیکھ کر بول پڑا ______

"اماں تنویر صاحب اب ہوش کرو ______ بہت بھاگ لیے لڑکی کے پیچھے ______ اب واپس آ جاؤ"

"کیا مطلب ہے" ______ تنویر نہ سمجھنے والے انداز میں بولا ______ اب وہ مکمل طور پر ہوش میں آ چکا تھا اور اس کی بھی حالت کمرے سے متعلق صفدر سے کم نہ ہوئی تھی۔

"کس کا ______ لڑکی کا یا بھاگنے کا" ______ عمران نے احمقانہ رویئے سے کہا پھر اس سے پہلے کہ تنویر اُس کی بات کا جواب دیتا ______ اچانک کمرے کا اکلوتا دروازہ کھلا اور تین لڑکیاں نیم برہنہ حالت میں اندر داخل ہوئیں ______ ان کے پیچھے نیلم بائی پھر ایک

بوڑھا اور اس کے بعد پانچ اسٹین گن بردار ـــــ وہ
کمرے میں پھیل کر کھڑے ہو گئے ـــــ اسٹین گنیں عمران
تنویر اور صفدر کی طرف تن چکی تھیں۔
لڑکیوں کی حالت دیکھ کر عمران نے اپنے دونوں ہاتھ
اپنی آنکھوں پر رکھ لیے تھے۔
"مردانگی کا ثبوت دو ـــــ کیا پاکیشیا میں مردانگی
اسی کو کہتے ہیں" ـــــ نیلم بالی کی آواز ابھری۔
"دے تو رہا ہوں ـــــ اماں بی کہا کرتی تھیں
کبھی کسی چھوکری کو آنکھ اٹھا کر نہ دیکھنا ـــــ آنکھ
بچا کر دیکھنا ـــــ بڑی بے شرم ہیں یہ چھوکریاں۔
کپڑے تک اتار کر آ گئی ہیں" ـــــ عمران نے ہاتھ ہ
کر ہاتھ نچاتے ہوئے کہا اور پھر ہاتھ کو آڑ بنا کر رکھ لیا
دوسرے ہی لمحے ایک ایک لڑکی تینوں کے بیڈ
پر چڑھ گئی ـــــ عمران لڑکی کو بیڈ پر آتے دیکھ کر ا
اٹھا ـــــ اور بیڈ کے کنارے تک پہنچ گیا۔
"دد ـــــ دیکھو ـــــ مم ـــــ میں کہہ
رہا ہوں ـــــ مجھے شرم آ رہی ہے ـــــ مم ـــــ
سے دور ـــــ رہو، ورنہ ـــــ میں ـــــ
خوش خطی سیکھ لوں گا ـــــ نہیں ـــــ ش

شاید ____ میں غلط کہہ گیا ____ کشتی سیکھ لوں گا۔ اوہو یہ بھی صحیح نہیں کہا ____ کیا کہتے اُسے ____ خود جو کرتے ہیں کشتی ____ میں ____ میں خودکشی کرلوں گا" ____

" ارے اِدھر آؤ ____ پہلے ہماری پیاس تو بجھاؤ بعد میں پھر خودکشی کرتے رہنا" ____ یہ کہتی ہوئی لڑکی اچانک عمران پر جھپٹی ____ عمران اُچھل کر اپنے پیچھے کھڑے ہوئے اسٹین گن بردار پر جا پڑا ____ اُس ٹکر کو اسٹین گن بردار برداشت نہ کرسکا ____ وہ تھوڑا سا لڑکھڑایا ____ عین اسی لمحے عمران کا ہاتھ اُس کی اسٹین گن پر پڑا ____ دوسرے ہی لمحے اسٹین گن اُس کے ہاتھ میں تھی ____ پھر کیا تھا ____ عمران نے تیزی سے تمام اسٹین گن برداروں کو زمین دکھا دی ____ اس کے بعد اُس نے صفدر اور تنویر کو اشارہ کیا اور انھوں نے بھی اسٹین گن سنبھال لیں ____ عمران نے تیزی سے گن کا رُخ کمرے کے کونوں میں نصب کیمروں کی جانب کیا اور "ریٹ ٹریٹ" کی آواز کے ساتھ وہ چُور چُور ہو کر زمین پر گر پڑے۔

تینوں برہنہ لڑکیاں خوفزدہ ہو کر کمرے کے ایک

کونے میں سمٹی کھڑی تھیں ـــــ عمران نے ان کی طرف بھی اسٹین گن کا رُخ کر کے فائر کھول دیا تھا ـــــ اس سوچ کی بنا پر کہ آیندہ کسی اور کو یہ گناہ گار نہ کر سکیں۔ ظاہر ہے انھیں گناہ اور ثواب سے کیا کام یہ تو صرف اپنی ہوس پوری کرنا جانتی ہیں ـــ اور بس

پالنسہ پلٹتے دیکھ کر نیلم باؔئی کمرے سے چھلانگ لگا کر نکل گئی ـــــ عمران اور تنویر اُس کے پیچھے لپکے ـــ جب کہ عمران نے چیخ کر صفدر سے بوڑھے کو سنبھالنے کا کہا تھا۔

"ریٹ ٹریٹ" ـــــ کی آواز سے راہ داری گونج رہی تھی ـــــ عمران اور تنویر اُس کی جھاں بھی جھلک دیکھتے، فائر کھول دیتے ـــــ لیکن وہ ان کی اُمیدوں سے کہیں زیادہ پھرتیلی ثابت ہو رہی تھی ـــــ وہ گن سے نکلنے والی گولی سے بھی زیادہ تیز تھی ـــــ گولی پہنچنے سے قبل ہی وہ اپنی جگہ چھوڑ دیتی تھی۔

بالآخر فائر کرتے کرتے دونوں کی اسٹین گن کا چیمبر ختم ہو گیا ـــــ اب وہ اُسے صرف دکھاوے کے طور پر لیے ہوئے تھے یا پھر لاٹھی کے طور پر تو وہ استعمال ہو ہی سکتی تھی۔

نیلم باجی کا رخ زینے کی طرف تھا ــــــ وہ تیزی سے زینہ پر چڑھتی چلی گئی ــــــ اس کے پیچھے عمران اور ظفر بھی زینہ چڑھ کر جب اوپر والی منزل پر پہنچے تو وہ ایک کمرے میں داخل ہو رہی تھی۔

پھر اس سے پہلے کہ وہ کمرے تک پہنچ پاتے اچانک ہی "ریٹ ٹریٹ" کی آواز سے ایک بار پھر پوری راہداری گونج اٹھی تھی۔ اس کے ساتھ ہی مسلسل گونجتی چلی گئی ــــــ اس کے بعد بالکل ایسی آواز ابھری جیسے کسی نے اسٹین گن خالی ہوتے دیکھ کر غصے میں اسٹین گن دیوار پر مار دی ہو۔

دفعتاً وہ کمرے میں پہنچے اور چونک اٹھے ــــــ ایک سیاہ پوش نیلم باجی کے سینے میں خنجر کے پے در پے وار کرتا چلا جا رہا تھا اور ساتھ ساتھ بلند آواز سے کہتا رہا:

"تم ہی وہ چڑیل تھیں جس نے شاہدہ جیسی گندگی کو جنم دیا۔ تم ہی وہ خبیث شیطان تھیں جس نے ناہید کو بے موت مارا ــــــ تم ہی وہ ناسور تھیں جس نے کالج کی شریف لڑکیوں کو برباد کیا ــــــ میں تمہارے جسم سے خون کا ایک ایک قطرہ نچوڑ لوں گا ــــــ ہا ہا ہا ــــــ

" خبردار اپنے ہاتھ اوپر اٹھا دو ۔۔۔ کون ہو تم "
عمران نے ریوالور نکالتے ہوئے سیاہ پوش سے کہا ۔۔۔ سیاہ پوش کو جیسے جھٹکا سا لگا ۔۔۔ وہ خنجر کو نیلم بائی کے مردہ جسم میں پیوست چھوڑ کر اٹھ کھڑا ہوا ۔۔۔ اور آہستہ آہستہ قدموں سے چلتا ہوا عمران کی طرف بڑھا ۔

" مجھے گرفتار کر لو ۔۔۔ میں مجرم ہوں ۔۔۔ آپریشن نائکا گروپ میرا جرم ہے ۔۔۔ میں نے ہی ان نائکاؤں کا قتل شروع کیا تھا ۔۔۔ میں نے ہی محبت کی تھی ۔۔۔ پھانسی دے دو مجھے کہ برائی کے خلاف قدم اٹھانے والا مجرم ہوتا ہے ۔۔۔ ناہید میری بہن تھی جسے ان شیطانوں نے اپنی ہوس اور کاروبار کی بھینٹ چڑھا دیا " ۔۔۔

عین اسی لمحے دوڑتے قدموں کی آوازیں ابھریں اور اسی کمرے کے اندر ہی ایک جانب کی دیوار میں ایک دروازہ سا بنتا چلا گیا ۔۔۔ اگلے ہی لمحے پہلے تو جولیا نکلی اس کے ہاتھ میں اسٹین گن تھی اس کے پیچھے چوہان نعمانی اور صدیقی نکلے سب سے آخر میں بلیک زیرو فارٹو کے لبادے میں ملبوس برآمد ہوا ۔

"گویا یہاں میدان پہلے ہی مار لیا گیا ہے" ـــــــ ایکسٹو نے عمران اور تنویر وغیرہ کو دیکھ کر کہا پھر تمام حالات صفدر کی زبانی سُننے کے بعد سیاہ پوش کے چہرے سے نقاب کھینچ لیا۔

اگلے ہی لمحے تنویر اور عمران چونک پڑے ـــــــ تنویر بھلا اس مجنوں شکل نوجوان کو کیسے نہ پہچانتا جس نے واقعی اُسے تباہی کے گڑھے سے نکلنے کی تلقین کی تھی ـــــ اور عمران کے چونکنے کا سبب بھی وہی نوجوان بنا تھا ـــــ کیوں کہ یہ عمران کا سابقہ آکسفورڈ میں روم فیلو عامر تھا ـــــــ جس سے اُس نے گزشتہ دنوں اس کی کار لی تھی۔

دانش منزل کے میٹنگ ہال میں تمام ممبرز موجود تھے ــــــ کیس کی اصل حقیقت جاننے کے لیے کافی بے چین معلوم ہوتے تھے ۔

"خوش آمدید میرے وطن کے نوجوانو!" ــــــ اچانک ایکسٹو کی آواز سنائی دی ۔ آج ایکسٹو کی آواز میں خلافِ معمول شگفتگی تھی جس سے ممبران کے اترے ہوئے چہرے کھل اٹھے ــــــ خاص کر جولیا زیادہ ہی کھل رہی تھی ۔

"اتنا زیادہ نہ کھلو کہ پھول بن جاؤ اور پھول گئیں تو میں اُسے توڑ کر تنویر کے کالر میں لگا دوں گا" ــــــ عمران

کی احمقانہ رگ پھڑک اُٹھی ____ جولیا غصّے کے مارے ایکسٹو کی موجودگی میں خون کے گھونٹ پی کر رہ گئی ____

"مجھے علم ہے کیس کی تفصیل جاننے کے لیے تمہاری بے چینی اپنے عروج کو پہنچ چکی ہے" ____ ایکسٹو کی آواز دوبارہ اُبھری اور ہال میں مکمل سکوت چھا گیا ____ پھر ایکسٹو نے تفصیلات بتانی شروع کیں۔

"جیسا کہ تمہیں معلوم ہے کہ یہ کام نیلم باغی ایک انتقامی کارروائی کے پیشِ نظر کر رہی تھی ____ اُسے یہ نہیں کرنا چاہیے تھا ____ دوسرے اُس کے سامنے ایک منصوبہ بھی تھا اور وہ منصوبہ ناگا گروپ سے تعلق رکھنے والی ____ ممبروں کا تھا ____ منصوبہ یہ تھا کہ پچھلے ایک سال سے اُن کی منڈی کا کاروبار ٹھپ ہو چکا تھا ____ ناگائیں اپنی روزی سے پریشان تھیں ____ کافی سوچ بچار کے بعد یہ فیصلہ طے پایا کہ آبادی میں پھیلنا چاہیے ____ اس کا بیڑہ نیلم باغی نے اپنے سر لیا اور اس نے جس طریقے سے پھیلنا چاہا وہ سراسر غیر انسانی اور غیر قانونی تھا ____

عامر ایک پڑھا لکھا نوجوان طالب علم تھا ____ عمران کا وہ آکسفورڈ میں گہرا دوست رہ چکا ہے ____ اس کے

ساتھ ستم ظریفی یہ ہوئی کہ وہ نیلم بائی کی بیٹی شاہدہ سے محبت کر بیٹھا ــــ شاہدہ کو نیلم بائی نے اپنے سانچے میں ڈھالا ہوا تھا ــــ اُس نے عامر کی محبت کو ٹھوکر مار دی اور عامر کو بہلا پھسلا کر اپنے اڈے پر لے گئی جہاں عریاں وڈیو بنتی تھیں ــــ وہاں عامر کے ساتھ اُس نے وڈیو بنائی اور اس کی عامر کو خبر نہیں ہونے دی ــــ وہ اُسے مارکیٹ میں سپلائی کرنا چاہتی تھی ــــ اس کے بعد جب کیسٹ مارکیٹ آیا تو عامر کے دل نے یہ صدمہ برداشت نہ کیا اور وہ نیم پاگل سا ہو گیا ــــ لیکن جب اُس کی بہن ناہید اُن شیطانوں کی بھینٹ چڑھی تو وہ اپنے آپ کو قابو میں نہ رکھ سکا اور وہ ایک قاتل بن گیا ــــ اُس نے عزم کر لیا کہ تمام نائکاؤں کو وہ ایک ایک کر کے ختم کرے گا ــــ وہ ہر نائکا کے لیے ایک خنجر استعمال کیا کرتا تھا ــــ

بلآخر شاہدہ اور نیلم بائی بھی اُسی کے ہاتھوں جہنم واصل ہوئیں ــــ مانا کہ نیلم بائی کو تباہ و برباد کرنے والا کوئی نوجوان تھا ــــ لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ کسی ایک آدمی کے گناہ کا انتقام معاشرے کی پوری قوم سے لیا جائے ــــ بلو پرنٹ فلموں کی تیاری میں بھی اس کے گروپ نے کافی ساتھ دیا ــــ نوجوان لڑکیوں کو

سہیلی بنا کر اڈے تک لانے کے لیے جال تھا ان ناگوں کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا ——— بہر حال مجرم خود ہی اپنے عبرت ناک انجام کو پہنچا ——— اس کی موت میں ہمارا کوئی ہاتھ نہیں ——— دشمن ملک ہم سے کچھ بھی نہ حاصل کر سکے گا۔ بس مجھے فخر ہے تو اس بات پر کہ اللہ نے ہمیں ایک بہترین قوم میں پیدا کیا اور مجھے بہادر جیالوں کی قیادت میں کام کرنے کا شرف بخشا ——— میں تم لوگوں پر جتنا فخر کروں کم ہے ——— اور کچھ کسی کو پوچھنا ہو ؟"

ایکسٹو خاموش ہو گیا ———

"آپ نے یہ تو بتایا ہی نہیں کہ آپ ہم تک کیسے پہنچے تھے" ——— تنویر نے سوال کیا ———

"ہم نے مون گرلز کالج پر ریڈ کیا تھا ——— مون گرلز کالج سے ایک زیر زمین سرنگ بنائی گئی ہے جو کہ نیلم بائی کی خواب گاہ میں نکلتی تھی ——— اب تم سمجھ جاؤ کہ ہم تم تک کیسے پہنچے" ——— ایکسٹو نے جواب دیا۔

"سر ایک بات اور" ——— صفدر بولا ——— "وہ یہ کہ اب تک جو مال وڈیو کی دکانوں پر پہنچ چکا ہے اس کے متعلق کیا سوچا گیا ہے ؟" ———

" اس بارے میں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ——— ان

کی چھان بین شروع کر دی گئی ہے ____ جلد ہی ایسا جتنا بھی مال ہو گا بر آمد کر لیا جائے گا ____ اور اُسے ضائع کر دیا جائے گا ____ اور کچھ؟" ____

ایکسٹو بولا ____

"جی کچھ نہیں"____ جولیا نے کہا۔

"اچھا تو تم لوگ آج کسی ساحلی تفریح کے لیے جا سکتے ہو ____ اخراجات میرے ذمے ہوں گے" ایکسٹو نے کہا اور اس سے پہلے کہ اوور اینڈ آل کہتا عمران بول پڑا۔

"وہ جی ____ ایکسٹو صاحب ____ میرے ولیمے کے اخراجات کون برداشت کرے گا؟" ____

"وہ ____ تم خود کر لینا" ____ ایکسٹو نے جواب دیا ____

"لل ____ لیکن جناب میں جولیا کو برداشت کر رہا ہوں گا" ____

"اوور اینڈ آل" ____ ایکسٹو نے سلسلہ منقطع کر دیا ____

سلسلہ کٹتے ہی جولیا اپنا سینڈل اُتار کر عمران کی طرف جھپٹی ____ اور عمران ____ وہ تو خارجی دروازے

کی جانب چھلانگ لگا چکا تھا ـــــ جولیا نے جب عمران کو دستر سے باہر نکلتے دیکھا تو اُس نے سینڈل ہی کھینچ ماری ـــــ لیکن بے چاری سینڈل کا کیا قصور، ہلکی ہونے کی وجہ سے زیادہ دُور نہ جا سکی تھی ـــــ

"اچھا دوستو! ہم چلے جولیا چلے" ـــــ عمران کہتا ہوا ہال سے نکل گیا ـــــ

تمام ممبران مسکرانے لگے تھے ـــــ

ختم شُد

پاکستان ورچوئل لائبریری
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

عمران سیریز کے ناولوں میں کبھی نہ بھولنے والا ناول

ٹاپان

مصنف ———— ابنِ صفی

- اُس ہولناک اور قیامت خیز حادثے کا ذمے دار کون تھا جو سابقہ دارالحکومت کے صدر مقام پر ہوا؟
- ٹاپان ———— ایک نیا روپ ـــ ایک نیا طوفان؟
- اچانک جولیا نے ایکسٹو پر اسٹین گن کا پورا برسٹ کھول دیا!

پھر......؟

- صفدر نے ایکسٹو کو بے نقاب دیکھا! وہ لمحہ کیسا تھا؟
- کیا آپ نے کبھی دیگیں کو عمارت کی شکل اختیار کرتے دیکھا ہے؟ یا پھر کسی عمارت کو دیگن میں تبدیل ہوتے؟ یہ سب آپ "ٹاپان" میں پائیں گے۔ وہ دیگیں کن کی تھیں؟

تیز رفتار ایکشن، دماغ کی رگیں چٹخا دینے والا سسپنس اور قہقہوں سے بھرپور ناول

حبیب پبلی کیشنز شیر شاہ۔ کراچی، پوسٹ کوڈ نمبر ۷۵۷۳۰

ننھے بچوں کیلئے ننھی کہانیاں

مسٹر شیطان

پیاری ماں

قیمت فی کتاب ۴۰ پیسے صرف

آج ہی آرڈر سے نوازیے

حبیب پبلی کیشنز

شیر شاہ
کراچی پوسٹ کوڈ 75730

عمران سیریز کا دھماکہ خیز ناول

موت کے قاتل

مصنف:- ابن حق

- وہ اپنے آپ کو موت کے قاتل کہتے تھے کیا واقعی وہ موت کے قاتل تھے ..... یا
- موت نے اُن کو نگل لیا تھا۔
- عمران کی سابقہ زندگی کی تھی جب وہ ایکسٹو کے عہدے پر فائز نہیں تھا۔

حبیب پبلیکیشنز
محمدی روڈ بی بلاک اسٹریٹ 16 شیرشاہ۔ کراچی 28

عمران سیریز کا ناقابلِ فراموش، دھماکہ خیز ناول

نقلی موت

مصنف :- ابنِ حق

نائٹروگلسٹنگ بم، دُنیا کی خوفناک اور تباہ کن ایجاد، خطرناک اتنا
کہ پوری دُنیا کی تباہی کے لیے ایک بم کافی ہوگا ....
عمران کے دشمن ملک کو اس ایجاد کی ہوا لگ گئی، پھر .... ؟
پروفیسر داور اچانک ہارٹ اٹیک کا شکار ہو گئے ... کیا واقعی!
عمران پروفیسر داور کی لاش دیکھ کر .... ؟
محکمہ انٹیلیجنس کے سپرنٹنڈنٹ فیاض بھی چکرا گئے۔
کیا دشمن ملک کے جاسوس نائٹروگلسٹنگ بم کا فارمولا چرانے میں کامیاب ہو گئے ؟ یا پھر عمران انھیں شکست دینے میں ناکام رہا ؟
سسپنس، تجسّس، اسرار و سراغ سے بھرپور کارنامہ

حبیب پبلی کیشنز
محمدی روڈ
شیرشاہ۔ کراچی ۲۵

عمران سیریز کی تاریخ میں ایک دھماکہ خیز شاہکار

ڈینجر ڈیتھ

مصنف :- ابن صفی

● "ڈینجر ڈیتھ" کا خطرناک فارمولا جو عمران کے ملک میں تیار ہوا اور جس کی دشمن ملک نے ایک ارب ڈالرز کی بولی لگائی ــــــ

● کیا عمران کے ملک نے یہ سودا منظور کر لیا .... یا ....

● جوزف کی پرانی محبوبہ سے ملیئے۔ "لی" کے ملنے سے جوزف کی عاشقانہ حس دوبارہ جاگ اٹھی ــــــ

● "ڈی، ڈی" کی حقیقت جان کر آپ حیرت سے سر پیٹنے لگیں گے ــــــ

ــــــ شائع ہو گیا ہے آج ہی طلب کیجیئے۔

حبیب پبلیکیشنز

محمدی روڈ بی بلاک اسٹریٹ 16 شیر شاہ۔ کراچی 28

عمران کے دھماکہ خیز کارناموں میں سے ایک

معاشرے کا دشمن

مصنف:۔ ابنِ حق

★ فیاض کی بوکھلاہٹیں، عمران کی حماقتیں اپنے عروج پر۔
★ "بڑے لوگ ہمیشہ "بڑا" ہی کام کرتے ہیں" اُن کے ایک "بڑے" کام سے پردہ کشائی۔
★ عمران کے گال پر پڑنے والے تھپڑ کا بدلہ، موت ثابت ہوا۔
★ معاشرے کے اُن بدترین دشمنوں کی کہانی جنھیں اپنے کرتوتوں کے ردِ عمل کے بارے میں پتہ نہ تھا۔ اُنھیں تو صرف دولت پیاری تھی۔
○ پڑھے اسے وہ جو دیدہ عبرت نگاہ ہو۔

شائع ہو گیا ہے

آج ہی آرڈر سے نوازیں

جمیل پبلی کیشنز
محمدی روڈ
شیر شاہ۔ کراچی ۲۸

اس صفحے پر آپ کی لائبریری کا تعارف بھی شائع ہو سکتا ہے۔ جس کی کوئی فیس نہیں۔ تعارف جامع اور مختصر ہونا چاہیئے۔ جلدی کیجیے پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہیں ہوئی۔ تاکہ آیندہ ناول میں آپ کی لائبریری کا تعارف شائع ہو سکے۔

نیو کشمیر لائبریری کا مختصر تعارف

لالہ موسیٰ (ضلع گجرات) ایک پسماندہ اور ناخواندہ علاقہ ہے اس کی آبادی کافی ہے اور اس میں دن بدن اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ یہاں ہر طبقۂ فکر کے لوگ موجود ہیں، جس علاقے میں زیادہ آبادی ہوگی اس کے مسائل بھی اسی حساب سے بہت زیادہ ہیں۔ لالہ موسیٰ میں بہت زیادہ اکثریت آباد ہے۔ یہاں پڑھائی سب سے اہم مسئلہ ہے، اس مسئلے کے حل کیلئے کوئی خاطر خواہ کوشش نہیں کی گئی اور نہ ہی کسی نے لوگوں میں مطالعے کا شوق بیدار کیا۔ اس سلسلے میں جناب الطاف احمد بٹ اور جناب مشتاق احمد بٹ (بٹ بھائی) نے سوچا کیوں نہ کسی ایسی چیز کی بنیاد رکھی جائے جو لوگوں میں مطالعہ کرنے اور فارغ اوقات گزارنے کا موقع مہیا کر سکے تاکہ لوگ فحش فلموں کی وڈیو جیسی بری لعنت سے محفوظ رہیں۔ لہٰذا صاف ستھری دماغی تفریح کے لیے ۱۹۶۸ء میں ایک اچھی اور سستی و معیاری لائبریری کا قیام "نیو کشمیر لائبریری" کے نام سے عمل میں لایا گیا جس کا سہرا انچارج لائبریری ریاض احمد بٹ کے بڑے بھائیوں کے سر جاتا ہے۔ یہ ایک وسیع اور جامع لائبریری تو نہیں ہے البتہ جامع لائبریری کے طرز کی ضرور ہے۔ اس لائبریری میں ہر اقسام کی کتابیں موجود ہیں۔ مثلاً اسلامی، تاریخی، ادبی، معاشرتی، اصلاحی رومانی، طنز و مزاح، سفر نامے افسانے، جاسوسی ادب (عمران سیریز) ہر قسم کے ڈائجسٹ، بچوں کی کہانیاں، رسائل، ناولز، فلمی پرچے۔ نقد و آسان کرایہ پر دستیاب ہیں۔ اس لائبریری میں تقریباً ساڑھے تین ہزار سے زائد کتب ہیں۔ لالہ موسیٰ اور ضلع بھر میں اسے سب سے بڑی (پرائیویٹ) لائبریری ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ ہمارے ممبروں میں چھوٹے بچوں سے لے کر ۸۰ سال تک کے افراد شامل ہیں۔ نئے اور پرانے ممبروں کیلئے یومیہ اور ماہانہ ممبر شپ کی سہولت موجود ہے۔ اب تک بیس سال کا طویل عرصہ گزر جانے کے باوجود ہماری لائبریری خدا کے فضل و کرم سے قائم و دائم ہے اور انشاءاللہ رہے گی۔ نیو کشمیر لائبریری۔ ریلوے روڈ۔ لالہ موسیٰ کے ٹائم درج ذیل ہیں:

روزانہ: صبح ۸ بجے تا رات ۹ بجے۔ جمعہ کے روز صبح ۸ بجے تا دوپہر ۱۲ بجے تک